مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضى نَحْبَهُ وَ مِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَ مَا بَدَّلُوا تَبْدِيلاً (احزاب ۲۳)

رجال ابو عمرو کشی رح

راویوں کے متعلق معصومینؑ کے فرامین کا مجموعہ

تالیف: شیخ ابو عمرو کشی معاصر کلینی م ۳۲۹ق

جلد اول

مرکز نشر میراث علمی مکتب اہل بیتؑ

علوم قرآن

علوم حدیث

علوم فقه

علم عقائد

علم رجال*

علم تاریخ

علم ادب

علم سیرت

علم اصول

علم اخلاق

رجال ابو عمرو کشی

تالیف: شیخ ابو عمرو کشی معاصر کلینی م۳۲۹ق

جلد اول

مرکز نشر میراث علمی مکتب اهل بیتؑ

قوم شیعہ کے جلیل القدر عالم (شیخ ابو جعفر طوسی) متوفی ۴۶۰ جنہوں نے (رجال ابو عمرو کشی) کی تلخیص فرمائی اور نجف اشرف کے حوزہ کی بنیاد رکھی ائمہ معصومینؑ کی اتباع میں علم رجال کے بارے میں فرماتے ہیں:

ہم نے قوم شیعہ کو دیکھا کہ انہوں نے معصومینؑ کی روایات کو نقل کرنے والے راویوں میں امتیاز دے رکھا ہے؛

۱۔ جو ثقہ و صادق تھے انکی توثیق کی ہے اور جو ضعیف تھے انکو کو ضعیف کہا ہے۔

۲۔ اور جو حدیث میں معتمد ہے اس کو غیر معتمد سے جدا کیا ہے و جو قابل تعریف تھے انکی تعریف کی ہے، اور جو مذموم تھے ان کی مذمت کی ہے۔

اس کتاب کی علامات

مناسب عناوین کو [ ] میں اضافہ کیا گیا۔

بعض اوقات [ ] میں آیات کے ترجمہ کی زائد مقدار کو معنی کی تکمیل کیلیئے ذکر کیا گیا۔

تقدیم واہداء

یہ رجالی اور حدیثی ناچیز تحقیق امام صادق آل محمدؑ کے نام؛ جنھوں نے نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کو امت اسلامی میں پیش کیا اور آپ کے بتائے ہوئے اصولوں کے تحت راویوں کی تحقیق اور ان کو پرکھنے کو رواج دیا اور اس طرح نبی اکرم ﷺ پر جھوٹ بولنے والے راویوں کے خواب نقش بر آب ثابت ہوئے اور معصومینؑ کی لعنت کا طوق جھوٹے راویوں کے لیے ہمیشہ ثابت ہو گیا ہے، یہی وجہ تھی کہ مسلمانوں نے بے شمار کتابیں اس علم میں لکھیں اور اس علم کو رواج تام ملا، اس کی بحثوں میں صحیح و سقیم کا فرق ہوا، آپ کی کوششوں سے علم حدیث میں ان راویوں کو جگہ نہ مل سکی جو وثاقت کے لحاظ سے مشکوک اور غیر معتبر تھے، آج کی دنیا میں اپنے و پرائے آپ کی عظیم شخصیت اور فکر کے قائل ہیں اسی سلسلے میں سپر برین آف اسلام لکھی گئی ہے جو آپ کی زحمات کا شکرانہ ادا کیا گیا ہے، خداوند متعال آپ کے صدقے میں اس تحقیق ناچیز کو طلبہ علوم دینیہ اور مومنین کرام کے لیے برابر مفید قرار دے اور ہمارے لیے اسے ذخیرہ آخرت قرار دے۔

فہرست مطالب

مقدمہ تحقیق

خداوند متعال اپنی لاریب کتاب میں فرماتا ہے : مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا، لِيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِنْ شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا [1]؛ مومنین میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اللہ سے کیے ہوئے عہد کو سچا کر دکھایا، ان میں سے بعض نے اپنی ذمے داری کو پورا کیا اور ان میں سے بعض انتظار کر رہے ہیں اور وہ ذرا بھی نہیں بدلے، تاکہ اللہ سچوں کو ان کی سچائی کی جزا دے اور چاہے تو منافقین کو عذاب دے یا ان کی توبہ قبول کرے، اللہ یقینا بڑا معاف کرنے والا، رحیم ہے۔

مسلمانوں نے اس آیت کی روشنی میں پیامبر اکرم ﷺ اور معصومینؑ سے روایت کرنے والے افراد کی صداقت اور سچائی کو پرکھنے والے علم کا نام ،علم رجال قرار دیا اور اس علم کو فریقین نے بہت اہمیت دی لیکن فرقہ حقہ کے ماننے والوں نے اس میں قرآن وسنت کی پیروی کرتے ہوئے اس علم کے معیار کو برقرار رکھا اور اس میں بیسیوں کتابیں لکھی ہیں، حسن بن محبوب سے شیخ طوسی کے زمانے تک ۱۵۰ کتب رجالیہ تالیف ہو چکی تھیں جیسا کہ نجاشی و شیخ

---

[1]. سورہ احزاب ،آیت ۲۴،۲۳۔

کی فہرستوں سے ظاہر ہے جن کو شیخ بزرگ تہرانی نے اپنی کتاب مصفی المقال میں جمع کیاہےاسی لیے شیخ طوسی اسے اہل حق کا امتیاز قرار دیتے ہیں: انا وجدنا الطائفة میزت الرجال الناقلة لهذه الاخبار فوثقت الثقات منهم و ضعّفت الضعفاء و فرقت بین من یعتمد علی حدیثه و روایته و بین من لا یعتمد علی خبره مدحوا الممدوح منهم و ذموا المذموم و قالوا فلان متهم فی حدیثه و فلان کذابٌ ،و فلان مخلطٌ... و صنّفوا فی ذلک الکتبَ...هذه عادتهم علی قدیمٍ و حدیثٍ لا تنخرم۔

ہم نے قوم شیعہ کو دیکھا کہ انہوں نے معصومینؑ کی روایات کو نقل کرنے والے راویوں میں امتیاز دے رکھاہے جو ثقہ و صادق تھے انکی توثیق کی ہے اور جو ضعیف تھے انکو ضعیف کہا ہے اور جو حدیث میں معتمد ہے اس کو غیر معتمد سے جدا کیا ہے وجو قابل تعریف تھے انکی تعریف کی ہے، اور جو مذموم تھے ان کی مذمت کی ہے اور کہاہے: فلان حدیث میں متہم ہے اور فلاں جھوٹا ہے اور فلاں خلط کا شکار ہے ...اس میں انہوں نے کتابیں لکھی ہیں، یہ ان کا قدیم اور جدید زمانے میں طریقہ ہے جو زائل ہونے والا نہیں۔

علم رجال کے ماہرین نے اس کی تعریف یہ بیان کی ہے:انّه العلم الباحث عن رواة الاخبار الواردة عن رئوساء الدین من حیث الاحوال التی لها مدخل فی الرد و القبول و تمییز ذواتهم عند الاشتباه[۲] یعنی ایسا علم جس میں ان افراد کے بارے بحث کی جاتی ہے جو دین کے رئوساء یعنی نبی پاکؐ اور ائمہ معصومینؑ سے روایات کو نقل

---

[۲] تنقیح المقال فی علم الرجال ج۱ص ۱۷۲ طبع حجری نجف.

کرتے ہیں اور اس میں افراد کے وہ حالات مورد بحث ہوتے ہیں جو موثر ہیں کہ انکی روایات قبول کی جائیں یا ردّ کی جائیں مثلاً اگر راوی صادق اور سچا ہو تو اسکی روایت قبول ہے اور اگر کاذب ہو تو اسکی روایت رد کی جاتی ہے اور دوسرا رکن جو اس تعریف میں بیان ہوا تمییز مشترک ہے یعنی ایسے راوی جن کے اسماء اور انکے آباء کے اسماء میں اشتراک پایا جاتا ہے ان میں فرق کرنا کہ روایت میں کونسا راوی مراد ہے مثلاً محمد بن اسماعیل امام رضاؑ کا صحابی ثقہ ہے جبکہ اس کے علاوہ دیگر اس نام کے راویوں کی رجال کی کتابوں میں توثیق خاص ثابت نہیں ۔

اس کی ضرورت میں کہا جا سکتا ہے کہ ادلہ اربعہ سے ثابت ہو چکا کہ گمان اور ظن پر عمل کرنا حرام ہے اور کسی حکم کی خدا کی طرف نسبت دینا صحیح نہیں ہے جب تک وہ یقینی دلیل سے ثابت نہ ہو جائے یا اس کا انتہاء کسی یقینی دلیل پر ہو جیسا کہ خدا تعالی کا ارشاد ہے : کیا تمہیں خدا نے اذن دیا ہے یا تم خدا پر جھوٹ بولتے ہو آیت دلیل ہے کہ جب تک کسی چیز میں خدا کا اذن ثابت نہ ہو جائے اس کو خدا کی طرف نسبت دینا اس پر جھوٹ و افتراء باندھنا ہے نیز یہ بھی ان دلیلوں سے ثابت ہے کہ تنہا گمان نہ واقعیت کو فعلیت دیتا ہے اور نہ انسان کے اپنے وظائف میں کوتاہی کرنے کے لیے عذر بن سکتا ہے، کیسے نہ ہو جبکہ ارشاد باری تعالی ہے کہ جس چیز کا تمہیں علم نہ ہو اس کی پیروی نہ کرو اور فرمایا ان میں سے اکثر لوگ گمان کی پیروی کرتے ہیں ،بے شک گمان حقیقت سے کچھ بھی بے نیاز نہیں کر سکتا اور بے شمار روایات میں بھی اس چیز کی پیروی سے منع کیا گیا ہے جس کا علم نہ ہو [۳].

---

[۳]۔قد ثبت بالادلة الاربعة حرمة العمل بالظن، وأنه لايجوز نسبة حكم إلى الله سبحانه ما لم يثبت ذلک بدليل قطعی ، أو بما ينتهی إلى الدليل القطعی ،وناهيک فی ذلک قوله سبحانه :(ءآلله أذن لكم أم على الله تفترون). دلت الآية المباركة على أن كل ما لم يثبت فيه إذن من الله تعالى ، فنسبته إليه

صحیح ابی بصیر میں ہے : قال، قلت لابی عبداللہ علیه السلام : ترد علینا أشیاء لیس نعرفها فی کتاب الله ولا سنة فننظر فیها ؟ فقال : لا ، أما أنک إن أصبت لم تؤجر ،وإن أخطأت کذبت علی الله۔

میں نے امام صادقؑ سے عرض کی ہمارے پاس ایسی چیزیں پیش کی جاتی ہیں جن کو ہم قرآن اور سنت میں نہیں پاتے تو کیاان میں اپنی رائے دیں؟فرمایاہر گز نہیں ،اگر تو نے ایسا کیااور تیری رائے واقع کے مطابق ہوئی تو تجھے ثواب نہیں دیا جائے گااور اگر تو نے غلطی کی تو تو نے خدا پر جھوٹ بولا[4]۔

حسنہ ہشام میں ہے:قلت لابی عبداللہ ؑ، ما حق الله علی خلقه؟ فقال ان یقولوا ما یعلمون و یکفوا عما لایعلمون فاذا فعلوا ذلک فقد ادّوا الی الله حقه[5].

راوی کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق ؑ سے پوچھا کہ اللہ کا حق اپنی مخلوق پر کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ لوگ وہ بات کریں جس کا انہیں علم ہو اور ہر وہ بات کہنے سے پرہیز کریں کہ جس کا علم ان کے پاس نہ ہو،جب وہ ایسا کریں گے توانھوں نے اللہ کا حق ادا کر دیا۔

افتراء علیه سبحانه ، کما ثبت بتلک الادلة أن الظن بنفسه لایکون منجزا للواقع ، ولامعذرا عن مخالفته فی ما نتجز بمنجز ، وکیف و فی ذلک قوله تعالی:(ولا تقف ما لیس لک به علم)، وقوله تعالی : (وما یتبع أکثرهم إلا ظنا إن الظن لایغنی من الحق شیئا) . وأما الروایات الناهیة عن العمل بغیر العلم : فهی فوق حد الاحصاء، سید ابوالقاسم موسوی خوئی، معجم رجال الحدیث وتفصیل طبقات الرواۃ،ج۱ص۱۹ مقدمہ اول،طبع خامسہ، ۱۴۱۳ھ، ۱۹۹۲م۔

[4]۔الکافی ج۱،کتاب۲، باب البدع والرای والمقاییس ۱۹، حدیث ۱۱

[5]۔کافی ج۱ص۵۰۔

انہی تاکیدات کی روشنی میں اہل حق نے ہر دور میں راویوں کی تحقیق کی اور ان کو باقاعدہ کتب میں ثبت کیا ایک اندازے کے مطابق آج تک قوم شیعہ کی رجالی و تراجم کی کتب کی تعداد سات سو سے متجاوز ہے ،[۱] ان میں سے ڈیڑھ سو کتب شیخ طوسی و نجاشی سے پہلے تحریر کی جا چکی تھیں، محققین کی نظر میں مرجع و مدرک رجال، چار کتابیں ہیں :۱۔رجال کشی ،۲۔رجال شیخ طوسی ،۳۔فہرست شیخ طوسی ،۴۔فہرست شیخ نجاشی، اور انکے بعد کی ۵۰۰ کتب کا زیادہ تر انحصار انہی کے اقوال پہ ہے، لیکن ان میں سے کتاب رجال ابی عمرو کشی کا امتیاز یہ ہے کہ اس میں راویوں کے متعلق معصومینؑ سے وارد ہونے والے فرامین کو جمع کیا گیا ہے اس سے ایک تو خود ان حضرات کی طرف سے اس علم کی تائید ہو جاتی ہے اور دوسرے اس سے راویوں کے متعلق معصومینؑ کی رائے حاصل ہوتی ہے ذیل میں اس کتاب کے مولف کے متعلق مختصر تعارف پیش کیا جائے گا۔

---

[۱]۔ مصفی المقال از بزرگ تہرانی اور ماخذ شناشی رجال شیعہ از رسول طلائیان

مولف کا تعارف

نام و کنیت

رجال ابی عمرو الکشی پیامبر اکرم ؐ اور ائمہ معصومینؑ کے اصحاب کے متعلق قدیم ترین شیعہ رجال میں سے ایک بہترین کتاب ہے جسے محمد بن عمر بن عبدالعزیز ابو عمرو الکشی نے تحریر کیا جو ثقۃالاسلام محدث کلینی م۳۲۹ھ کے معاصر تھے ان کی کنیت ابو عمرو ہے اور وہ کشّ میں پیدا ہوئے ، عالم اسلام میں چند علاقے کشّ کے نام سے معروف ہیں ان میں سے دو کی طرف اس کتاب کے مولف کی نسبت مشہور ہے ؛ایک سمرقند و بلخ کے درمیان ماوراء النہر میں ایک شہر ہے جو آج کل ''شہر سبز '' کے نام سے پہچانا جاتاہے اور ازبکستان میں واقع ہے اور دوسرا گرگان کے اطراف میں ایک دیہات ہے۔

کشّ شہر کی تحقیق

مرحوم میر داماد اور محدث نوری نے دو عظیم جغرافیا دانوں یعنی اصطخری اور ابن حوقل کی تحقیقات پر اعتماد کرتے ہوئے مولف کو سمرقند کے قریبی شہر کشّ کی طرف نسبت دی ہے، چنانچہ محقق میر داماد نے لکھا:

عوامی لوگ غلط تلفظ کرتے ہیں ،اور وہ مَشِیخَہ و مِشیَخَہ ،شِیخان و شَیخان میں فرق نہیں کرتے اور کشّی کو کاف کی پیش کے ساتھ پڑھتے ہیں اور نجاشی کی جیم کو شدّ دیتے

ہیں ۔۔۔اور ہاں محمد بن عمر بن عبدالعزیز ابو عمرو الکشی، جو ابو نصر محمد بن مسعود سمرقندی کے مصاحب تھے اور ہمارے بہت سے عظیم علماء و مشائخ شہر کشؔ سے تعلق رکھتے تھے جو سمرقند سے چند مراحل کے فاصلے پر واقع ہے،اور فاضل مہندس بیرجندی نے اپنی معروف کتاب مساحۂ الارض و بلدان الاقالیم میں لکھا؛کش کاف کی زبر اور شین کی شد کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اور سمرقند و بخارا کے قریب ماوراء النہر میں ایک شہر ہے جو تین فراسخ میں پھیلا ہوا ہے اور اس کی طرف نسبت کو کشی کہتے ہیں ،اور جو قاموس فیروزآبادی میں لکھا ہے کہ کشؔ کاف کی پیش کے ساتھ وہ چیز ہے جس کے ذریعے کھجوروں کی تلقیح و بارداری کی جاتی ہے اور کشؔ زبر کے ساتھ گرگان کا ایک دیہات ہے ،غلط ہے اور اگر یہ صحیح ہو تو بھی اس کی طرف کشی کی نسبت صحیح نہیں[7]۔

عظیم جغرافیا دان اصطخری نے لکھا : کشؔ ماوراء النہر کے شہروں میں سے ہے اور اس کی وسعت ،آب و ہوا اور دیہاتوں وغیرہ کو تفصیل سے ذکر کیا[8]، نیز ماہر علم جغرافیہ ابن حوقل نے کشؔ کو ماوراء النہر کے شہروں میں سے قرار دیا اور خصوصات کو تفصیل سے ذکر کیا[9]،اس طرح تاریخی کتابوں میں کشؔ کو ماوراء النہر کے شہروں میں سے قرار دیا گیا ہے[10]اور سامانیوں کی حکومت کی تیسری و چوتھی صدی کے نقشوں میں اس کا نام سمرقند کے قریب ذکر ہوا ہے[11]۔

---

[7]۔محقق داماد، رواشح سماویہ، راشحہ۲۰ و تعلیقہ رجال کشی ،ص۵، محدث نوری، مستدرک الوسائل، ج۳ص۲۹۰خاتمہ،ط جدید۔

[8]۔اصطخری، المسالک و الممالک، ص۱۸۱ اور اس کا ترجمہ فارسی،ص۲۵۴۔

[9]۔ابن حوقل، صورۃ الارض،(ترجمہ فارسی)ص۲۲۸۔

[10]۔تاریخ تمدن اسلام، ج۲ص۲۵۷۔

[11]۔تاریخ ایران،ج۴ص۱۲۲۔

شیخ طریحی، خوانساری اور مامقانی نے مولف کشی کو گرگان کے قریبی دیہات کا باشندہ قرار دیا اور سمرقند کے قریبی شہر کا نام کسّ بتایا جسکو عربی کشّ پڑھتے ہیں اور کہااس شہر کی طرف کشی کی صورت میں نسبت عرف عرب میں صحیح نہیں ہے[۱۲]،انہوں نے چند عامی ماہرین رجال سے استناد کیا ہے جیسا کہ ابن ماکولا نے لکھا:

کسّ سمرقند کے نزدیک ایک شہر ہے، عراقی و بعض روسرے لوگ اس کی کاف کو زبر دیتے ہیں اور بعض اس کی سین کو شین پڑھتے ہیں، حالانکہ یہ اشتباہ ہے اور پھر حمزہ سہمی سنی عالم سے نقل کیا کہ ابوزرعہ محمد بن یوسف بن محمد بن جنید کشی جرجانی کا باپ کش نامی دیہات کا رہنے والا تھا جو جرجان سے تین فرسخ کے فاصلے پر ہے[۱۳]۔

سمعانی نے لکھا: کسّی ماوراء النہر کے ایک شہر کی طرف نسبت ہے اور میں اس میں ۱۲ دن مقیم رہااور حافظوں نے بھی اپنی تاریخی کتابوں مین اس طرح کہا ہے لیکن مشہور کشّ ہے، اور پھر دس صفحے بعد لکھا: کشی کش کی طرف نسبت ہے جو جرجان سے تین فرسخ کے فاصلے پر ایک پہاڑ کے دامن میں ایک دیہات کی طرف نسبت ہے، مزید کہا؛ سمرقند کے نزدیک ایک شہر کی طرف منسوب ہے اور اس شہر سے بہت سے علماء ہیں اسے کسّ بھی کہا جاتا ہے لیکن کشّ زیادہ مشہور ہے[۱۴]۔

[۱۲]۔خوانساری، روضات الجنات، ج۶ص۱۲۲، طریحی، مجمع البحرین، ج۴ص۱۵۲، مامقانی، عبداللہ، تنقیح المقال، ج۱ص۳۸۔

[۱۳]۔ابن ماکولا ،کتاب الاکمال، ج۵ص۱۸۵۔

[۱۴]۔سمعانی ،الانساب، ج۱۱ص۱۰۸

یاقوت حموی نے لکھا: کسّ سمرقند کے نزدیک ایک شہر ہے ، پھر دو صفحوں بعد لکھا کشّ جرجان سے تین فرسخ کے فاصلے پر ایک پہاڑ کے دامن میں ایک دیہات ہے [۱۵]۔

بعض محدثین نے قول اول کی ترجیح کے لیے چند شواہد کو ذکر کیا ہے جنہیں بیان کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہے :

۱۔ مولف رجال الکشی کے اکثر مشائخ ماوراء النہر (بلخ، بخارا، اور سمرقند) کی طرف منسوب ہیں جبکہ گرگان کے اطراف کے لوگ تحصیل علم کے لیے شہر ری اور بغداد کی طرف سفر کرتے تھے ، لہٰذا کشّی انہی ماوراء النہر کے علاقوں کی طرف منسوب ہیں اور انہی علاقوں کے علماء سے کسب فیض کیا، شیخ طوسی نے رجال ، باب لم یرو عنہم میں کشی کے بہت سے مشائخ کو مقیم کشّ قرار دیا،ایک دیہات میں اتنی علمی پیشرفت اور مرکزیت کا تصور نہیں کیا جاسکتا[۱۶]۔

۲۔ کشی کے مہم ترین استاد ابو نصر محمد بن مسعود سمرقندی ہیں جن سے انہوں نے اپنی کتاب کی ایک چوتھائی روایات کو نقل کیا اور کتب رجال میں کشی کو ان کا شاگرد خاص اور مصاحب قرار دیا گیا اور وہ سمرقند کے رہنے والے تھے ، لہٰذا احتمال قوی ہے کہ انکے شاگرد کشی بھی سمرقند کے قریبی شہر سے متعلق ہیں۔

۳۔ سمرقند کے قریبی شہر میں بہت سے شیعہ علماء اور راوی گزرے ہیں جیسا کہ شیخ طوسی اور محقق داماد کی عبارتوں سے ظاہر ہے اور دوسری طرف گرگان کے دیہات میں اکثر علماء عامی المذہب تھے ، اس سے ظاہر ہے کہ کشی اسی شیعہ نشین شہر کے رہنے والے تھے ۔

---

[۱۵]۔ یاقوت حموی، معجم البلدان، ج۴ص۴۶۰، زبیدی نے تاج العروس میں اسی قول کو اختیار کیا ملاحظہ ہو، ج۱۶ص۴۴۳ وج۱۷ص۳۶۰۔

[۱۶]۔ شیخ طوسی نے رجال ، باب لم یرو عنہم نمبر۶۲۸۴، ۶۱۶۳، ۶۰۴۲، ۵۹۲۹۔

انہی وجوہ کو محدث نوری نے محقق میر داماد کے نظریئے کی تقویت کے لیے پیش کیا: ویشهد لصحة ما ذكره انّ اغلب مشائخه والرواة عنه من تلك البلاد فانّه من اخصّ تلاميذ العياشى السمرقندى الراوى عنه و القارى عليه و المستفيد منه و المعتمد عليه فى التعديل و الجرح[۱۷]۔

مولف کی تاریخ حیات

افسوس کہ مولف کے حالات زندگی اور ان کی تاریخ حیات کے متعلق تفصیلات موجود نہیں لیکن انکے استاد ابو نصر محمد بن مسعود سمرقندی اور ان کے شاگردوں؛ابو محمد تلعکبری ہارون بن احمد م ۳۸۵ھ، جعفر بن محمد بن قولویہ م۳٦۸ھ کے زمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ محمد بن یعقوب کلینی م۳۲۹ھ کے معاصر تھے شیخ مفید م ۳۳۸ھ نے بھی ان کو درک نہیں کیا بلکہ جعفر بن محمد بن قولویہ کے واسطہ سے ان سے روایت کی۔

مولف کی صداقت اور امانت

بعض لوگوں کا مزاج تاریخی پہلووں کا متلاشی ہوتا ہے وہ افراد کے متعلق زیادہ سے زیادہ واقعات اور ان کے قوم و قبیلے کی داستانیں سننے کے منتظر ہوتے ہیں لیکن قرآن کریم اور معصومینؑ کی نگاہ میں داستانیں اور تاریخی قصے زیادہ اس پہلو سے مہم نہیں بلکہ ان کی اہمیت اتنی ہے جتنا ان سے افراد کی شخصیت و کردار اور ان کی صداقت و امانت اور علم و دیانت کی عکاسی ہوتی ہے اسی لیے قرآن میں سابقہ امتوں کی تاریخ میں سے اسی مقدار کو ذکر کیا جاتا ہے جتنا وہ اس مقصد کے لیے لازم ہو اور محض قصہ کے تسلسل کے واقعات کی پابندی نہیں کی جاتی بلکہ کردار کا وہ مرکزی پہلو اور اس کا تجزیہ و تحلیل ذکر کیا جاتا ہے اور اس کے آثار اور انجام کو ذکر

---

[۱۷]۔ نوری ، حسین، مستدرک الوسائل، ج۳ص۲۹۰۔

کیا جاتا ہے[۱۸]،اگرچہ محمد بن عمر بن عبدالعزیز ابو عمروالکشی کے تفصیلی حالات اور تاریخی واقعات میسر نہیں لیکن ان کی علمی و دینی خدمات کا بھاری بھرکم الفاظ میں اعتراف کیا گیا ہے اور انکی دیانت و صداقت اور عظمت و جلالت کو بعد میں آنے علماء اعلام نے صریح الفاظ میں بیان کیاہے ،ذیل میں چند شہادتیں ذکر کی جاتی ہیں[۱۹]:

۱۔ شیخ طوسی نے کتاب الرجال میں فرمایا: محمد بن عمر بن عبدالعزیز الکشی یکنی ابا عمرو الکشی صاحب کتاب الرجال من غلمان العیاشی ثقة بصیر بالرجال والاخبار مستقیم المذهب[۲۰]؛ محمد بن عمر بن عبدالعزیز جن کی کنیت ابو عمروالکشی ہے عیاشی کے خاص شاگردوں میں سے ہیں اور ثقہ و صادق القول ہیں ،اخبار و رجال سے کامل آشنائی رکھتے ہیں اور اعتقاد و مذہب میں راہ مستقیم کے پیرو ہیں۔

۲۔ شیخ طوسی نے کتاب الفہرست میں فرمایا:محمد بن عمر بن عبد العزیزالکشی یکنی أبا عمرو ثقة بصیر بالأخبار و بالرجال حسن الاعتقاد، له کتاب الرجال، أخبرنا به جماعة عن أبی محمد التلعکبری عن محمد بن عمر بن

---

[۱۸]۔ قصص القرآن الکریم۔

[۱۹]۔ہم نے دو قدیم رجالیوں کی شہادتوں پر اکتفا کیا کیونکہ اکثر متاخرین نے انہی کی عبارتوں کو ذکر کیا ہے اور ان کی تائید کی ہے ،ملاحظہ ہو؛ معالم العلماء ۱۰۱ن ۶۷۹، رجال ابن داود ۳۲۸ن ۱۴۴۰، رجال العلّامة الحلی ۱۴۶ن ۳۹، مجمع الرجال ۶ص ۱۰، جامع الرواة ۲ص ۱۶۴، الوجیزة ۱۶۵، بہجة الآمال ۶ص ۵۳۴، تنقیح المقال ۳ص ۱۶۵ن ۱۱۱۸۵، إعیان الشیعة ۱۰ص ۲۷، الکنی والالقاب ۳ص ۱۱۵، تأسیس الشیعة ۲۶۴، طبقات إعلام الشیعة ۱ص ۲۹۵، معجم رجال الحدیث ۱۷ص ۶۳ن ۱۱۴۳۲، قاموس الرجال ۸ص ۳۲۰، الاعلام للزرکلی ۶ص ۳۱۱، معجم المؤلفین ۱۱ص ۸۵، موسوعة إصحاب الفقهاء، ص، ۴۴۴، ۱۶۲۵، خامنائی، الأصول الأربعة فی علم الرجال، طبقات إعلام الشیعة القرن الرابع ص ۲۹۵و مصفی المقال ص ۳۷۵۔

[۲۰]۔شیخ طوسی ،الرجال ،باب لم یرو عنهم،ص۴۹۷ نمبر ۳۸

عبد العزيز أبى عمرو الكشى[21]؛ محمد بن عمر بن عبدالعزیزالکشی جن کی کنیت ابو عمرو ہے اور ثقہ و صادق القول ہیں ،اخبار و رجال سے کامل آشنائی رکھتے ہیں اور بہترین اعتقاد کے حامل ہیں ان کی کتاب الرجال ہے جس کی ہمیں ایک جماعت نے ابو محمد تلعکبری کے واسطے سے ان سے خبر دی۔

۳۔ جلیل القدر شیعہ رجالی ابو العباس احمد بن علی نجاشی نے کتاب الفہرست میں فرمایا:

محمد بن عمر بن عبد العزيز الكشى أبو عمرو كان ثقة، عينا، وروى عن الضعفاء كثيرا وصحب العياشى وأخذ عنه وتخرج عليه وفى داره التى كانت مرتعا للشيعة وأهل العلم. له كتاب الرجال كثير العلم، وفيه أغلاط كثيرة. أخبرنا أحمد بن على بن نوح وغيره، عن جعفر بن محمد، عنه بكتابه[22]؛

محمد بن عمر بن عبدالعزیزالکشی جن کی کنیت ابو عمرو تھی وہ ثقہ و صادق القول ہیں اور شناخت شیعہ تھے ،انہوں نے ضعیف راویوں سے بہت زیادہ روایات نقل کیں اور وہ عیاشی کے مصاحب تھے اور ان سے علم حاصل کیا اور ان کے اس گھر میں جو قوم شیعہ کے علماء و طلبہ کی آمد و رفت کا مرکز تھا، اپنی علمی تحصیلات کی تکمیل کی ،ان کی ایک کتاب الرجال ہے جو اس علم کا خزانہ ہے مگر اس میں بہت سی غلطیاں ہیں ، ہمیں ان کی کتاب کی ان سے احمد بن علی بن نوح وغیرہ نے جعفر بن محمد کے واسطے سے خبر دی۔

تحلیل و تجزیہ

اس عبارت میں دو باتیں قابل تحلیل ہیں :

---

[21]۔ شیخ طوسی، الفہرست، ص۶۰۴،۱۴۱ ،ط مکتبہ مرتضویہ نجف۔
[22]۔ نجاشی، رجال النجاشی ص۳۷۲ نمبر۱۰۱۸۔

۱۔ ضعیف راویوں سے روایات نقل کرنا:
نجاشی نے کشی کی وثاقت کا حکم لگانے کے بعد ان کے متعلق فرمایا کہ انہوں نے ضعیف راویوں سے بہت زیادہ روایات نقل کیں، اس کا کیا مطلب ہے ؟ سو واضح ہو کہ ضعیف راویوں سے روایات نقل کرنے کے بارے میں علماء میں دو قول ہیں :
۱۔ بعض علماء متقدمین اور محدثین قم ضعیف راویوں سے روایات نقل کرنے کو ایک قسم کا عیب شمار کرتے تھے اور اس کو وثاقت و اعتماد کے لیے قدغن اور طعن خیال کرتے تھے جیسا کہ علامہ حلی نے احمد بن محمد بن خالد برقی قمی کے متعلق نقل کیا کہ احمد بن محمد بن عیسی نے انہیں اس لیے قم سے باہر نکال دیا کہ وہ ضعیف راویوں سے روایات نقل کرتے تھے لیکن پھر انہیں عذر خواہی کر کے واپس بلالیا اور جب وہ فوت ہوئے تو وہ ان کے جنازے میں پاپیادہ چلے۔[۲۳]
۲۔ محققین یہ کہتے ہیں کہ ضعیف راویوں سے روایات نقل کرنا وثاقت کے منافی نہیں ہے جیسا کہ اس عبارت میں نجاشی نے کشی کی وثاقت کا حکم بھی لگایا ہے اور ان کے ضعیف راویوں سے روایات نقل کرنے کی خبر بھی دی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے نزدیک ضعیف راویوں سے روایات نقل کرنا وثاقت و صداقت کے منافی نہیں ہے اور یہی قول صحیح ہے کیونکہ صادق القول ہونے کا معنی یہ ہے کہ انسان سچ بولتا ہوں اور اپنی طرف سے جھوٹ نہ بناتا ہو، جس طرح جس سے جیسی روایت سنے اسی طرح اس کے نام کی تصریح کے ساتھ بیان کرے تا کہ آئندہ آنے والوں کے لیے یہ امین واسطہ ہو اور وہ لوگ اس کی تحقیق کریں، یہی وجہ ہے کہ اس عبارت کو پوری تاریخ میں کسی نے ابو عمرو کشی کی عظمت و جلالت کے منافی نہیں سمجھا اور نہ ان کی صداقت میں کوئی اشکال کیا کیونکہ انہوں نے راویوں کے متعلق

---

[۲۳] علامہ حلی، خلاصۃ الاقوال، ص ۱۴ ط نجف۔

ملنے والی روایات کو بڑی احتیاط اور امانت داری کے ساتھ راویوں کے نام سمیت نقل کیا ، یہاں عنایت اللہ قہپائی کا بیان ملاحظہ ہو جو انہوں نے اس عبارت کے متعلق فرمایا:
کشی کا ضعیف راویوں سے روایات نقل کرنا ان کی عدالت اور وثاقت کے منافی نہیں ہے جیسا کہ ان کے متعلق علماء کے اقوال سے استفادہ ہوتا ہے ،اور انہوں نے ضعیف راویوں سے روایات کو اس لیے نقل کیا کہ وہ احادیث کی حفاظت میں نہایت درجہ رغبت رکھتے تھے[۲۴]۔

۲۔ علم رجال کے اس خزانے میں کیسی غلطیاں ہیں؟

اس عبارت میں دوسری بات یہ ہے کہ نجاشی نے کشی کی کتاب رجال کے بارے میں فرمایا : وہ علم کا خزانہ ہے مگر اس میں بہت سی غلطیاں ہیں، یہ غلطیاں کیا تھیں ؟اس کے متعلق چند احتمال پائے جاتے ہیں ان کو یہاں بررسی کرنے کی ضرورت ہے :
ا۔ شیخ ابو علی حائری اور میراث علمی شیعہ کے احیاء گر[۲۵] علامہ بزرگ تہرانی کے مطابق ان اغلاط سے مراد یہ ہے کہ اس میں عامہ و خاصہ کے رجال و راویوں کو ذکر کیا گیا تھا اور شیخ طوسی

---

[۲۴]. عنایت اللہ قہپائی، مجمع الرجال، ج۶ص۱۰

[۲۵] ۔آخری دور میں مذہب شیعہ کی علمی میراث کے بارے میں اٹھنے والے سوالات کا علمی جواب دینے اور مذہب شیعہ کا علمی تعارف کرانے کے لیے علماء نے تین قسم کی تحقیقات پیش کیں:
ا۔شیعہ مذہب کی ہر علم و فن اسلامی میں کتابوں کا تعارف کرانے کے لیے بزرگ تہرانی نے الذریعہ الی تصانیف الشیعہ ۲۶ جلدوں میں پیش کی جس میں مذہب شیعہ کے علماء کی ہزاروں کتابوں کا تعارف کرایا ۔
۲۔سید محسن امین عاملی نے شیعہ شخصیات اور ماہرین علوم و فنون اور سماجی بلند پایہ شخصیات کا تعارف کرانے کے لیے اعیان الشیعۃ لکھی جس میں ۱۰ ہزار شیعہ شخصیات کو ذکر کیا ۔
۳۔ سید حسن صدر نے تاسیس الشیعۃ لعلوم الاسلامیۃ لکھ دنیا پر واضح کردیا کہ تمام علوم و فنون اسلامی میں نہ صرف شیعہ دانشمندوں نے گران قدر خدمات انجام دیں بلکہ ان کی بنیاد رکھنے والے انہی

نے ان کی تصحیح کی اور عامہ کے راویوں کو کتاب سے باہر نکال دیا، شیخ ابو علی حائری کہتے ہیں ہمارے مشائخ کا کہنا ہے کہ کشی کی کتاب میں عامہ و خاصہ کے رجال و راویوں کو ذکر کیا گیا تھا اور شیخ طوسی نے ان کی تصحیح کی اور اسے صرف شیعہ راویوں سے خاص کر دیا۔

تحلیل و تجزیہ: اگر اغلاط سے مراد یہ ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ وہ راوی مراد ہوں جنہوں نے شیعہ کے لیے روایات نہیں کیں اور نہ شیعہ نے ان سے روایات نقل کیں تو اسے غلطی کہا جاسکتا ہے لیکن بہت بعید ہے کہ کشی نے ایسے راویوں کو کتاب میں ذکر کیا ہو۔

۲۔ وہ راوی مراد ہوں جنہوں نے شیعہ کے لیے روایات کی ہیں یا شیعہ نے ان سے روایات نقل کی ہیں تو اسے غلطی نہیں کہا جاسکتا ہے اور ایسے عناوین تو اب بھی کتاب میں موجود ہیں جس کو شیخ طوسی نے اصلاح کے ساتھ پیش کیا اور ان کو نکالنا بھی صحیح نہیں کیونکہ ان کی روایات کتب شیعہ میں موجود ہیں۔

۲۔ کشی کی کتاب میں اغلاط سے مراد ان کی کتاب میں ترتیب کا خلط ہونا ہو لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ یہ تو ان کی تصنیف کی غرض کو ختم کر دیتا ہے انہوں نے طبقات رجال اور ان کی تمیز کے لیے کتاب لکھی طبعاً اس میں ترتیب لگائی گئی ہو گی بلکہ ابن طاووس کی عبارت سے ظاہر ہے کہ شیخ طوسی نے جو چاہا اس میں سے مجلس درس میں املاء کرایا[۲۶]۔

۳۔ اغلاط سے مراد نسخہ بنانے والوں کی لفظی اور کتابت کی غلطیاں ہوں، تو یہ بعد میں بھی موجود ہو سکتی ہیں اور ایسی غلطیوں کو صاحب کتاب کی طرف نسبت نہیں دی جاسکتی۔

کے ائمہ اور ان کے علماء تھے ان کتابوں سے دنیائے بشریت میں شیعہ مکتب کی علمی پہچان ہوئی بہت حد تک اس کے بارے میں پائے جانے والے شبہات دور ہوئے ۔

[۲۶]. ابن طاووس، فرج المہموم، ص۱۳۰ ط نجف اشرف

۴۔ اغلاط سے مراد معنوی غلطیاں ہوں تو یہ ممکن نہیں کیونکہ اس کتاب میں راویوں کے متعلق احادیث ذکر تھیں مصنف کی آراء بہت کم تھیں کہ صحیح یا غلط کہی جاسکیں۔

۵۔ اگر احادیث اور عناوین کا اشتباہ مراد ہو تو یہ اب بھی موجود ہے اور اسے بہت اغلاط میں شمار نہیں کیا جاسکتا، مگر تعجب یہ ہے کہ نہ نجاشی نے ان اغلاط کی طرف اشارہ فرمایا اور نہ اس کتاب کی تصحیح کرنے والے محقق شیخ طوسی نے ان کی نشاندہی کی۔

۶۔ علامہ مجلسی کے والد محمد تقی مجلسی نے ان اغلاط و اشتباہات سے مراد وہ روایات لیں جو آپس میں متعارض ہیں اور کشی نے ان کو راویوں کے تعارف میں جمع کر دیا ہے لیکن شیخ طوسی نے ان کو نکال دیا[27]، لیکن یہ احتمال صحیح نہیں کیونکہ اولا تو اب بھی متعارض روایات کتاب میں موجود ہیں، ثانیا ایسی روایات کو ذکر کرنا اشتباہ نہیں کہلاتا چہ جائیکہ انہیں اغلاط کثیرہ سے تعبیر کیا جائے۔

۷۔ محقق قہپائی کا دعوی ہے کہ اصل کتاب میں اغلاط نہ تھیں بلکہ اس کی تلخیص کرنے والوں نے اس میں اشتباہات کیئے[28]، یہ احتمال بہت عجیب اور باطل ہے کیونکہ نجاشی نے اصل کتاب کے متعلق بیان دیا ہے انہوں نے تلخیص کے بارے میں اظہار خیال نہیں فرمایا ہے۔

۸۔ قوی یہ ہے کہ اغلاط سے مراد مصنف کی آراء اور تحقیقات ہیں اور ایسا ہونا انکے علم رجال کے ماہر اور بصیر ہونے کے منافی بھی نہیں کیونکہ معصومؑ کے علاوہ افراد کے اجتہادات اور تحقیقات میں ایسا ہونا بہت ممکن ہے، اس لیے مجموعا کہا جاسکتا ہے کہ اس کتاب میں عناوین اور احادیث کا بہت سی جگہوں پر بے ربط ہونا اور طبقات رواۃ میں خلط واقع ہونا ایسے بہت سے شواہد نکالے جاسکتے ہیں جنہیں نجاشی نے اغلاط سے تعبیر کیا اور شیخ طوسی نے ان کی تلخیص و

---

[27]. محمد تقی مجلسی، روضۃ المتقین، ج۱۴ص۴۴۵۔

[28]. عنایت اللہ قہپائی، مجمع الرجال، ج۶ص۱۰۔

اختیار کے ذریعے انہیں دور کیا، محقق تستری نے کشی کے حالات میں اسی احتمال کو ترجیح دی[۲۹]۔

[۲۹]. تستری، قاموس الرجال ج۹ ص۴۸۶ ن(۷۱۲۰)

رجال ابو عمرو کشی

جزء اول

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام علیؑ کے اصحاب

[راویوں کی عظمت وعلامات کی احادیث]

۱۔ حَمْدَوَيْهِ بْنُ نُصَيْرٍ الْكَشِّيُّ،قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ،عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ،عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ مَنْصُورٍ[۳۰]، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ(ع)قَالَ اعْرِفُوا مَنَازِلَ الرِّجَالِ مِنَّا عَلَى قَدْرِ رِوَايَاتِهِمْ عَنَّا.

---

[۳۰] ۔ سوائے ابن سنان کے اس روایت کے راویوں کے بارے میں توثیق وارد ہوئی ہے اور اس ابن سنان کے بارے میں علماء رجال شیعہ میں شدید اختلاف آراء موجود ہے اس کی تحقیق وہاں ذکر کی گئی ہے جہاں اس کتاب میں محمد بن سنان کا عنوان موجود ہے خلاصہ یہ ہے کہ معتبر روایات کی روشنی میں ان کی وثاقت کا نظریہ زیادہ قوی ہے اس طرح یہ روایت معتبر السند ہے اور جہاں تک اس روایات کی مقدار سے روایوں کی عظمت کو جانچنے کا معیار ہے تو اس سے مراد فقط راوی کا نسبت دینا نہیں کہ اس طرح کئی جھوٹے راویوں کی منسوب روایات کی تعداد سچے راویوں کی بیان کردہ روایات سے کہیں زیادہ ہے معصومینؑ کی طرف سے معتبر روایات کی تعداد اور ان کو تحمل کرنا مراد ہے ملاحظہ ہو معجم رجال الحدیث، خوئی ا ص۷۵۔

جبکہ اس باب کی دوسری روایت مرفوعہ و ضعیف ہے اگرچہ محمودی ثقہ ہے اور تیسری روایت مرسلہ اور مجھولہ ہے اور اس میں ابن ادریس و ابن حنظلہ ثقہ ہیں اور ابن عمران، خطابی،اور عجلی مجھول و مہمل ہیں اور جوتھی روایت میں محمد بن اسماعیل رازی فضل بن شاذان کا شاگرد ہے اس کی بحث مشائخ میں ذکر ہے اور مدائنی مہمل اور علی بن سوید سائی کی شیخ نے توثیق کی، اور پانچویں میں سوائے ابن فیروزان کے سب ثقہ ہیں اور میرداماد نے اس کی تصحیح کی حالانکہ اس کی توثیق یا مدح کہیں نہیں ملی اور چھٹی روایت کی سند مرسلہ اور ساتویں حدیث کے تمام راوی مجھول ہیں اور ضعیف روایات سے کسی راوی کی وثاقت پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

حذیفہ بن منصور نے امام صادقؑ سے نقل کیا: ہمارے نزدیک لوگوں کے مقام و مرتبے کی پہچان اس سے کرو کہ وہ ہم سے کس قدر روایات نقل کرتے ہیں۔

۲۔ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدالْكَشِّيُّ بْنِ مَزْيَدٍ وَأَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنِ أَبِي عَوْفٍ الْبُخَارِيِّ،قَالا:حَدَّثَنَاأَبُوعَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَمَّادٍ الْمَرْوَزِيُّ الْمَحْمُودِيُّ، رَفَعَهُ، قَالَ: قَالَ الصَّادِقُ (ع)اعْرِفُوا مَنَازِلَ شِيعَتِنَا بِقَدْرِ مَا يُحْسِنُونَ مِنْ رِوَايَاتِهِمْ عَنَّا، فَإِنَّا لَا نَعُدُّ الْفَقِيهَ مِنْهُمْ فَقِيهاً حَتَّى يَكُونَ مُحَدَّثاً. فَقِيلَ لَهُ أَ وَ يَكُونُ الْمُؤْمِنُ مُحَدَّثاً قَالَ يَكُونُ مُفَهَّماً وَ الْمُفَهَّمُ مُحَدَّثٌ.

محمودی نے حدیث امام صادقؑ کی طرف حدیث منسوب کی: ہمارے شیعوں کے ہمارے نزدیک مقام و مرتبے کو ان کی ان روایات سے پہچانو کہ کس قدر بہترین طریقے سے ہم سے نقل کرتے ہیں اور ہم ان میں سے کسی فقیہ کو اس وقت تک فقیہ نہیں سمجھتے جب تک وہ محدّث نہ ہو؟

عرض کیا گیا: کیا مومن بھی محدّث ہو سکتا ہے؟

فرمایا: مفھّم (دین میں سمجھ بوجھ رکھنے والا) تو ہوتا ہے اور یہی محدّث ہے۔

۳۔ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ الْخُتَّلِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ الْقُمِّيُّ الْمُعَلِّمُ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ عِمْرَانَ، قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ الْخَطَّابِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ بَعْضِ رِجَالِهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُمْرَانَ الْعِجْلِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَنْظَلَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ اعْرِفُوا مَنَازِلَ النَّاسِ مِنَّا عَلَى قَدْرِ رِوَايَاتِهِمْ عَنَّا.

علی بن حنظلہ نے امام صادقؑ سے نقل کیا: ہمارے نزدیک لوگوں کے مقام و مرتبے کی پہچان اس سے کرو کہ وہ ہم سے کس قدر روایات نقل کرتے ہیں۔

۴۔ حَمْدَوَيْهِ وَ إِبْرَاهِيمُ ابْنَا نُصَيْرٍ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الرَّازِيُّ،[۳۱] قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حَبِيبٍ الْمَدَائِنِيُّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ سُوَيْدٍ السَّائِيِّ، قَالَ كَتَبَ إِلَيَّ أَبُو الْحَسَنِ الْأَوَّلُ وَ هُوَ فِي السِّجْنِ، وَ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ يَا عَلِيُّ مِمَّنْ تَأْخُذُ مَعَالِمَ دِينِكَ: لَا تَأْخُذَنَّ مَعَالِمَ دِينِكَ عَنْ غَيْرِ شِيعَتِنَا فَإِنَّكَ إِنْ تَعَدَّيْتَهُمْ أَخَذْتَ دِينَكَ عَنِ الْخَائِنِينَ الَّذِينَ خَانُوا اللَّهَ وَ رَسُولَهُ وَ خَانُوا أَمَانَاتِهِمْ، إِنَّهُمُ اؤْتُمِنُوا عَلَى كِتَابِ اللَّهِ جَلَّ وَ عَلَا فَحَرَّفُوهُ وَ بَدَّلُوهُ فَعَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَ لَعْنَةُ رَسُولِهِ وَ لَعْنَةُ مَلَائِكَتِهِ وَ لَعْنَةُ آبَائِيَ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَ لَعْنَتِي وَ لَعْنَةُ شِيعَتِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ- فِي كِتَابٍ طَوِيلٍ.

علی بن سوید نے کہا کہ امام موسیٰ کاظمؑ نے میری طرف جواب خط میں تحریر فرمایا جبکہ آپ قید میں تھے، تیرا یہ سوال کہ تو دین کے معارف کس سے حاصل کرے تو دیکھ اپنے دین کے معارف ہمارے شیعوں کے علاوہ کسی سے حاصل نہ کرنا اگر تو نے ہمارے شیعوں سے تجاوز کیا تو پھر تو اپنا دین ان خیانت کاروں سے حاصل کریگا جو خدا اور رسولؐ سے خیانت کے مرتکب ہوئے ہیں اور وہ امانتوں میں خیانت کرتے ہیں۔ان کو کتابِ خدا کا امین قرار دیا گیا تھا تو انہوں نے اس میں تحریف و تبدیلی کر ڈالی اور اسے بدل دیا تو ان پر اللہ تعالی ،اس کے رسول ﷺ ،ملائکہ ، میرے کریم و نیک آباء واجداد ، میری اور میرے شیعوں کی قیامت تک لعنت ہو۔

---

[۳۱]۔رجال الکشی، ص: ۴

۵۔ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودِ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ فِیرُوزَانَ الْقُمِّیُّ، قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الْبَرْقِیُّ، قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِی نَصْرٍ، عَنْ إِسْمَاعِیلَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص): یَحْمِلُ هَذَا الدِّینَ فِی کُلِّ قَرْنٍ عُدُولٌ یَنْفُونَ عَنْهُ تَأْوِیلَ الْمُبْطِلِینَ وَ تَحْرِیفَ الْغَالِینَ وَ انْتِحَالَ الْجَاهِلِینَ کَمَا یَنْفِی الْکِیرُ خَبَثَ الْحَدِیدِ.

اسماعیل بن جابر نے امام صادقؑ سے نقل کیا کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا: ہر زمانے میں اس دین مبین کے حامل اور محافظ ایسے عادل وپرہیز گار افراد ہونگے جو اس سے باطل پرستوں کی تاویلات ، حد سے تجاوز کرنے والوں (غالیوں) کی تحریفات اور جاہلوں کی سُست کاریوں کو ایسے دُور کرتے ہیں جیسے لوہار کی بھٹی لوہے کے زنگ کو دور کرتی ہے۔

۶۔ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَرْقِیُّ، عَنْ أَبِیهِ، عَمَّنْ ذَکَرَهُ، عَنْ زَیْدٍ الشَّحَّامِ، عَنْ أَبِی جَعْفَرٍ (ع) فِی قَوْلِهِ تَعَالَی، فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَىٰ طَعَامِهِ[۳۲]: قَالَ إِلَی عِلْمِهِ الَّذِی یَأْخُذُهُ عَمَّنْ یَأْخُذُهُ. *محمد زید شحّام نے نقل کیا کہ امام باقرؑ نے آیت:* فلینظُر الانسان الی طعام *کی تفسیر میں فرمایا: انسان خیال رکھے کہ وہ علم کس سے حاصل کرتا ہے؟*

۷۔ أَبُو مُحَمَّدٍ جِبْرِیلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَارِیَابِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی مُوسَی بْنُ جَعْفَرِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَاهَوَیْهِ، قَالَ کَتَبْتُ إِلَیْهِ

---

[۳۲] سورہ عبس، ۲۴

۳۳ يَعْنِى أَبَا الْحَسَنِ الثَّالِثَ (ع) أَسْأَلُهُ عَمَّنْ آخُذُ مَعَالِمَ دِينِى وَ كَتَبَ أَخُوهُ أَيْضاً بِذَلِكَ فَكَتَبَ إِلَيْهِمَا فَهِمْتُ مَا ذَكَرْتُمَا فَاصْمِدَا فِى دِينِكُمَا عَلَى مُسِنٍّ فِى حُبِّنَا وَ كُلِّ كَبِيرِ التَّقَدُّمِ فِى أَمْرِنَا، فَإِنَّهُمْ كَافُوكُمَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى.

ابن ماھویہ کہتا ہے کہ میں نے امام ابوالحسن سومؑ کی طرف ایک خط لکھ کر سوال کیا کہ میں اپنے دین کے معارف کس شخص سے حاصل کروں؟ اور یہی سوال میرے بھائی نے بھی آپ کو لکھ بھیجا۔

آپ نے دونوں کے جواب میں تحریر فرمایا: میں تمہارا سوال اچھی طرح سمجھ لیا پس تم اپنے دین کے مسائل میں ایسے افراد پر اعتماد کرو جو ہماری محبت میں مضبوط اور سن رسیدہ ہوں اور ہمارے امر ولایت میں بہت تقدّم رکھتے ہوں، وہ تمہارے لیئے انشاء اللہ کافی ہیں۔

۳۳۔رجال الکشی، ص: ۵

شرطۃالخمیس[۳۴] کے متعلق احادیث

۸۔ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَلْخِيُّ،قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى،عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ،عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بَزِيعٍ، عَنْ أَبِي الْجَارُودِ،قَالَ قُلْتُ لِلْأَصْبَغِ بْنِ نُبَاتَةَ مَا كَانَ مَنْزِلَةُ هَذَا الرَّجُلِ فِيكُمْ قَالَ مَا أَدْرِي مَا تَقُولُ إِلَّا أَنَّ سُيُوفَنَا كَانَتْ عَلَى عَوَاتِقِنَا فَمَنْ أَوْمَى إِلَيْهِ ضَرَبْنَاهُ بِهَا،وَ كَانَ يَقُولُ لَنَا تَشَرَّطُوا فَوَ اللَّهِ مَا اشْتِرَاطُكُمْ لِذَهَبٍ وَ لَا لِفِضَّةٍ وَ مَا اشْتِرَاطُكُمْ إِلَّا لِلْمَوْتِ،إِنَّ قَوْماً مِنْ قَبْلِكُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَشَارَطُوا بَيْنَهُمْ فَمَا مَاتَ أَحَدٌ مِنْهُمْ حَتَّى كَانَ نَبِيَّ قَوْمِهِ أَوْ نَبِيَّ قَرْيَتِهِ أَوْ نَبِيَّ نَفْسِهِ،وَ إِنَّكُمْ لَبِمَنْزِلَتِهِمْ غَيْرَ أَنَّكُمْ لَسْتُمْ بِأَنْبِيَاءَ.

---

[۳۴] ۔اس عنوان سے بعض علماء رجال(مامقانی و وحید بہبہانی) نے بہت زیادہ عظمت کو سمجھا لیکن جیسا کہ رجال ابی عمرو کشی کے متن سے متعلقہ بحثوں میں ذکر کیا گیا ہے کہ ان روایات کی سندیں معتبر نہیں ہیں پہلی میں ابن صباح و اسماعیل بن یزیع مجہول ہیں اور ابوالجارود زیاد بن منذر کے بارے میں امام باقر ؑ سے مذمت کی روایات آئی ہیں اور اسے زید کا پیرو قرار دیا گیا ،ان روایات کا صادر ہونا بعید ہے ان کی سند غیر معتبر ہے اور زید کی تحریک امام باقرؑکی وفات کے بعد شروع ہوئی ،دوسری میں غزلی، غیاث اور ہمدانی مجہول و مہمل، اور تیسری بالکل بے سند اور مرسلہ ہے ان سے مجموعا اس عنوان کو ثابت نہیں کیا جاسکتا ۔

ابوالجارود کہتا ہے کہ میں نے اصبغ بن نباتہ سے سوال کیا کہ تم میں آپ (حضرت علیؑ) کی کیا منزلت تھی؟ تو اس نے جواب دیا میں نے تیری بات نہیں سمجھی مگر اتنا کہتا ہوں کہ ہماری تلواریں ہمارے کندھوں پر رہتی تھیں جس کی طرف ہمیں اشارہ کیا جاتا تھا ہم اس کو مارتے تھے ،اور آپ ہم سے فرمایا کرتے تھے : تم اس سپاہ میں داخل ہو جاؤ ،خدا کی قسم ! تمہیں سونے چاندی کیلئے اس کی دعوت نہیں دی جارہی، تمہیں صرف موت کیلئے اس کی طرف بلایا جارہا ہے اور تم سے پہلے بنی اسرائیل نے آپس میں یہ معاہدہ کیا تو ان میں سے کوئی بھی اس وقت تک نہیں مراجب تک وہ اپنی قوم یا علاقے یا اپنے نفس کا نبی نہیں بنایا گیا، تم بھی انکی منزلت پہ فائز ہو ، صرف نبی نہیں ہو۔

۹۔ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ الْعَيَّاشِيُّ،وَأَبُوعَمْرِو بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نُصَيْرٍ،قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الْغَزْلِيِّ عَنْ غِيَاثٍ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ بِشْرِ بْنِ عَمْرٍو الْهَمَدَانِيِّ قَالَ مَرَّ بِنَا أَمِيرُالْمُؤْمِنِينَ(ع)فَقَالَ: اكْتَتِبُوا فِي هَذِهِ الشُّرْطَةِ فَوَ اللَّهِ لَا غِنَى بَعْدَهُمْ إِلَّا شُرْطَةُ النَّارِ إِلَّا مَنْ عَمِلَ بِمِثْلِ أَعْمَالِهِمْ[35].

بشیر بن عمرو ہمدانی کہتا ہے کہ امیر المومنینؑ ہمارے پاس سے گزرے تو فرمایا: اس سپاہ میں اپنا نام لکھواؤ ،خدا کی قسم ! ان سے پیچھے رہ جانے والوں کو جہنم کی سپاہ میں قرار دیا جائے گا مگر جو ان سپاہیوں جیسا عمل کرے۔

۱۰۔وَرَوَى عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ(ع)أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَحْيَى الْحَضْرَمِيِّ يَوْمَ الْجَمَلِ:أَبْشِرْ يَاابْنَ يَحْيَى فَأَنْتَ وَ أَبُوكَ مِنْ شُرْطَةِ الْخَمِيسِ حَقّاً،لَقَدْ أَخْبَرَنِي

---

[35]۔رجال الکشی، ص: ۶۔

رَسُولُ اللَّهِ (ص) بِاسْمِکَ وَ اسْمِ أَبِیکَ فِی شُرْطَةِ الْخَمِیسِ وَ اللَّهُ سَمَّاکُمْ شُرْطَةَ الْخَمِیسِ عَلَی لِسَانِ نَبِیِّهِ(ع)وَ ذَکَرَ أَنَّ شُرْطَةَ الْخَمِیسِ کَانُوا سِتَّةَ آلَافِ رَجُلٍ أَوْ خَمْسَةَ آلَافٍ.

اور امیر المومنینؑ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے عبداللہ سے یحیٰی حضرمی سے جمل والے دن فرمایا: اے فرزند یحیٰی! تو اور تیرا باپ یقینا شرطۃالخمیس میں سے ہو، رسول اکرم ﷺ نے مجھے تیرے اور تیرے باپ کے ناموں کی شرطۃالخمیس میں ہونے کی خبر دی تھی، خدا کی قسم! تمہارا نام خدا نے نبی اکرم ﷺ کی مبارک زبان پہ شرطۃالخمیس رکھا، اور ذکر کیا ہے کہ شرطۃالخمیس پانچ یا چھ ہزار افراد تھے۔

۱۱۔ وَ ذَکَرَ هِشَامٌ، عَنْ أَبِی خَالِدٍ الْکَابُلِیِّ، عَنْ أَبِی جَعْفَرٍ (ع) قَالَ: کَانَ عَلِیُّ بْنُ أَبِی طَالِبٍ (ع) عِنْدَکُمْ بِالْعِرَاقِ یُقَاتِلُ عَدُوَّهُ وَ مَعَهُ أَصْحَابُهُ وَ مَا کَانَ فِیهِمْ خَمْسُونَ رَجُلًا یَعْرِفُونَهُ حَقَّ مَعْرِفَتِهِ، وَ حَقَّ مَعْرِفَةِ إِمَامَتِهِ.

اور ہشام نے ابوخالد کابلی کے واسطے سے امام باقرؑ سے نقل فرمایا کہ امام علی ابن ابی طالبؑ تمہارے پاس عراق میں تھے، آپ اپنے اصحاب کے ساتھ ملکر اپنے دشمنوں سے جنگ کرتے تھے مگر ان اصحاب میں پچاس مرد بھی ایسے نہ تھے جو آپ کی معرفت کا حق ادا کرتے ہوں (یعنی آپ کی امامت کی معرفت رکھتے ہوں)۔

حضرت سلمان فارسیؓ[۳۶]

اصحاب کی بیعت علوی سے روگردانی

۱۲۔ أَبُو الْحَسَنِ وَ أَبُو إِسْحَاقَ حَمْدَوَيْهِ وَ إِبْرَاهِيمُ ابْنَا نُصَيْرٍ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنْ حَنَانِ بْنِ سَدِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ: كَانَ النَّاسُ أَهْلَ الرِّدَّةِ بَعْدَ النَّبِيِّ (ص) إِلَّا ثَلَاثَةً. فَقُلْتُ وَ مَنِ الثَّلَاثَةُ فَقَالَ: الْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ وَ أَبُو ذَرٍّ الْغِفَارِيُّ وَ سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ ثُمَّ عَرَفَ النَّاسِ بَعْدَ يَسِيرٍ، وَ

---

[۳۶]۔ الطبقات الکبری لابن سعد ۷ ص ۳۱۹، تاریخ خلیفۃ ۱۴۳، الطبقات لخلیفۃ ۳۳ ن ۲۲، المحبر ۷۵، التاریخ الکبیر ۴ ص ۱۳۵، المعارف ۱۵۴، الکنی والاَسماء للدولابی ۸۷ و ۸۶۱، الجرح والتعدیل ۴ ص ۲۹۶، اختیار معرفۃ الرجال ۸۴ و ۶، الثقات لابن حبان ۳ ص ۱۵۷، مشاہیر علماء الاَمصار ۶۷ ن ۲۷۴، المستدرک للحاکم ۳ ص ۵۹۸، المعجم الکبیر للطبرانی ۶ ص ۲۱۲، حلیۃ الاَولیاء ۱ ص ۱۸۵، ذکر اِخبار اصبہان ۱ ص ۴۸، اِصحاب القتیا من الصحابۃ و التابعین ۸۴ ن ۷۹، الخلاف للطوسی ۳ ص ۲۴۴، فہرست الطوسی ۸۰، رجال الطوسی ۲۰ و ۴۳، تاریخ بغداد ۱ ص ۱۶۳، الاستیعاب ۲ ص ۵۳، معالم العلماء ۵۷، اُسد الغابۃ ۲ ص ۳۲۸، تہذیب الاَسماء واللغات ۱ ص ۲۲۶، الرجال لابن داود ۱۰۵، رجال العلّامۃ الحلّی ۸۴، تہذیب الکمال ۱۱ ص ۲۴۵، سیر اِعلام النبلاء ۱ ص ۵۰۵، دول الاِسلام ۱ ص ۱۷، تاریخ الاِسلام للذہبی (عہد الخلفاء) ۵۱۰، الوافی بالوفیات ۱۵ ص ۳۰۹، مرآۃ الجنان ۱ ص ۱۰۰، الجواہر المضیۃ ۲ ص ۴۱۵، الاصابۃ ۲ ص ۶۰، تہذیب التہذیب ۴ ص ۱۳۷، تقریب التہذیب ۱ ص ۳۱۵، کنز العمال ۱۳ ص ۴۲۱، شذرات الذہب ۱ ص ۴۴، الدرجات الرفیعۃ ۱۹۸، اِعیان الشیعۃ ۷ ص ۲۷۹، تنقیح المقال ۲ ص ۴۵، الذریعۃ إلی تصانیف الشیعۃ ۱ ص ۳۳۲، الغدیر ۱ ص ۴۴ و ۱۱ ص ۱۲۶، معجم رجال الحدیث ۸ ص ۱۸۶ ن ۵۳۳۸.

قَالَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ دَارَتْ عَلَيْهِمُ الرَّحَى وَ أَبَوْا أَنْ يُبَايِعُوا لِأَبِى بَكْرٍ حَتَّى جَاءُوا بِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) مُكْرَهاً فَبَايَعَ، وَ ذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ- وَ مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَ فَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ[37] - الْآيَةَ.

سدیر نے امام باقرؑ سے نقل فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے بعد سوائے تین افراد کے باقی سب لوگ رو گردانی کرنے والوں میں سے ہوگئے میں نے عرض کی وہ تین شخص کون تھے؟ مقداد بن اسود، ابوذر غفاری، سلمان فارسی، پھر کچھ مدت کے بعد لوگوں نے پہچانا اور حق کی طرف لوٹ آئے اور امام نے مزید فرمایا ان پر معاملات گردش کرتے تھے اور انہوں نے ابو بکر کی بیعت سے انکار کر دیا حتیٰ جب امام علیؑ کو مجبور کر کے لے گئے اور ان سے بیعت لی تو اس طرح آیت (وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ـــ،اور محمد ﷺ تو بس رسول ہی ہیں، ان سے پہلے اور بھی رسول گزر چکے ہیں، بھلا اگر یہ وفات پا جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟) کی عملی تفسیر ہوگئی۔

۱۳۔ جِبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ الْفَارِيَابِيُّ الْبُرْنَانِيُّ،عن الْحَسَنُ بْنُ خُرَّزَاذَ،قَالَ حَدَّثَنِى ابْنُ فَضَّالٍ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ زُرَارَةَ،عَنْ أَبِى جَعْفَرٍ(ع) عَنْ أَبِيهِ،عَنْ جَدِّهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِى طَالِبٍ(عَلَيْهِمُ السَّلَامُ)،قَالَ: ضَاقَتِ الْأَرْضُ[38] بِسَبْعَةٍ بِهِمْ تُرْزَقُونَ وَ بِهِمْ تُنْصَرُونَ وَ بِهِمْ تُمْطَرُونَ، مِنْهُمْ سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ وَ الْمِقْدَادُ وَ

---

[37]۔سورہ آل عمران، ۱۴۴۔
[38]۔رجال الکشی، ص: ۷

أُبو ذَرٍّ وَ عَمَّارٌ وَ حُذَيْفَةُ (رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ) وَ كَانَ عَلِيٌّ (ع) يَقُولُ وَ أَنَا إِمَامُهُمْ، وَ هُمُ الَّذِينَ صَلَّوْا عَلَى فَاطِمَةَ(ع)۔

زرارہ نے امام باقرؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے آباءؑ کے واسطے سے امام علیؑ سے نقل کیا کہ زمین سات افراد سے تنگ ہوگئی، انہی کے صدقے میں رزق ملتا ہے تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تمہارے لیے باران رحمت نازل ہوتی ہے ان میں سے سلمان فارسی، مقداد بن اسود، ابوذر غفاری، عمار اور حذیفہ ہیں، میں ان کا امام ہوں اور انہوں نے حضرت فاطمہؑ کے جنازے میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔

۱۴۔ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّال، قَالَ حَدَّثَنِي الْعَبَّاسُ بْنُ عَامِرٍ وَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حُكَيْمٍ، عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُغِيرَةِ النَّصْرِيِّ، قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ أَعْيَنَ، يَسْأَلُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ فَلَمْ يَزَلْ يَسْأَلُهُ حَتَّى قَالَ لَهُ فَهَلَكَ النَّاسُ إِذاً فَقَالَ: إِي وَ اللَّهِ يَا ابْنَ أَعْيَنَ هَلَكَ النَّاسُ أَجْمَعُونَ. قُلْتُ مَنْ فِي الشَّرْقِ وَ مَنْ فِي الْغَرْبِ قَالَ، فَقَالَ: إِنَّهَا فُتِحَتْ عَلَى الضَّلَالِ إِي وَ اللَّهِ هَلَكُوا إِلَّا ثَلَاثَةً ثُمَّ لَحِقَ أَبُو سَاسَانَ وَ عَمَّارٌ وَ شُتَيْرَةُ وَ أَبُو عَمْرَةَ فَصَارُوا سَبْعَةً.

حارث بن مغیرہ نصری کہتا ہے کہ میں عبدالملک بن اعین کو امام صادقؑ سے سوال کرتے سنا، وہ مسلسل سوال کرتا رہا حتیٰ آپ سے کہنے لگا تھر تو لوگ ہلاک ہوگئے تو آپ نے فرمایا ہاں خدا کی قسم، اے فرزند اعین تمام لوگ ہلاک ہوگئے، میں نے عرض کی مشرق و مغرب کے لوگ ہلاک ہوگئے؟ فرمایا: خدا کی قسم، اس (خلافت) کی ابتداء گمراہی پر ہوئی ہے سب لوگ ہلاک

ہوگئے سوائے تین افراد کے پھر ان میں ابوساسان، عمار، شتیرہ اور ابو عمرہ آملے تو سات ہوگئے[۳۹]۔

---

[۳۹] ۔اولا تو اس مطلب کی روایات جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں کے حق سے برگشت کرنے کا ذکر ہیں اکثر روایات کی سند معتبر نہیں صرف یہی روایت ہے جس کی سند کو معتبر مانا گیا ہے اس لیے شیعہ کی طرف اس کتاب کی غیر معتبر روایات کے پیش نظر یہ نسبت دینا کہ وہ اصحاب کے مرتد ہونے کے قائل ہیں صحیح نہیں ہے کیونکہ ان روایات کی سندیں معتبر نہیں ہیں اور اگر کسی روایت کی سند معتبر ہو تو اس کا صحیح معنی یہ ہوگا کہ وہ ولایت اور امامت علی ابن ابی طالبؑ کے منکر ہوگئے نہ یہ کہ بالکل اسلام سے ہی پھر گئے۔

لیکن اس کے مقابلے میں صحیح بخاری و مسلم اور دیگر صحاح میں یہ روایت متواتر اور بالکل یقینی سندوں کے ساتھ نقل ہو رہی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ جب حوض کوثر پہ پہنچیں گے تو کچھ جانے پہچانے لوگوں کو وہاں سے دھتکارا جائے گا تو آپ فرمائیں گے ؛اے خدا! یہ میرے صحابہ ہیں ؟ تو کہا جائے گا ؛ تم نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کن کاموں کا ارتکاب کیا اور کیا نئی بدعتیں ایجاد کیں اور یہ الٹے پاوں پھر گئے تھے ،یہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین ملاحظہ ہوں جنہیں ا۔ابن مسعود، ۲۔ابن عباس، ۳۔حذیفۃ، ۴۔ سہل بن سعد وابی سعید معا، ۵۔ام سلمۃ، ۶۔ ابی ہریرۃ، ۷۔انس وغیرہ صحابہ نبی اکرم سے متواتر سندوں کے ساتھ نقل کیا گیا ہے :

*اتدرون ای یوم ہذا وای شہر ہذا وای بلد ہذا قالوا ہذا بلد حرام وشہر حرام ویوم حرام قال الا وان اموالکم ودماءکم علیکم حرام کَحُرمَۃِ یومکم ہذا فی بلدکم ہذا الا وإنی فَرَطُکم علی الحوض انتظرکم واُکَاثِر بکم الامم فلا تُسَوِّدوا وجہی الا وقد رایتمونی وسمعتم منی وستسالون عنی فمن کذب علی فَلْیَتَبَوَّا مقعَدہ من النار الا وإنی مُستَنقِذٌ اناسًا ومُستَنقَذٌ منی اناس فاقول یارب اصحابی فیقول إنک لاتدری ما احدثوا بعدک :

ا۔حدیث رجل من الصحابۃ ،احمد (۴۱۲/۵ ، ن ۲۳۵۴۴) سنن کبری نسائی (۴۴۴/۲ ، ن ۴۰۹۹) ،الآحاد ابن ابی عاصم (۳۵۱/۵ ،ن : ۲۹۳۲)

۲۔ حدیث ابن مسعود ؛ابن ماجہ (۱۰۱۶/۲، ن ۳۰۵۷) بوصیری (۲۰۷/۳ : ہذا إسناد صحیح

*إنا آخذ بحجزکم اقول اتقوا النار اتقوا الحدود فإذا مت ترکتکم وانا فرطکم علی الحوض فمن ورد فقد افلح فیؤتی باقوام فیؤخذ بہم ذات الشمال فاقول رب فیقول إنہم لم یزالوا بعدک یرتدوا علی اعقابہم۔

۳۔ابن عباس؛ الطبرانی (۳۳/۱۱ ، ن ۱۰۹۵۳) *انا آخذ بحجزکم عن النار اقول إیاکم وجہنم إیاکم والحدود فإذا انا مت فانا فرطکم وموعدکم الحوض فمن ورد افلح ویاتی قوم فیؤخذ بہم ذات الشمال فاقول یارب امتی فیقال إنک لاتدری ما احدثوا بعدک مرتدین علی اعقابہم ؛ابن عباس، الطبرانی (۱۷/۱۲ ، ن ۱۲۵۰۸) .

*انا فرطکم علی الحوض انظرکم لیرفع لی رجال منکم حتی إذا عرفتہم اختلجوا دونی فاقول رب اصحابی رب اصحابی فیقال إنک لاتدری ما احدثوا بعدک۔

۴۔ حذیفۃ،إحمد (۵/ ۳۹۳، ن ۲۳۳۸۵) ، وبخاری (۵/ ۲۴۰۴، ن ۶۲۰۵) *إنا فرطکم علی الحوض ولأناز عن إقواما ثم لأغلبن علیهم فأقول رب إصحابی إصحابی فیقال إنک لاتدری ماإحدثوا بعدک ؛ابن إبی شیبۃ عن حذیفۃ۔
۵۔ حدیث ابن مسعود : إحمد (۱/ ۳۸۴، ن ۳۶۳۹)، بخاری (۵/ ۲۴۰۴، ن ۶۲۰۵) ، ومسلم (۴/ ۱۷۹۶، ن ۲۲۹۷) *إنی فرطکم علی الحوض من مر علیَّ شرب ومن شرب لم یظمأإبدا ولیردن علی إقوام إعرفهم ویعرفونی ثم یحال بینی وبینهم فأقول إنهم منی فیقال إنک لاتدری ما إحدثوا بعدک فأقول سحقا سحقا لمن بدل بعدی ۶۔ سهل بن سعد وإبی سعید معا؛ إحمد (۵/ ۳۳۳، ن ۲۲۸۷۳) ، بخاری (۵/ ۲۴۰۶، ن ۶۲۱۲) ، مسلم (۴/ ۱۷۹۳، ن ۲۲۹۰)
*إنی لکم فرط علی الحوض فإیای لا یأتین إحدکم فیذب عنی کما یذب البعیر الضال فأقول فیم هذا فیقال إنک لاتدری ماإحدثوا بعدک فأقول سحقا۔
۷۔إم سلمۃ؛ مسلم (۴/ ۱۷۹۵، ن ۲۲۹۵) *ترد علیَّ إمتی الحوض وإنا إزود الناس کمایزود الرجل إبل الرجل عن إبله قالوا یا نبی الله تعرفنا قال نعم لکم سیما لیست لأحد غیرکم تردون علی غرا محجلین من آثار الوضوء ولیصدن عنی طائفۃ منکم فلا یصلون فأقول یا رب هؤلاء من إصحابی فیجیبنی ملک فیقول وهل تدری ماإحدثوا بعدک۔
۸۔إبی هریرۃ؛ مسلم (۱/ ۲۱۷، ن ۲۴۷) ۹۔ابن مسعود : لاإلفین مانوزعت إحدا منکم علی الحوض فأقول إنه من إصحابی فیقال إنک لا تدری ماإحدثوا بعدک ؛إبی الدرداء ؛ابن عساکر (۵۴/ ۷۶) ،الأوسط طبرانی (۱/ ۱۲۵، ن ۳۹۷) ہیثمی (۹/ ۳۶۷) : رواه الطبرانی فی الأوسط والبزار ، ورجالهما ثقات .
*لأناز عن رجالا عن الحوض فیختلجون دونی فأقول إصحابی فیقال إنک لاتدری ماإحدثوا بعدک ؛(الأفراد دار قطنی عن ابن مسعود، اور طبقات المحدثین بأصبهان ،إبو محمد الأنصاری (۳/ ۲۳۳)
* لیردن الحوض علی إقوام حتی إذا عرفتهم وعرفوا اختلجوا دونی فأقول یا رب إصحابی إصحابی فیقول إنک لاتدری ما إحدثوا بعدک
۱۰۔حذیفۃ؛ نعیم بن حماد (۱/ ۸۷، ن ۲۰۰) . *هل تدرون ماالکوثر هو نهر إعطانیه ربی فی الجنته علیه خیر کثیر ترد علیه إمتی یوم القیامۃ آنیته عدد الکواکب یختلج العبد منهم فأقول یارب إنه من إمتی فیقال إنک لاتدری ماإحدثوا بعدک۔
۱۱۔إنس ؛إحمد (۳/ ۱۰۲، ن ۱۲۰۱۵) ، ومسلم (۱/ ۳۰۰، ن ۴۰۰) ، وإبو داود (۱/ ۲۰۸، ن ۷۸۴) ، نسائی (۲/ ۱۳۳، ن ۹۰۴) ، إبو یعلی (۷/ ۴۰، ن ۳۹۵۱) ، وإبو عوانۃ (۱/ ۴۴۸، ن ۱۶۵۵) ، بیهقی (۲/ ۴۳، ن ۲۲۰۸) .
* یاإیها الناس إنکم محشورون إلی الله حفاۃ عراۃ غرلا { کما بدإنا إول خلق نعیده } [الأنبیاء : ۱۰۴] إلا وإن إول الخلائق یکسی یوم القیامۃ إبراهیم إلا وإنه یجاء برجال من إمتی فیؤخذ بهم ذات الشمال فأقول یا رب إصحابی فیقال إنک لاتدری ماإحدثوا بعدک فأقول کما قال العبد الصالح {کنت علیهم شهیدا ما دمت فیهم فلما توفیتنی کنت إنت الرقیب علیهم } [المائدۃ : ۱۱۷] فیقال إن هؤلاء لم یزالوا مرتدین علی إعقابهم منذ فارقتهم ؛ ابن عباس؛ مسند طیالسی (ص ۳۴۳، ن ۲۶۳۸) ، إحمد (۱/ ۲۵۳، ن ۲۲۸۱) ، بخاری (۴/ ۱۶۹۱، ن ۴۳۴۹) ، مسلم (۴/ ۲۱۹۴، ن ۲۸۶۰) ، ترمذی (۵/ ۳۲۱، ن ۳۱۶۷) اور کہا: حسن صحیح ،نسائی (۴/ ۱۱۷، ن

۱۵۔ حَمْدَوَیْه،عن أَیُّوبُ بْنُ نُوحٍ،عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفُضَیْلِ وَ صَفْوَانُ، عَنْ أَبِی خَالِدِ الْقَمَّاطِ،عَنْ حُمْرَانَ، قَالَ قُلْتُ لِأَبِی جَعْفَرٍ (ع) مَا أَقَلَّنَا لَواجْتَمَعْنَا عَلَی شَاةٍ مَا أَفْنَیْنَاهَا! قَالَ، فَقَالَ:أَلَا أُخْبِرُکَ بِأَعْجَبَ مِنْ ذَلِکَ قَالَ فَقُلْتُ بَلَی. قَالَ: الْمُهَاجِرُونَ وَ الْأَنْصَارُ ذَهَبُوا إِلَّا (وَ أَشَارَ بِیَدِه) ثَلَاثَةً۔

حمران کہتا ہے میں نے امام باقرؑ کی خدمت میں عرض کی ہم کتنے کم ہیں کہ اگر ہم کسی گوسفند کے مقابلے میں جمع ہو جائیں تو اسے بھی شکست نہیں دے سکتے۔

آپ نے فرمایا: کیا میں تجھے اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات نہ بتاوں؟

میں نے عرض کی جی ہاں مولا، فرمایا سوائے تین افراد کے تمام مہاجرین و انصار اس کو چھوڑ گئے تھے۔

۱۶۔ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُتَیْبِیُّ النَّیْسَابُورِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو عَبْدِ اللَّه جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّازِیُّ الْخَوارِیُّ مِنْ قَرْیَةِ أَسْتَرْآبَاذَ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو الْخَیْرِ[۴۰]، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ الْخَزَّازِ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِی حَمْزَةَ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) یَقُولُ: لَمَّا مَرُّوا بِأَمِیرِ الْمُؤْمِنِینَ (ع) وَ فِی رَقَبَتِه حَبْلُ آلِ زُرَیْقٍ ضَرَبَ أَبُو ذَرٍّ بِیَدِهِ عَلَی الْأُخْرَی ثُمَّ قَالَ لَیْتَ السُّیُوفُ قَدْ عَادَتْ بِأَیْدِینَا ثَانِیَةً، وَ

۲۰۸۷) "غرلا" : جمع إغرل وہو الذی لم یختن . *یرد علی قوم ممن کان معی فإذار فعوإلی رایتہم اختلجوادونی فأقول یارب إصحابی إصحابی فیقال إنک لاتدری ماإحد ثوابعدک ؛ سمرة) ؛المعجم الکبیر طبرانی (۷/۲۰۷، ن ۶۸۵۶) ،الأوسط (۶/۳۵۱، ن ۶۵۹۸)۔

*یَرِدُ عَلَیَّ یوم القیامۃ رہطٌ من إصحابی فیجلون عن الحوض فأقول إی رب إصحابی فیقول إنک لا علم لک بماإحدثوا بعدک إنہم ارتدوا بعدک علی إدبارہم القہقری ؛إبی ہریرة؛ بخاری (۵/۲۴۰۷، ن ۶۲۱۳) "فیجلون" : إی یمنعون .

[۴۰]۔ رجال الکشی، ص: ۸

قَالَ مِقْدَادُ لَوْ شَاءَ لَدَعَا عَلَيْهِ رَبَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ، قَالَ سَلْمَانُ مَوْلَانَا أَعْلَمُ بِمَا هُوَ فِيهِ.

ابو حمزہ ثمالی نے امام باقرؑ سے نقل کیا جب امام علیؑ کی گردن میں آل رزیق کی رسی ڈال کر خلیفہ کے سامنے لائے[۱۴]، ابوذر نے کف افسوس ملے اور کہا: کاش، یہ دوبارہ ہمارے ہاتھوں میں لوٹ آتی۔

مقداد نے کہا: کاش آپ اس کے خلاف اپنے خدا سے دعا کرتے اور سلمان نے کہا: مولانا اعلم بماھو فیہ، ہمارے آقا اس کی غرض و مصلحت کو بہتر جانتے ہیں۔

۱۷۔ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ،عن الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ،عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ، قَالَ قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) ارْتَدَّ النَّاسُ إِلَّا ثَلَاثَةً أَبُو ذَرٍّ وَ سَلْمَانُ وَ الْمِقْدَادُ قَالَ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَأَيْنَ أَبُو سَاسَانَ وَ أَبُو عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيُّ.

ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں نے امام صادقؑ کی خدمت میں عرض کی: تین افراد کے علاوہ سب لوگ پھر گئے تھے فرمایا: تو ابو ساسان اور ابو عمرہ انصاری کہاں گئے؟!

۱۸۔ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ،عن الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ،عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ وُهَيْبِ بْنِ حَفْصٍ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ،عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ: جَاءَ الْمُهَاجِرُونَ وَ

---

[۱۴] ۔تاریخ اسلام کا افسوس ناک واقعہ ہے ،محسن اسلام کی مدبرانہ خاموشی سے غلط استفادہ کرتے ہوئے انہوں نے امام علیؑ کی گردن میں رسی باندھنے اور دیگر مظالم روا رکھنے کی جرات کی جن کی تفصیل بخاری و دیگر صحاح ستہ و معاجم حدیثی میں موجود ہے ، اہل بیتؑ سے روگردانی اور امام علیؑ کی خاموشی کے اسباب کی تحقیق ان احادیث کے بعد ہم نے متن میں تکملہ بحث کے طور پر ذکر کی ہے ۔

الْأَنْصَارُ وَ غَيْرُهُمْ بَعْدَ ذَلِکَ إِلَى عَلِيٍّ (ع) فَقَالُوا لَهُ:أَنْتَ وَ اللَّهِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَ أَنْتَ وَ اللَّهِ أَحَقُّ النَّاسِ وَ أَوْلَاهُمْ بِالنَّبِيِّ (ع) هَلُمَّ يَدَکَ نُبَايِعْکَ فَوَ اللَّهِ لَنَمُوتَنَّ قُدَّامَکَ! فَقَالَ عَلِيٌّ (ع): إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ فَاغْدُوا غَداً عَلَيَّ مُحَلِّقِينَ! فَحَلَقَ عَلِيٌّ (ع) وَ حَلَقَ سَلْمَانُ وَ حَلَقَ مِقْدَادُ وَ حَلَقَ أَبُو ذَرٍّ وَ لَمْ يَحْلِقْ غَيْرُهُمْ ثُمَّ انْصَرَفُوا فَجَاءُوا مَرَّةً أُخْرَى بَعْدَ ذَلِکَ، فَقَالُوا لَهُ أَنْتَ وَ اللَّهِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَ أَنْتَ أَحَقُّ النَّاسِ وَ أَوْلَاهُمْ بِالنَّبِيِّ (ع) هَلُمَّ يَدَکَ نُبَايِعْکَ وَ حَلَفُوا! فَقَالَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ فَاغْدُوا عَلَيَّ مُحَلِّقِينَ! فَمَا حَلَقَ إِلَّا هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةَ. قُلْتُ: فَمَا كَانَ فِيهِمْ عَمَّارٌ فَقَالَ: لَا. قُلْتُ: فَعَمَّارٌ مِنْ أَهْلِ الرِّدَّةِ[۴۲]، فَقَالَ: إِنَّ عَمَّاراً قَدْ قَاتَلَ مَعَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدُ.

ابو بصیر نے امام باقرؑ سے نقل کیا: اس واقعہ (سقیفہ) کے بعد لوگوں نے امام علیؑ کی خدمت میں عرض کی، خدا کی قسم، آپ مومنین کے امیر ہیں اور خدا کی قسم، آپ دوسروں سے زیادہ اس کے حقدار ہیں اور آپ ہی نبی اکرم ﷺ کے حقیقی ولی ہیں ہاتھ بڑھائیں تاکہ ہم آپ کی بیعت کریں خدا کی قسم، ہم آپ پر جان نثار کریں گے۔

امام نے فرمایا اگر تم سچے ہو تو کل سر منڈوا کے آجاو تو صرف امام علیؑ، سلمان، مقداد اور ابوذر نے سر منڈوائے اور ان کے علاوہ کسی نے ایسا نہیں کیا پھر وہ پلٹ گئے اور اس کے بعد ایک مرتبہ پھر آئے اور کہنے لگے: خدا کی قسم، آپ مومنین کے امیر ہیں اور خدا کی قسم، آپ

---

[۴۲]۔ رجال الکشی، ص: ۹

دوسروں سے زیادہ اس کے حقدار ہیں اور آپ ہی نبی اکرمﷺ کے حقیقی ولی ہیں ہاتھ بڑھائیں تاکہ ہم آپ کی بیعت کریں اور اس پر انہوں نے حلف اٹھائے۔

آپ نے فرمایا اگر تم سچے ہو تو کل سر منڈوا کے آجاو تو صرف ان تینوں نے سر منڈوائے اور ان کے علاوہ کسی نے ایسا نہیں کیا تو میں نے عرض کی : ان میں عمار نہ تھے فرمایا نہیں میں نے عرض کی تو پھر عمار بھی رو گردانوں میں سے ہوگئے فرمایا: مگر عمار نے بعد میں امام کے ہمرکاب ہو کر جنگ کی اور شہادت کا رد جہ حاصل کیا۔

[تتمہ بحث: خاندان پیغمبرؐ سے قریش کی دشمنی کے اسباب]

کیوں قریش خاندان پیغمبر ﷺ سے دشمنی رکھتے تھے؟ کیاان کا دین اور ان کی دنیا اس خاندان کی مرہون منت نہیں تھی؟ کیاانہوں نے اسی خاندان کی برکت کی وجہ سے ہلاک ہونے سے نجات نہیں پائی تھی؟

۱۔ قریش کی ریاست طلبی

قریش زمانہ جاہلیت میں پورے جزیرۃ العرب پر تمام عربوں میں ایک امتیاز رکھتے تھے، ابوالفرج اصفہانی کا اس بارے میں کہنا ہے: تمام عرب قومیں قریش کو شعر کے علاوہ ہر چیز میں مقدم جانتی تھی[۴۳]، یہ موقعیت اور حشیت ان کو دو جہتوں سے حاصل ہوئی تھی۔

الف) اقتصادی قوت: قریش نے پیغمبر ﷺ کے جد جناب ہاشم کے زمانہ ہی سے پڑوسی ممالک جیسے یمن، شام، فلسطین، عراق، حبشہ سے تجارت کرنی شروع کردی تھی اور اشراف قریش اس تجارت کی وجہ سے بہت زیادہ ثروتمند ہو گئے تھے[۴۴]۔

خداوند عالم اس تجارت کو قریش کے لئے سرمایہ افتخار اور عیش و مسرت قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے: ایک دوسرے سے محبت و الفت پیدا کرنے گرمیوں اور سردیوں میں آپس میں

---

[۴۳] ۔ الاغانی، ج ۱ ص ۴۷۔

[۴۴] ۔ تاریخ اسلام، مہدی پیشوائی، ص ۵۰۔۵۱۔

رابطہ رکھنے کے لئے اللہ کی عبادت کریں وہی پروردگار کہ جس نے بھوک سے انہیں نجات دی اور خوف وہراس ان سے دور کیا[۴۵]۔
ب) معنوی حیثیت :قریش کعبہ کے وجود کی بنا پر کہ جو عرب دنیامیں ، عرب قبائل کے درمیان ایک مشہور زیارت گاہ تھی نیز اسے عربوں کے درمیان ایک خاص معنوی حیثیت حاصل تھی خاص طور پر ہاتھیوں کے لشکر ابرہہ کی شکست کے بعد قریش کا احترام لوگوں کی نظر میں زیادہ ہو گیا تھااور یہ کعبہ کے کلید دار بھی تھے،قریش نے اس واقعہ سے فائدہ اٹھایااور خود کو آل اللہ ، جیران اللہ اور سکان حرم اللہ کہلوانا شروع کر دیا ، اسی وسیلہ کی بنیاد پر انہوں نے اپنے مذہبی مقام کو استوار کر لیا[۴۶]۔
اسی احساس برتری و اقتدار کی وجہ سے قریش نے کوشش شروع کی کہ اپنی برتری کو ثابت کریں چونکہ مکہ کعبہ کی وجہ سے عرب کے لئے مرکز تھاجزیرۃالعرب کے اکثر ساکنین وہاں آتے جاتے تھے،قریش اپنی رسومات کو مکہ آنے والوں پر تھوپتے تھے طواف کعبہ کے وقت لوگوں کو متوجہ کرتے تھے کہ حاجی ان سے خریدے ہوئے لباس میں طواف کریں[۴۷](۳) لیکن رسول اکرم ﷺ کے ظاہر ہونے کے بعد انہوں نے احساس کیا کہ تعلیمات اسلامی ان کی برتری اور انحصار طلبی کے منافی ہے ،قریش نے ان کو قبول نہیں کیااور اپنی تمام طاقت کے ساتھ مخالفت میں کھڑے ہوگئے اور جو بھی اسلام کی نابودی کے لئے ممکن تھا اس کوانجام دیا لیکن ہوتا وہی ہے جو خدا چاہتا ہے، آخر کار پیغمبرؐ نے قریش پر کامیابی حاصل کر لی، آٹھویں ہجری میں قریش کے کچھ افراد مدینہ آئے اور مسلمانوں سے مل گئے لیکن دشمنی

---

[۴۵] ۔سورہ قریش۔
[۴۶] ۔ تاریخ اسلام، مہدی پیشوائی، ص ۵۲۔
[۴۷] ۔الطبقات الکبری، ج ۱، ص ۷۲۔

سے باز نہ آئے مثلاً حکم بن عاص نے پیامبر کا مذاق اڑایا آنحضرت نے اسے طائف کی جانب شہر بدر کر دیا[۴۸]۔

جب قریش میں رسول اکرم ﷺ سے مقابلے کی طاقت نہیں رہی تو انہوں نے ایک نیا فارمولہ بنایا کہ آنحضرت کے جانشین سے مقابلہ کریں عمر نے ہمیشہ ابن عباس سے کہا: عرب نہیں چاہتے کہ نبوت اور خلافت تم بنی ہاشم کے درمیان جمع ہو اسی طرح مزید کہا[۴۹]: اگر بنی ہاشم میں سے کوئی امر خلافت کا ذمہ دار بن گیا تو اس خاندان سے خلافت باہر نہیں جائے گی اور ہمارا اس میں کوئی حصہ نہیں ہوگا لیکن اگر بنی ہاشم کے علاوہ کوئی اس کا ذمہ دار ہو گیا تو وہ لوگ اپنے ہی درمیان ایک دوسرے کو منتقل کرتے رہیں گے[۵۰]۔

اس زمانے کے لوگ بھی قریش کے اس رویہ سے آگاہ تھے جیسا کہ براء بن عازب نے نقل کیا کہ میں بنی ہاشم کے چاہنے والوں میں سے تھا جس وقت رسول اکرم ﷺ دنیا سے گئے تو مجھے اس بات کا ڈر ہوا کہ قریش بنی ہاشم سے خلافت کو نہ چھین لیں اور میں کافی حیران و سر گردان تھا[۵۱]۔

قریش کا ابو بکر اور عمر کی خلافت پر راضی ہونا خود ان کے فائدے میں تھا جیسا کہ ابو بکر نے مرتے وقت قریش کے کچھ لوگوں سے کہ جو اس کی عیادت کے لئے آئے تھے کہا: میں جانتا ہوں کہ تم میں سے ہر ایک یہ خیال کرتا ہے کہ میرے بعد خلافت اس کی طرف منتقل ہو گی لیکن میں نے تم میں سے بہترین شخص کو اس کے لئے چنا ہے[۵۲]۔

---

[۴۸] ۔اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ، ج ۲، ص ۳۴۔
[۴۹] ۔ شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید، ج ۱، ص ۱۹۴۔
[۵۰] ۔حوالہ سابقہ۔
[۵۱] ۔حوالہ سابقہ ۲ ص ۵۱۔
[۵۲] ۔سابقہ حوالہ ا ص ۱۱۰۔

ابن ابی الحدید کہتا ہے: قریش عمر کی طولانی خلافت کی وجہ سے ناراض تھے اور عمر بھی اس بات سے آگاہ تھے لہٰذا وہ اس بات کی اجازت نہیں دیتے تھے کہ وہ مدینہ سے باہر جائیں[۵۳]۔

۲. قبیلوں کی رقابت و حسادت

عربوں میں قبیلوں کے درمیان رقابت اور حسادت بہت تھی خداوند عالم نے قرآن مجید میں سورہ تکاثر[۵۴] اور سورہ سباء[۵۵] میں اس مطلب کی طرف اشارہ کیا ہے، زمانۂ جاہلیت میں بنی ہاشم اور دوسرے تمام قبائل کے درمیان رقابت موجود تھی، زمزم کھودتے وقت جناب عبدالمطلب کے مقابلہ میں قریش کے تمام قبائل جمع ہوگئے تھے اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ افتخار صرف عبد المطلب کو حاصل ہو[۵۶]۔

یہی وجہ ہے کہ ابو جہل کہتا تھا: ہم بنی ہاشم سے ان کے شرف کی وجہ سے رقابت کرتے تھے وہ بھی لوگوں کو کھانا دیتے تھے تو ہم بھی لوگوں کو کھانا دیتے تھے، وہ لوگوں کو سواری مہیا کرتے تھے تو ہم بھی لوگوں کو سواری مہیا کرتے تھے تو وہ لوگوں کو پیسے دیتے تھے ہم بھی لوگوں کو پیسے بانٹتے تھے اور ہم ان کے ساتھ اس طرح شانہ بشانہ بڑھ رہے تھے جیسے گھوڑوں کی دوڑ میں دو گھوڑے ساتھ چل رہے ہوں، یہاں تک کہ ان لوگوں نے کہا: ہم میں ایک

---

[۵۳] ۔سابقہ حوالہ ۲ص۱۵۹۔

[۵۴] ۔ تمہاری سرگرمی کا باعث زیادہ طلبی ہے یہاں تک کہ تم اپنے مرنے والوں کی قبروں سے ملاقات کرو۔

[۵۵] ۔ تم نے کہا: ہمارے پاس مال اور بیٹے زیادہ ہیں اسی وجہ سے ہم سزا نہیں پا سکتے ان سے کہہ دو کہ میرا خدا جب کسی کو چاہے گا اس کی روزی کم کردے اور جب چاہے زیادہ کردے گا لیکن زیادہ تر لوگ نہیں جانتے ہیں کہ اولاد اور مال کا زیادہ ہونا ان کو مجھ سے نزدیک نہیں کرے گا مگر یہ کہ وہ لوگ جو ایمان لائیں اور عمل صالح انجام دیں۔

[۵۶] ۔ السیرۃ النبویہ، ابن ہشام، ج ۱، ص ۱۴۷، ۱۴۳۔

ایسا پیغمبر منتخب ہوا ہے کہ جس پر آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے اب ہم ان تک کیسے پہونچتے؟ خدا کی قسم! ہم اس پر ہرگز ایمان لائے اور نہ ہی ان کی تصدیق کی[۵۷]۔

امیہ بن ابی الصلت جو طائف کے اشراف میں سے تھا اس نے اسی وجہ سے اسلام قبول نہیں کیااور پیغمبرؐ موعود کا سالہا سال انتظار کرتا رہاتا کہ اس انتظار میں خود کو اس منصب تک پہنچا دے جب اس کو بعثت رسول ﷺ کی خبر ملی پیروی کرنے سے اجتناب کیااور اس کی علت یہ بتائی کہ مجھ کو ثقیف کی عورتوں سے شرم آتی ہے، اور اس کے بعد کہتا ہے: کافی عرصہ تک میں ان سے یہ کہتا رہا کہ وہ پیغمبر موعود ہیں ہوگا اب کس طرح تحمل کروں کہ وہ مجھے بنی عبد مناف کے ایک جوان کا پیرو دیکھیں[۵۸]۔

لیکن اس حسد ور قابت کے باوجود خدا نے پیغمبر ﷺ کو کامیاب کیا اور قریش کی شان و شوکت کو خاک میں ملادیا، آٹھویں ہجری کے بعد اکثر اشراف قریش مدینہ منتقل ہو گئے اور وہاں بھی خاندان پیغمبر ﷺ کو تکلیف دینے سے باز نہ آئے۔

ابن سعد نے نقل کیا ہے کہ مہاجرین میں سے ایک نے عباس بن عبدالمطلب سے چند بار کہا: آپ کے والد عبدالمطلب اور بنی سہم کا ہنہ غیطلہ دونوں جہنم میں ہیں، آخر کار عباس غصہ ہو گئے اور اس کے منہ پر طمانچہ مارااور اس کی ناک سے خون نکل آیا، اس شخص نے پیغمبر ﷺ سے آکر عباس کی شکایت کی رسول ﷺ نے اپنے چچا عباس سے اس بات کی وضاحت چاہی ، عباس نے سارا قضیہ بیان کیا تو پیغمبر ﷺ نے فرمایا: کیوں عباس کو اذیت دیتے ہو؟[۵۹]

---

[۵۷] ۔سابقہ حوالہ ۔

[۵۸] ۔المعارف، ابن قتیبہ، ص ۶۰، اور تاریخ اسلام، مہدی پیشوائی، زمانہ جاہلیت سے حجۃالوداع تک، ص ۸۸۔

[۵۹] ۔ طبقات الکبریٰ، ج ۴، ص ۲۴۔

حضرت علی اپنے مخصوص کمال کی بناپر زیادہ مورد حسد قرار پائے امام باقر فرماتے ہیں کہ جب بھی رسول اکرم ﷺ علی۔ کے فضائل بیان کرنا چاہتے تھے یااس آیت کی تلاوت کرنا چاہتے تھے جو علی کی شان میں نازل ہوئی تھی تو کچھ لوگ مجلس سے اٹھ کر چلے جاتے تھے، اس طرح کی روایت نبی اکرم ﷺ سے بہت زیادہ وارد ہوئی ہیں[60]۔
آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے علی سے حسد کیا اس نے مجھ سے حسد کیا اور جس نے مجھ سے حسد کیا وہ کافر ہو گیا[61]۔
یہاں تک کہ پیغمبرؐ کے زمانہ میں بعض افراد علی سے حسد کرتے تھے اور آپ کو اذیت پہونچاتے تھے جیسا کہ سعد بن وقاص سے نقل ہوا ہے کہ میں اور دوسرے دو آدمی مسجد میں بیٹھے علی کی برائی کر رہے تھے کہ پیغمبر ﷺ غصہ کی حالت میں ہم لوگوں کی طرف آئے اور فرمایا: علی نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟ جس نے علی کو اذیت دی اس نے مجھ کو اذیت دی[62] ۔
۳۔ حضرت علیؑ سے قریش کی دشمنی
علی کی محرومیت اور مظلومیت کی اہم ترین دلیل قریش کی مخالفت اور دشمنی تھی کیونکہ وہ حضرت علی سے زک کھا چکے تھے حضرت نے رسول ﷺ خدا کے زمانے میں جنگوں میں ان کے باپ، بھائیوں اور عزیزوں کو قتل کیا تھا، چنانچہ یعقوبی حضرت علی کی خلافت کے شروع کے حالات کے بارے میں لکھتا ہے: قریش کے مروان بن حکم، سعید بن عاص اور ولید بن عقبہ کے علاوہ تمام لوگوں نے حضرت علی کے ہاتھوں پر بیعت کی، ولید نے ان لوگوں کی طرف سے حضرت علی سے کہا: آپ نے ہم لوگوں کو نقصان پہنچایا ہے، بدر کے بعد میرے

---

[60] ۔ مناقب آل ابی طالب، ج ۳، ص ۲۱۴۔
[61] سابقہ حوالہ ۔
[62] ۔سابقہ حوالہ، ۳، ص۲۱۱۔

باپ کی گردن اڑائی سعید کے باپ کو جنگ میں قتل کیا اور جب عثمان نے مروان کے باپ کو مدینہ واپس بلانا چاہا تو آپ نے اعتراض کیا[۶۳]۔

اسی طرح خلافت علی کے وقت عبید اللہ بن عمر نے امام حسن سے سفارش کی کہ آپ مجھ سے ملاقات کریں مجھے آپ سے کام ہے، جس وقت دونوں کی ملاقات ہوئی تو عبید اللہ بن عمر نے امام حسن سے کہا: آپ کے والد نے شروع سے آخر تک قریش کو نقصان پہنچایا لوگ ان کے دشمن ہو گئے ہیں آپ میری مدد کریں تاکہ ان کو ہٹا کر آپ کو ان کی جگہ بٹھادیا جائے[۶۴]۔

جب ابن عباس سے سوال کیا گیا: کیوں قریش حضرت علی سے دشمنی رکھتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: پہلے والوں کو حضرت علی نے واصل جہنم کیا اور بعد والوں کے لئے باعث عار ہو گئے، حضرت علی کے دشمن قریش کی اس ناراضگی سے فائدہ اٹھاتے تھے اور قضیہ کو مزید ہوا دیتے تھے[۶۵]۔

عمر بن خطاب نے سعد بن عاص سے کہا: تو مجھے اس طرح دیکھ رہا ہے جیسے میں نے ہی تیرے باپ کو قتل کیا ہو میں نے اس کو قتل نہیں کیا بلکہ علی نے ان کو قتل کیا ہے[۶۶]۔

خود حضرت علیؑ نے بھی ابن ملجم کے ہاتھوں سے ضربت کھانے کے بعد ایک شعر کے ضمن میں قریش کی دشمنی کی طرف اشارہ کیا ہے:

تكلم قريش تمناى لتقتلنى فلا و ربكَ ما فازوا وما ظفروا[۶۷]۔

---

[۶۳] ۔ تاریخ یعقوبی، ابن واضح، احمد بن ابی یعقوب، ج۲، ص۱۷۸۔

[۶۴] ۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج۱، ص۴۹۸۔

[۶۵] ۔ مناقب آل ابی طالب، ص۲۲۰۔

[۶۶] ۔ طبقات الکبریٰ، ابن سعد، ج۵، ص۳۱۔

[۶۷] ۔ مناقب آل ابی طالب، ص۳۱۲۔

قریش کی خود تمنا تھی کہ وہ مجھے قتل کریں لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکے۔

۴۔ حضرت علیؑ کا سکوت اور اس کے اسباب

اب یہ دیکھنا چاہیے کہ حضرت علی نے سقیفہ اور ابو بکر کی حکومت کے آغاز کے بعد کیوں اپنے حق سے صرف نظر کیا؟ چند ماہ کے استدلال اور احتجاجات کے بے اثر ہونے کا یقین کر لینے کے بعد حکومت کے خلاف مسلحانہ جنگ کیوں نہیں کی؟ جب کہ بعض بزرگ اصحاب پیغمبر ﷺ آپ کے واقعی طرفداروں میں تھے اور عمومی طور سے مسلمان بھی آپ سے مخالفت نہیں رکھتے تھے، بہ طور کلی کہا جا سکتا ہے کہ امیر المومنین نے اسلام اور مسلمانوں کی مصلحت کو مد نظر رکھا اور سکوت اختیار کیا جیسا کہ خطبہ شقشقیہ میں آپ نے فرمایا: فَسَدَلْتُ دُونَهَا ثَوْباً وَ طَوَيْتُ عَنْهَا كَشْحاً وَ طَفِقْتُ أَرْتَئِي بَيْنَ أَنْ أَصُولَ بِيَدٍ جَذَّاءَ أَوْ أَصْبِرَ عَلَى طَخْيَةٍ عَمْيَاءَ يَهْرَمُ فِيهَا اَلْكَبِيرُ وَ يَشِيبُ فِيهَا اَلصَّغِيرُ وَ يَكْدَحُ فِيهَا مُؤْمِنٌ حَتَّى يَلْقَى رَبَّهُ فَرَأَيْتُ أَنَّ اَلصَّبْرَ عَلَى هَاتَا أَحْجَى فَصَبَرْتُ وَ فِي اَلْعَيْنِ قَذًى وَ فِي اَلْحَلْقِ شَجًا أَرَى تُرَاثِي نَهْباً-

"میں نے خلافت کی قبا کو چھوڑ دیا اور اپنے دامن کو اس سے دور کر لیا حالانکہ میں اس فکر میں تھا کہ آیا تنہا بغیر کسی یاور و مددگار کے ان پر حملہ کر دوں یا اس دم گھٹنے والی تنگ و تاریک فضا میں جوان کی کارستانیوں کا نتیجہ تھی اس پر صبر کروں ایسی فضا جس نے بوڑھوں کو فرسودہ بنا دیا تھا، جوانوں کو بوڑھا اور با ایمان لوگوں کو زندگی کے آخری دم تک کے لئے رنجیدہ کر دیا تھا میں نے انجام پر نگاہ کی تو دیکھا کہ بردباری اور حالات پر صبر کرنا ہی عقل و خرد سے زیادہ نزدیک ہے اسی وجہ سے میں نے صبر کیا لیکن میں اس شخص کی طرح رہا کہ جس کی آنکھ

میں کانٹا اور گلے میں کھردری ہڈی پھنسی ہوئی ہو میں اپنی میراث کو اپنی آنکھ سے لٹتے ہوئے دیکھ رہا تھا[۶۸]۔

حضرت علیؑ کے کلام سے خاموشی کے دوسرے اسباب کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے (اگرچہ وہ اسباب جزئی ہیں):

۱۔ مسلمانوں کے درمیان تفرقہ

امیر المومنین فرماتے ہیں: جب خدا نے اپنے پیغمبرﷺ کی روح قبض کی قریش نے اپنے کو ہم پر مقدم کیا اور ہم (جو امت کی قیادت کے لئے سب سے زیادہ سزاوار تھے) کو ہمارے حق سے باز رکھا لیکن میں نے دیکھا کہ اس کام میں صبر و بردباری کرنا مسلمانوں کے درمیان تفرقہ اور ان کے خون بہنے سے بہتر ہے کیونکہ لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے دین کی مثال بالکل دودھ سے بھری ہوئی اس مشک کی سی تھی کہ جس میں جھاگ بھر گیا ہو کہ جس میں ذرا سی غفلت اور سستی اسے نابود کر دے گی اور تھوڑا سا بھی اختلاف اسے پلٹ دے گا[۶۹]۔

۲۔لوگوں کے مرتد ہونے کا خطرہ

پیغمبر اکرمﷺ کی وفات کے بعد، عرب قبائل کی بڑی تعداد کہ جنہوں نے نبی اکرمﷺ کی آخری زندگی میں اسلام قبول کیا تھا وہ دین سے پلٹ گئے اور مرتد ہوگئے تھے کہ

---

[۶۸] ۔نہج البلاغہ، خطبہ ۳۔

[۶۹] ۔شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید، ج۱، ص۳۰۸: إن الله لما قبض نبيه استأثرت علينا قريش بالأمر و دفعتنا عن حق نحن أحق به من الناس كافة فرأيت أن الصبر على ذلک أفضل من تفريق كلمة المسلمين و سفک دمائهم و الناس حديثو عهد بالإسلام و الدين يمخض مخض الوطب يفسده أدنى وهن و يعكسه أقل خلف۔

جس کی وجہ سے ،مدینہ کے لئے خطرہ بہت بڑھ گیا تھاان کے مقابلہ میں مدینہ کی حکومت کمزور نہ ہونے پائے اس لئے حضرت علی نے سکوت اختیار کیا حضرت علی نے فرمایا: خدا کی قسم ! میں نے یہ کبھی نہیں سوچا اور نہ میرے ذہن میں کبھی یہ بات آئی کہ پیغمبرؐ کے بعد عرب منصب امامت اور رہبری کو ان کے اہل بیت سے چھین لیں گے اور خلافت کو مجھ سے دور کر دیں گے تنہا وہ چیز کہ جس نے مجھے ناراض کیا وہ لوگوں کا فلاں (ابو بکر) کے اطراف میں جمع ہو جانا اور اس کی بیعت کرنا تھا میں نے اپناہاتھ کھینچ لیامیں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کچھ گروہ اسلام سے پھر گئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ دین محمدﷺ کو نابود کر دیں، میں نے اس بات کا خوف محسوس کیا کہ اگراسلام اور اس کے اہل کی مدد نہ کروں نیز اسلام میں شگاف اور اس کے نابود ہونے پر شاہد رہوں تو میرے لئے اس کی مصیبت حکومت اور خلافت سے محروم ہونے سے زیادہ بڑی تھی کیونکہ دنیا کا فائدہ چند روزہ ہے جو جلد ہی ختم ہو جائے گا جس طرح سراب تمام ہو جاتا ہے یا بادل چھٹ جاتے ہیں پس میں نے اس چیز کو چاہا کہ باطل ہمارے درمیان سے چلا جائے اور دین اپنی جگہ باقی رہے[۷۰]۔

امام حسن نے بھی معاویہ کو خط میں لکھا : میں نے منافقوں اور عرب کے تمام گروہ کہ جو اسلام کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے ان کی وجہ سے اپنے حق سے چشم پوشی کی[۷۱]، حتیٰ کہ ان

---

[۷۰] ۔نہج البلاغہ، خط ۶۲: فَوَاللَّهِ مَا كَانَ يُلْقَى فِى رُوعِى وَ لاَ يَخْطُرُ بِبَالِى أَنَّ اَلْعَرَبَ تُزْعِجُ هَذَا اَلْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ ص عَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ وَ لاَ أَنَّهُمْ مُنَحُّوهُ عَنِّى مِنْ بَعْدِهِ فَمَا رَاعَنِى إِلاَّ انْثِيَالُ اَلنَّاسِ عَلَى فُلاَنٍ يُبَايِعُونَهُ فَأَمْسَكْتُ يَدِى حَتَّى رَأَيْتُ رَاجِعَةَ اَلنَّاسِ قَدْ رَجَعَتْ عَنِ اَلْإِسْلاَمِ يَدْعُونَ إِلَى مَحْقِ دَيْنِ مُحَمَّدٍ ص ؟ فَخَشِيتُ إِنْ لَمْ أَنْصُرِ اَلْإِسْلاَمَ وَ أَهْلَهُ أَنْ أَرَى فِيهِ ثَلْماً أَوْ هَدْماً تَكُونُ اَلْمُصِيبَةُ بِهِ عَلَيَّ أَعْظَمَ مِنْ فَوْتِ وِلاَيَتِكُمُ اَلَّتِى إِنَّمَا هِىَ مَتَاعُ أَيَّامٍ قَلاَئِلَ يَزُولُ مِنْهَا مَا كَانَ كَمَا يَزُولُ اَلسَّرَابُ وَ كَمَا يَتَقَشَّعُ اَلسَّحَابُ فَنَهَضْتُ فِى تِلْكَ اَلْأَحْدَاثِ حَتَّى زَاحَ اَلْبَاطِلُ وَ زَهَقَ وَ اطْمَأَنَّ اَلدِّينُ وَ تَنَهْنَهَ-

[۷۱] ۔مقاتل الطالبین، ابو الفرج اصفہانی، ص ۶۵۔

لوگوں میں کچھ ایسے تھے جن کے لئے قرآن نے شہادت دی ہے: ان کے قلوب میں ایمان داخل ہی نہیں ہوا تھا اور انہوں نے زبردستی اسلام قبول کیا تھا اور اپنے نفاق کی وجہ سے علی کی ولایت کے منکر تھے حتیٰ کہ رسولؐ کے دور میں بھی اس مطلب پر اعتراض کرتے تھے۔
طبرسی نے آیہٴ ''سئل سائل بعذاب واقع'' کی تفسیر میں حضرت امام صادقؑ سے نقل کیا ہے: غدیر خم کے واقعہ کے بعد نعمان بن حارث فھری پیغمبرﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: آپ کے حکم کے مطابق ہم نے خدا کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کی گواہی دی اور آپ نے جہاد، روزہ، حج، زکوۃ، نماز کا حکم دیا ہم نے قبول کیا ان تمام باتوں پر آپ راضی اور خوش نہیں ہوئے اور کہہ رہے ہیں کہ جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں، کیا یہ آپ کی طرف سے ہے یا خدا کی جانب سے ؟ توسولﷺ خدا نے فرمایا: اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے یہ حکم خدا کی طرف سے ہے، نعمان بن حارث وہاں سے یہ کہتا ہوا واپس ہوا کہ اگر یہ مطلب حق ہے تو آسمان سے میرے اوپر پتھر نازل فرما ،اسی وقت آسمان سے اس کے اوپر پتھر نازل ہوا اور وہیں پر ہلاک ہوگیا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی[۷۲]۔
سقیفہ میں بھی یہ لوگ قریش کے حامی اور طرف دار تھے جیسا کہ ابومخنف نے نقل کیا ہے کہ کچھ صحرائی عرب مدینہ کے اطراف میں کاروبار کے لئے آئے ہوئے تھے اور پیغمبرؐ کی وفات کے دن مدینہ میں موجود تھے ان لوگوں نے ابوبکر کی بیعت کرنے میں اہم کردار ادا کیا تھا[۷۳]۔

---

[۷۲] ۔ مجمع البیان، طبرسی، ج۱۰، ص۵۳۰۔
[۷۳] ۔ الجمل، شیخ مفید، محمد بن محمد بن نعمان، ص۱۱۹،۱۱۸۔

۳۔ عترت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصلی وارث اور دین کے سچے حامی نیز خیر خواہ رسولؐ کے خاندان والے تھے یہ لوگ قرآن کے ہم پلہ اور ہم رتبہ نیز پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسری عظیم یادگار نیز قرآن و شریعت کی تفسیر کرنے والے تھے انہوں نے پیغمبرؐ کے بعد اسلام کا صحیح چہرہ لوگوں کے سامنے پیش کیا تھا ان لوگوں کا قتل ہو جانا ناقابل تلافی نقصان تھا امیر المؤمنین فرماتے ہیں: میں نے سوچا اور فکر کی کہ اس وقت اہل بیت کے علاوہ کوئی میرا مددگار نہیں ہے میں راضی نہیں تھا کہ یہ لوگ قتل کر دیئے جائیں[۴۷]۔

۱۹۔ وَ رَوَى جَعْفَرٌ غُلَامُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُكَيْرٍ،عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنِ النَّصِيبِيِّ،عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) يَا سَلْمَانُ اذْهَبْ إِلَى فَاطِمَةَ (ع) فَقُلْ لَهَا تُتْحِفُكَ مِنْ تُحَفِ الْجَنَّةِ فَذَهَبَ إِلَيْهَا سَلْمَانُ فَإِذَا بَيْنَ يَدَيْهَا ثَلَاثُ سِلَالٍ،فَقَالَ لَهَا يَا بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ أَتْحِفِينِي، قَالَتْ: هَذِهِ ثَلَاثُ سِلَالٍ جَاءَتْنِي بِهَا ثَلَاثُ وَصَائِفَ، فَسَأَلْتُهُنَّ، عَنْ أَسْمَائِهِنَّ فَقَالَتْ وَاحِدَةٌ أَنَا سَلْمَى لِسَلْمَانَ وَ قَالَتِ الْأُخْرَى أَنَا ذَرَّةُ لِأَبِي ذَرٍّ وَ قَالَتِ الْأُخْرَى

[۴۷] ۔ نہج البلاغہ، خطبہ۲۶: فنظرت فإذا ليس لي معين إلاّ أهل بيتي ، فضننت بهم عن الموت ، و أغضيت على القذى ، و شربت على الشّجى ، و صبرت على أخذ الكظم ، و على أمرّ من طعم العلقم۔

أَنَا مَقْدُودَةُ لِلْمِقْدَادِ، ثُمَّ قَبَضْتُ فَنَاوَلَتْنِی فَمَا مَرَرْتُ بِمَلَإٍ إِلَّا مُلِئُوا طِیباً لِرِیحِهَا۔

نصیبی نقل کرتا ہے کہ امام صادقؑ فرمایا کہ امام علیؑ کا یہ فرمان ہے: اے سلمان، حضرت فاطمہؑ کی خدمت میں عرض کر؛ مجھے جنت کے تحفوں میں سے کچھ عطا کیجیئے، سلمان حضرت فاطمہؑ کی خدمت میں پہنچے، حضرت فاطمہؑ کے سامنے تین ٹوکریاں رکھی تھیں۔

سلمان نے عرض کی: اے دختر رسولؐ! مجھے جنتی تحفہ عطا کیجیے۔

فرمایا یہ تین تحفے میرے پاس جنت کی حوریں لائی ہیں میں نے ان سے انکے نام پوچھے:

ایک نے کہا: میں سلمان کے لیے ہوں اور میرا نام سلمی ہے۔

اور دوسری نے کہا: میں ابوذر کے لیے ہوں اور میرا نام ذرّہ ہے۔

اور تیسری نے کہا: میں مقداد کے لیے ہوں اور میرا نام مقدودہ ہے، پھر آپ نے مجھے ایک تحفہ عطا کیا اس کے بعد میں جس کے پاس سے گزرا تو انہوں نے اسکی خوشبو محسوس کی[۷۵]۔

---

[۷۵] ۔اگرچہ جناب ابوعمرو کشی نے نبی اکرمﷺ و امام علی ؑ کے اصحاب میں سے بہت سے افراد کا عنوان ذکر نہیں کیا لیکن ان احادیث میں مقداد بن اسود کی بہت زیادہ مدح بیان ہوئی جیسا کہ تفصیلی فہرست سے ظاہر ہے حتی ان کے ایمان اور علم الیقین کے مراتب تمام اصحاب سے زیادہ بیان ہوئے ہیں حتی اگر ان کے علم کا سلمان کو علم ہوجاتا تو وہ بھی برداشت نہ کرسکتے ،انہوں نے کسی لمحہ امام علیؑ کی امامت و ولایت میں شک نہیں کیا بلکہ بھری محفلوں میں خلفاء کے سامنے آپ کا دفاع کیا اس لیے ان کا عنوان قائم کرنا اس کتاب میں بہت مناسب تھا اس کمی کو پورا کرنے کے لیے ہم مقدار کے حالات زندگی کے مصادر اور بعض احوال کو ذکر کرتے ہیں : الطبقات الکبری لابن سعد ۳ص۱۶۱، تاریخ خلیفۃ ۱۲۴، التاریخ الکبیر ۸ص ۵۴ن ۲۱۲۶، المعارف ۱۵۰، المعرفۃ والتاریخ ۲|۱۶۱، الرجال برقی ۱، ۳، ۶۳، ۶۴، الجرح والتعدیل ۸|۴۲۶ ن ۱۹۴۲ الثقات لابن حبان ۳|۳۷۱، حلیۃ الاولیاء ۱|۱۷۲، اِصحاب القتیا من الصحابۃ والتابعین ۸۱ن ۷۳، رجال الطوسی ۲۷ن

۸ و ۷ ۵ ن ا، الاستیعاب ۴ص ۴۰۹، اختیار معرفۃ الرجال (رجال الکشی) ن ۱۲، ۱۳، ۱۷، ۲۴، ۱۸، ۲۱۰، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۴، ۲۳، ۱۴۸، ۵۰، ۷، اُسد الغابۃ ۴ص ۴۰۹، تہذیب الاسماء واللغات ۲ص ۱۱۱ن ۱۶۳، تہذیب الکمال ۲۸ص ۴۵۲ن ۶۱۶۲، سیر اِعلام النبلاء ۱|۳۸۵، تاریخ الِاسلام ذہبی (عہد خلفاء) ۴۱۷، تہذیب التہذیب ۱۰ص ۲۸۵، تقریب التہذیب ۲|۲۷۲، الاصابۃ ۳|۴۳۳ن ۸۱۸۵، صفۃ الصفوۃ اص ۴۲۳ن ۲۰، مرآۃ الجنان ۱|۸۹، التحریر الطاوسی ۲۷۲ن ۴۰۶، رجال ابن داود ۳۵۱ن ۱۵۶۵، مجمع الرجال ۶ص ۱۳۷، جامع الرواۃ ۲|۲۶۲، رجال العلّامۃ ۱۶۹ن ۱، نقد الرجال ۳۵۳، تنقیح المقال ۲ص ۲۴۴ ن ۱۲۰۹۶، بہجۃ الآمال ۷|۸۶، معجم رجال الحدیث ۱۸|۳۱۴ن ۱۲۶۰۷، قاموس الرجال ۹|۱۱۱، الَاعلام زرکلی ۷ص ۲۸۲، الرواۃ المشترکون بین الشیعۃ و السنۃ، ۲ص ۳۹۹ بعنوان مقدار بن عمرو بن ثعلبہ ، موسوعۃ طبقات الفقہاء اص ۲۴۲، اصحاب امام علیؑ ۲ص ۱۶۱ان ۹۸۲.

مقداد بن عمرو نے چونکہ قبیلہ بنی زہرہ کے ایک شخص اسد بن عبدیغوث کے پاس پناہ لی تھی اور اس سے عہد و پیمان باندھا تھا اس پر اس زمانے کی رسم کے مطابق آپ کو اسد کا بیٹا کہا گیا لیکن جب آیت نازل ہوئی کہ منہ بولے بیٹوں کو اپنے باپ کے نام سے پکارو تو آپ کو مقدار بن عمرو کے نام سے پکارا گیا آپ اسلام میں سبقت کرنے والے اور رسول اکرم کی جلیل القدر اصحاب میں سے تھے آپ نے جنگ احد و بدر اور اسلام کی تمام جنگوں میں شرکت کی اور ایمان میں ثابت قدم رہے ابو مسعود نے نقل کیا سب سے پہلے اسلام کا اظہار کرنے والوں میں سے ایک مقداد ہیں نبی اکرم ﷺ نے اپنی چچازاد بہن ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطب کا عقد آپ کے ساتھ کیا تھا۔جب نبی اکرم نے بدر کی جنگ کے موقع پر اصحاب سے مشورہ لیا تو مقداد نے عرض کی: اے خدا کے رسول! آپ کو جو حکم ہوا ہے اس کو جاری کریں خدا کی قسم ہم آپ کے ساتھ ہیں ہم ہر گز بنی اسرائیل کی طرح نہیں جنہوں نے موسی سے کہا: تم اپنے خدا کے ساتھ ملکر ان سے لڑو اور ہم بیٹھے ہیں خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا اگر آپ برک غماد جو اس وقت مکہ یا یمن کے قریب علاقہ تھا وہاں تک چلیں تو بھی ہم آپ کے ساتھ ہونگے نبی اکرم نے انہیں دعا خیر دی۔

آپ نے ابو بکر و عمر اور عثمان کی خلافت کو قبول نہیں کیا اور ان کے خلاف حجت تمام کی اور اہل بیت کے قابل اعتماد افراد میں سے تھے آپ نے سر مونڈھ کر اپنی وفاداری کا اعلان کا ثبوت دیا تھا اور ہمیشہ اہل بیت سے متمسک رہے انہیں حضرت فاطمہ زہراؑ کے جنازے میں شرکت کا شرف نصیب ہوا۔

عمر کے بعد جب مسئلہ خلافت چھ افراد کی شوری (طلحہ زبیر، سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمٰن بن عوف، عثمان اور حضرت علی) کے سپرد ہوا تو پہلے تین افراد نے آخری تین کے سپرد کر دیا ابن عوف نے اسے عثمان و امام علی کے سامنے پیش کیا کہ قرآن و سنت کے ساتھ سیرت شیخین کی پیروی کی شرط پر خلافت سنبھال لیں لیکن امام علی نے اشرط سیرت شیخین کی پیروی کی شرعی حیثیت کو چیلنج کیا اور لوگوں کا جھکاؤ عثمان کی طرف ہوا کیونکہ انہوں بظاہر اس کو قبول کیا اگرچہ عملا اس کی بھرپور مخالفت کی اس وقت مقداد نے کہا: اے لوگو! اگر تم امام علی کی بیعت کرو گے تو ہم بیعت و اطاعت کریں گے اور اگر

عثمان کی بیعت کرو گے تو ہم اطاعت نہیں کریں گے اس وقت عمار یاسر نے بھی مقداد کی تائید کی اور امام علی کی بیعت کی تشویق کی البتہ عثمان کے طرفداروں نے ان کی حمایت کی اور ابن عوف نے سیرت شیخین کی شرط لگا کر بازی جیت لی (شرح حدیدی نہج البلاغہ ۹ص۵۱-۵۴) تاریخ طبری ۳ص۲۹۷ کامل فی التاریخ ۳ص۷۱ قصہ شوری میں ہے: جب ابن عوف نے امام علی کا ہاتھ چھوڑ کر عثمان کی بیعت کی تو فرمایا: اے عبدالرحمٰن! خدا کی قسم! تو نے حق سے روگردانی کرتے ہوئے علی کو چھوڑ دیا اور فرمایا: مجھے تو نبی اکرم کے بعد اہل بیت جیسا کوئی گھرانہ نظر نہیں آتا مجھے قریش سے تعجب ہے کہ وہ علم و عدالت کے پیکر علی کو چھوڑ رہے ہیں خدا کی قسم! کاش مجھے ساتھی ملتے!

جب ابن عوف عثمان کی طرف داری کرنے لگا تو مقداد نے اس کی مذمت کی اور امام کے پاس عرض کی: آپ ان سے جنگ کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں امام نے فرمایا: کن لوگوں کو ساتھ لیکر جنگ کروں اس وقت عمار نے عرض کی: خدا کی قسم! اگر میرے ساتھ افراد ہوتے تو اس گروہ کے خلاف جنگ کرتا اگر ایک آدمی بھی ان سے جنگ کرے تو دوسرا میں ہوں امام نے فرمایا: خدا کی قسم ان کے خلاف جنگ کے لیے میرے پاس افراد نہیں ہیں اور مجھے ہرگز پسند نہیں کہ تمہیں اس کام پر بھیجوں جس کی تم میں توانائی نہیں ہے (اصحاب امام علی ۲ص۱۱۶۵)۔

انہوں نے حدیث غدیر کو نقل کیا جو امام علی کی نص ہے اور متواتر بالائے متواتر روایات میں ہے ملاحظہ ہو الغدیر علامہ امینی اص۵۹،از فرائد حموینی و حدیث الولایۃ ابن عقدہ۔ اور مسلم نے باب زہد و رقائق باب نہی از مدح میں ہمام بن حارث سے نقل کیا کہ ایک شخص نے عثمان کی مدح کی تو مقداد نے اسے گرا کر گھٹنے تلے دبالیا اور اس کے منہ میں کنکریاں اور خاک ٹھونس دی عثمان نے کہا: ارے ایسا کیوں کرتے ہو؟ فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم (جھوٹے) مداحوں کو دیکھوں تو ان کے منہ میں مٹی ڈال دو (صحیح مسلم ۸ص۲۲۸)

تاریخ یعقوبی ۲ص۱۶۳ میں ہے جب لوگ ہرمزان کے خون کا مطالبہ کرنے لگے اور عثمان نے عبیداللہ بن عمر کو روک دیا تو عثمان منبر پر آیا اور کہا میں ہرمزان کے خون کا ولی ہو اور میں ابن عمر کو بخش رہا ہوں اور عمر کے خون کے بدلے چھوڑ رہا ہوں تو مقداد بن عمرو کھڑے ہوئے اور کہا: ہرمزان خدا اور رسول کا ماننے والا تھا تم خدا اور رسول کے فرض کو بخش نہیں سکتے ہو، پس تم انتظار کرو اور ہم بھی خدا کے فیصلے کا انتظار کرتے ہیں۔

ان کی قوت استنباط کا ان واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ کہ وہ آیات سے کس قدر آشنا تھے اور ان کی تطبیق کر سکتے تھے اور نبی اکرم ﷺ کے فرامین کی کس قدر اطاعت کیا کرتے تھے (موسوعۃ الفقہاء اص۲۴۵)! حضرت مقداد ستر سال کی عمر میں ۳۳ھ میں جرف کے مقام پر فوت ہوئے اور ان کا جنازہ اٹھا کر مدینہ میں جنۃ البقیع میں دفن کیا گیا۔ ذیل میں اصحاب باوفا کی عظمت کی معتبر ادلہ ملاحظہ ہوں: کئی اسناد سے فضل بن شاذان نے امام رضاؑ نقل کیا ہے کہ آپ نے ایک خط مامون کو لکھا: محض الاسلام شہادۃ ان لا الہ الا اللہ ...والولایۃ لا میرالمومنین و المقبولین من الصحابۃ الذین مضوا علی منہاج نبیہمؐ و لم یغیرو ا ولم یبدلو ا مثل: سلمان الفارسی و ابی ذر الغفاری و المقداد بن

الاسود و عمار بن یاسر و حذیفۃ الیمانی و ابی الہیثم بن التیہان و سہل بن حنیف و عبادہ بن الصامت و ابی ایوب الانصاری وخزیمۃ بن ثابت ذی الشہادتین و ابی سعید الخدری و امثالہم رضی اللہ عنہم والولایۃ لاتباعہم واشیاعہم و المہتدین بہدایتہم ،السالکین منہاجہم (عیون اخبار رضا ج۲ ص۱۲۶۔۱۲۱ ،خاتمہ وسائل ص۲۳۵ ج۳۰ طبع جدید) اسلام کی حقیقت اقرار شہادتین اورولایت امیر المومنین اور نبی اکرم ؐ کے بہترین صحابہ جو نبی پاک ؐکی سیرت پہ چلے اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی جیسے سلمان ،ابوذر،مقداد ، عمار، حذیفہ،ابن تیہان ، سہل بن حنیف، عبادہ بن صامت، ابوایوب انصاری، خزیمہ بن ثابت ، ابوسعید خدری اور ان کی مثل اور ان کے پیروکاروں اور ان کی ہدایت سے ہدایت لینے والوں اور ان کی راہ چلنے والوں کی محبت بھی ایمان کا حصہ ہے ۔

امام زین العابدین حضرت سجاد صحیفہ کاملہ کی پانچویں دعا فی الصلاۃ علی اتباع الرسل ومصدقیہم میں فرماتے ہیں : فاذکرہم منک بمغفرۃ ورضوان اللہم واصحاب محمد خاصّۃً الذین احسنوا الصحابۃ والذین ابلوا البلاء الحسن فی نصرہ وکانفوہ واسرعوا الی وفادتہ وسابقوا الیٰ دعوتہ واستجابوا لہ حیث اسمعہم حجّۃ رسالاتہ وفارقوا الازواج والاولاد فی اظہار کلمتہ وقاتلوا الاباء والابناء فی تثبیت نبوّتہ وانتصروا بہ ومن کانوا منطوین علی محبّتہ یرجون تجارۃً لنْ تبور فی مودّتہ والذین ہجرتہم العشائر اذ تعلقوا بعروتہ وانتفتْ منہم القرابات اذ سکنوا فی ظلّ قرابتہ فلاتنس لہم اللّھم ماترکوا لک وفیک وارضہم من رضوانک وبما حاشوا الخلق علیک وکانوا مع رسولک دعاۃً لک الیک واشکرہم علی ہجرہم فیک دیار قومہم وخروجہم من سعۃ المعاش الیٰ ضیقہ ومن کثّرتَ فی اعزاز دینک من مظلومہم

...ترجمہ ؛۔خصوصیت سے اصحاب محمد ؐ میں سے ان افراد کی مغفرت اور خوشنودی کے ساتھ یاد فرما جنہوں نے پیغمبر اکرم ؐکا پوری طرح ساتھ دیا اور انکی نصرت میں پوری شجاعت کا مظاہرہ کیا اور انکی مدد کیلئے کمر بستہ رہے اور ان پہ ایمان لانے میں جلدی کی اور انکی دعوت کی طرف سبقت کی اور جب پیغمبر ؐ نے اپنی رسالت کی دلیلیں انکے گوش گزار کیں تو انہوں نے لبیک کہا اور ان کا بول بالا کرنے کیلئے اپنے بیوی بچوں کو چھوڑا اور امر نبوت کے استحکام کیلئے باپ بیٹوں تک سے جنگیں کیں اور نبی اکرم ؐ کے وجود کی برکت سے کامیابی حاصل کی اور نبی اکرم ؐ کی محبت دل کے ہر رگ وریشہ میں لئیے ہوئے تھے اور آپ کی محبت میں ایسی نفع بخش تجارت کی توقع رکھتے تھے جس سے کبھی نقصان نہ ہو اور جب ان کے دین کے بندھن سے وابستہ ہوئے تو ان کے قوم قبیلہ نے انہیں چھوڑ دیا اور اور آپ ؐ کے سایہ قرب میں منزل کی تو اپنے بیگانے ہوگئے تو اے میرے معبود ! انہوں نے تیری خاطر اور تیری راہ میں جو سب کو چھوڑا تو جزاء کے موقع پہ ان کو فراموش نہ کر اور ان کی اس فداکاری اور خلق خدا کو تیرے دین جمع کرنے اور رسول اکرم ؐ کے ساتھ داعی حق بن کر کھڑے ہونے کے صلہ میں انہیں اپنی رضا سے سرفراز وشادکام فرما اور انہیں اس امر پہ بھی جزاء دے کہ انہوں نے تیری خاطر اپنے قوم قبیلہ کے شہروں سے ہجرت کی اور وسعت معاش سے تنگی معاش میں جاپڑے اور یونہی مظلوموں کی خوشنودی کا سامان کر کہ جن کی تعداد کو تو نے اپنے دین کو غلبہ دینے کیلئے بڑھایا

ندائے آسمانی اور معصومینؑ کے حواری و مدد گار

۲۰۔ مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَيْه،قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ عَبْدِاللَّه بْنِ أَبِي خَلَف، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ الرَّازِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَاعَلِيُّ بْنُ أَسْبَاط،عَنْ أَبِيه أَسْبَاط بْنِ سَالِمٍ، قَالَ قَالَ أَبُوالْحَسَنِ مُوسَى بْنُ جَعْفَر(ع)إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَة نَادَى مُنَاد أَيْنَ حَوَارِيُّ مُحَمَّد بْنِ عَبْد اللَّه رَسُول اللَّه الَّذِينَ لَمْ يَنْقُضُوا الْعَهْدَ وَ مَضَوْا عَلَيْه فَيَقُومُ سَلْمَانُ وَ الْمقْدَادُ وَ أَبُو ذَرٍّ. ثُمَّ يُنَادِي مُنَاد أَيْنَ حَوَارِيُّ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِب (ع)وَصِيِّ مُحَمَّد بْنِ عَبْد اللَّه رَسُول اللَّه فَيَقُومُ عَمْرُو بْنُ الْحَمِق الْخُزَاعِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَ مِيثَم بْنُ يَحْيَى التَّمَّارُ مَوْلَى بَنِي أَسَد وَ أُوَيْسٌ الْقَرَنِيُّ. قَالَ ثُمَّ يُنَادِي الْمُنَادِي أَيْنَ حَوَارِيُّ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ فَاطِمَةَ بِنْت مُحَمَّد بْنِ عَبْد اللَّه رَسُول اللَّه فَيَقُومُ سُفْيَانُ بْنُ أَبِي لَيْلَى الْهَمْدَانِيُّ [۷۶]وَ حُذَيْفَةُ بْنُ أُسَيْدٍ الْغِفَارِيُّ.، قَالَ ثُمَّ يُنَادِي أَيْنَ حَوَارِيُّ الْحُسَيْنِ

اسی طرح اصحاب کی مدح و تعریف میں نازل آیات کو بھی ہم جانتے اور مانتے ہیں لیکن ہم ان اصحاب کے متعلق کیا کہیں جنہوں نے میدان جنگ سے فرار کیا جبکہ رسول اکرمؐ انہیں بلا رہے تھے جیسا کہ خود قرآن میں اسکی وضاحتیں ہیں؛ سورہ آل عمران ۱۵۳؛اذ تصعدون ولا تلوون علی احد والرسول یدعوکم فی اخراکم فاثابکم غمّاً بغمّ... ترجمہ ؛یاد کرو اس وقت کو جب تم چڑھائی کی طرف بھاگے جارہے تھے اور کسی کو پلٹ کر نہ دیکھتے تھے حالانکہ رسول اکرمؐ تمہارے پیچھے تمہیں بلا رہے تھے پھر اللہ نے تمہیں غم رسول کی پاداش میں غم دیا...اس سے پہلے بھی خدا نے ایسے افراد کو منکم من یرید الدنیا کہکر خطاب کیا اور عجب یہ کہ کہا اس وقت کو یاد کرو جب ماننے والے نبی اکرمؐ کی دعوت کو ان سنی کر رہے تھے حالانکہ رسول اکرمؐ فرمارہے تھے ؛الیّ عباد اللہ الیّ عباد اللہ انا رسول اللہ من یکرّ فلہ جنۃ؛ اللہ کے بندو! میری طرف آؤ جو لوٹے گا اسکیلئے جنت ہے۔اتنی وضاحت کافی ہے تفصیل تاریخ اور تفسیر میں دیکھی جائے.

[۷۶]۔رجال الکشی، ص: ۱۰

بْنِ عَلِیٍّ (ع) فَیَقُومُ کُلُّ مَنِ اسْتُشْهِدَ مَعَهُ وَ لَمْ یَتَخَلَّفْ عَنْهُ،. قَالَ ثُمَّ یُنَادِی أَیْنَ حَوَارِیُّ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ (ع) فَیَقُومُ جُبَیْرُ بْنُ مُطْعِمٍ وَ یَحْیَی ابْنُ أُمِّ الطَّوِیلِ وَ أَبُو خَالِدٍ الْکَابُلِیُّ وَ سَعِیدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ. ثُمَّ یُنَادِی أَیْنَ حَوَارِیُّ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ وَ حَوَارِیُّ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ فَیَقُومُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَرِیکٍ الْعَامِرِیُّ وَ زُرَارَةُ بْنُ أَعْیَنَ وَ بُرَیْدُ بْنُ مُعَاوِیَةَ الْعِجْلِیُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَ أَبُو بَصِیرٍ لَیْثُ بْنُ الْبَخْتَرِیِّ الْمُرَادِیُّ وَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِی یَعْفُورٍ وَ عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُذَاعَةَ وَ حُجْرُ بْنُ زَائِدَةَ وَ حُمْرَانُ بْنُ أَعْیَنَ. ثُمَّ یُنَادِی سَائِرُ الشِّیعَةِ مَعَ سَائِرِ الْأَئِمَّةِ (عَلَیْهِمُ السَّلَامُ) یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَهَؤُلَاءِ أَوَّلُ السَّابِقِینَ وَ أَوَّلُ الْمُقَرَّبِینَ وَ أَوَّلُ الْمُتَحَوِّرِینَ مِنَ التَّابِعِینَ.

اسباط بن سالم نے امام موسی کاظمؑ سے نقل کیا جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا دے گا:

رسول خداﷺ کے وہ حواری و مددگار کہاں ہیں جنہوں نے کئے ہوئے وعدے نہیں توڑے تھے اور ان پر قائم رہے تھے؟

تو سلمان، مقداد اور ابوذر کھڑے ہونگے۔

پھر ایک منادی ندا دے گا، وصی رسول خداؐ کے حواری و مددگار کہاں ہیں؟ تو عمرو بن حمق خزاعی، محمد بن ابی بکر، میثم بن یحییٰ تمار، مولی بنی اسد، اور اویس قرنی کھڑے ہونگے۔

پھر ایک منادی ندا دے گا، نواسہ رسول خداؐ، حسن بن علیؑ کے حواری و مددگار کہاں ہیں؟ تو سفیان بن ابی لیلیٰ ہمدانی، حذیفہ بن اسید غفاری کھڑے ہونگے۔

پھر ایک منادی ندا دے گا، حسین بن علیؑ کے حواری و مدد گار کہاں ہیں؟ تو آپ کے ساتھ شہید ہونے والے تمام افراد کھڑے ہونگے جنہوں نے آپ کی مدد سے رو گردانی نہیں کی۔

پھر ایک منادی ندا دے گا، علی بن حسینؑ کے حواری و مدد گار کہاں ہیں؟ تو جبیر بن مطعم، یحییٰ بن امّ طویل، ابو خالد کابلی اور سعید بن مسیب کھڑے ہونگے۔

پھر ایک منادی ندا دے گا، محمد بن علی اور جعفر بن محمدؑ کے حواری و مدد گار کہاں ہیں؟ تو عبداللہ بن شریک عامری، زرارہ بن اعین، برید بن معاویہ عجلی، محمد بن مسلم، ابو بصیر لیث بن بختری مرادی، عبداللہ بن یعفور، عامر بن عبداللہ بن جذاعہ، حجر بن زائدہ اور حمران بن اعین کھڑے ہونگے۔

پھر منادی تمام شیعوں کو باقی ائمہؑ کے ساتھ قیامت کے دن نداء دے گا تو یہ لوگ پہلے سبقت کرنے والے، مقربین اور حواری بننے والے ہیں۔

٢١۔ جِبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنِ ابْنِ أَبِی نَجْرَانَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مِهْرَانَ الْجَمَّالِ، عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَمَرَنِی بِحُبِّ أَرْبَعَةٍ، قَالُوا وَ مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: عَلِيُّ بْنُ أَبِی طَالِبٍ ثُمَّ سَكَتَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِی بِحُبِّ أَرْبَعَةٍ قَالُوا وَ مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِی طَالِبٍ (ع) وَ الْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ وَ أَبُو ذَرٍّ الْغِفَارِيُّ وَ سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ.

صفوان بن مہران نے امام صادقؑ سے نقل کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: خدانے مجھے چار افراد سے محبت کرنے کا حکم دیا لوگوں نے پوچھا وہ کون ہیں؟ فرمایا علی بن ابی طالب، اور خاموش ہوگئے، اور فرمایا پھر فرمایا خدانے مجھے چار افراد سے محبت کرنے کا حکم دیا۔

لوگوں نے پوچھا وہ کون ہیں ؟

فرمایا علی بن ابی طالبؑ، مقداد بن اسود، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی۔

۲۲۔ حَمْدَوَيْهِ بْنُ نُصَيْرٍ،قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى.وَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ،قَالَ حَدَّثَنَا جِبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى،عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ،عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بَشِيرٍ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ،قَالَ مَا بَقِيَ أَحَدٌ إِلَّا وَ قَدْ جَالَ[۷۷] جَوْلَةً إِلَّا الْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ فَإِنَّ قَلْبَهُ كَانَ مِثْلَ زُبَرِ الْحَدِيدِ.

محمد بن بشیر نے نقل کیا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد کوئی نہیں بچا مگر اس میں زبردست جولان و گردش آئی سوائے مقداد بن اسود کے کہ ان کا دل لوہے کی طرح پختہ رہا۔

۲۳۔ طَاهِرُ بْنُ عِيسَى الْوَرَّاقُ، رَفَعَهُ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ الدَّيْلَمِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) يَا سَلْمَانُ لَوْ عُرِضَ عِلْمُكَ عَلَى مِقْدَادَ لَكَفَرَ، يَا مِقْدَادُ لَوْ عُرِضَ عِلْمُكَ عَلَى سَلْمَانَ لَكَفَرَ.

ابو بصیر نے امام صادقؑ سے نقل کیا کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: اے سلمان! اگر تیرا علم مقداد کو معلوم ہو جائے تو وہ کافر ہو جائے اور اے مقداد! اگر تیرا علم سلمان کو معلوم ہو جائے تو وہ کافر ہو جائے۔

۲۴۔ عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ، عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الْحَضْرَمِيِّ، قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) ارْتَدَّ النَّاسُ إِلَّا ثَلَاثَةَ نَفَرٍ سَلْمَانُ وَ أَبُو ذَرٍّ وَ الْمِقْدَادُ. قَالَ قُلْتُ

---

[۷۷]۔رجال الکشی، ص: ۱۱

فَعَمَّارٌ قَالَ قَدْ كَانَ جَاضَ جيضَةً ثُمَّ رَجَعَ، ثُمَّ قَالَ إِنْ أَرَدْتَ الَّذِى لَمْ يَشُكَّ وَ لَمْ يَدْخُلْهُ شَىْءٌ فَالْمِقْدَادُ، فَأَمَّا سَلْمَانُ فَإِنَّهُ عُرِضَ فِى قَلْبِهِ عَارِضٌ أَنَّ عِنْدَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) اسْمَ اللَّهِ الْأَعْظَمَ لَوْ تَكَلَّمَ بِهِ لَأَخَذَتْهُمُ الْأَرْضُ وَ هُوَ هَكَذَا فَلُبِّبَ وَ وُجِئَتْ عُنُقُهُ حَتَّى تُرِكَتْ كَالسِّلْقَةِ فَمَرَّ بِهِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) فَقَالَ لَهُ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ هَذَا مِنْ ذَاكَ بَايِعْ! فَبَايَعَ وَ أَمَّا أَبُو ذَرٍّ فَأَمَرَهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) بِالسُّكُوتِ وَ لَمْ يَكُنْ يَأْخُذُهُ فِى اللَّهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ فَأَبَى إِلَّا أَنْ يَتَكَلَّمَ فَمَرَّ بِهِ عُثْمَانُ فَأَمَرَ بِهِ، ثُمَّ أَنَابَ النَّاسُ بَعْدُ فَكَانَ أَوَّلُ مَنْ أَنَابَ أَبُو سَاسَانَ الْأَنْصَارِىُّ وَ أَبُو عَمْرَةَ وَ شُتَيْرَةُ وَ كَانُوا سَبْعَةً، فَلَمْ يَكُنْ يَعْرِفُ[٧٨] حَقَّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) إِلَّا هَؤُلَاءِ السَّبْعَةُ.

علی بن حکم نے سیف بن عمیرہ کے واسطے سے ابو بکر حضرمی سے نقل کیا کہ امام باقرؑ نے فرمایا: تین افراد کے علاوہ سب لوگ پھر گئے تھے، راوی نے عرض کی: عمار؟ فرمایا وہ بھی لوٹ گئے تھے لیکن پھر واپس آ گئے۔

اور فرمایا اگر تو اس شخص کے متعلق پوچھے جس نے شک نہیں کیا اور نہ اس کے دل میں کسی شک و شبہے نے راہ پائی تو وہ مقداد ہے اور سلمان کے دل میں ایک عارضہ پیدا ہوا کہ امیر المومنینؑ کے پاس خدا کا اسم اعظم ہے اگر آپ وہ پڑھیں تو یہ سب زمین میں دھنس جائیں مگر پھر بھی اسی طرح مجبور ہو چکے ہیں کہ ان کے گلے میں رسی ڈال کر انہیں غلام کی طرح اسکے سامنے لائے تو امام علیؑ اس کے پاس سے گزرے۔

---

[٧٨]۔ رجال الكشی، ص: ١٢

اور فرمایا اے بندہ خدا یہ راز ہے ، اس کی بیعت کر لے ، تو انہوں نے بیعت کی اور ابوذر کو امام علیؑ نے خاموشی اور سکوت کا حکم دیا تھا مگر وہ امر خدا میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہ کرتے تھے اور انہوں نے بولنے کو اختیار کیا تو عثمان اس کے پاس سے گزرا اور ان پر غلبہ پایا ، پھر ان کے بعد کچھ لوگ لوٹے ان میں سب سے پہلے ابو ساسان انصاری ، ابو عمرہ ، شتیرہ ، اس وقت امام کی معرفت رکھنے والے یہی سات تھے۔

۲۵۔ حَمْدَوَيْهِ بْنُ نُصَيْرٍ،قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ نُوحٍ، قَالَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ يَحْيَى،عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ،عَنْ زُرَارَةَ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع)يَقُولُ: أَدْرَكَ سَلْمَانُ الْعِلْمَ الْأَوَّلَ وَ الْعِلْمَ الْآخِرَ وَ هُوَ بَحْرٌ لَا يُنْضَحُ وَ هُوَ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ(ع). بَلَغَ مِنْ عِلْمِهِ:أَنَّهُ مَرَّ بِرَجُلٍ فِي رَهْطٍ فَقَالَ لَهُ يَا عَبْدَ اللَّهِ تُبْ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ مِنَ الَّذِي عَمِلْتَ بِهِ فِي بَطْنِ بَيْتِكَ الْبَارِحَةَ! قَالَ، ثُمَّ مَضَى، فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ لَقَدْ رَمَاكَ سَلْمَانُ بِأَمْرٍ فَمَا دَفَعْتَهُ عَنْ نَفْسِكَ. قَالَ: إِنَّهُ أَخْبَرَنِي بِأَمْرٍ مَا اطَّلَعَ عَلَيْهِ إِلَّا اللَّهُ وَ أَنَا. وَ فِي خَبَرٍ آخَرَ مِثْلُهُ وَ زَادَ فِي آخِرِهِ: أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ أَبَا بَكْرِ بْنَ أَبِي قُحَافَةَ.

زرارہ نے امام صادقؑ سے نقل کیا کہ سلمان نے علم اولین و آخرین کو درک کیا وہ ایسا سمندر تھا جو کبھی خشک نہیں ہوا ، اور وہ ہم اہل بیت میں سے تھا ان کے علم کی حد یہ تھی کہ ایک دفعہ ایک فرد کے پاس سے گزرے تو فرمایا اے بندہ خدا! خدا سے اس کی توبہ طلب کر جو تو نے رات کو اپنے گھر میں انجام دیا اور چلے گئے تو لوگ اس شخص کو کہنے لگے سلمان نے تجھ پر تہمت لگائی ہے تو نے اپنا دفاع کیوں نہیں کیا تو وہ کہنے لگا سلمان نے مجھے اس امر کی خبر دی جو میں اور میرا خدا جانتا ہے اور دوسری روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ وہ ابو بکر تھا۔

۲۶۔ جبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنِی الْحَسَنُ بْنُ خُرَّزَاذَ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ وَ عَلِیُّ بْنُ أَسْبَاطٍ، قَالَا حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مِسْكِينٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَبِی جَعْفَرٍ (ع) قَالَ ذُكِرَ عِنْدَهُ سَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ، فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) مَهْ لَا تَقُولُوا سَلْمَانَ الْفَارِسِیَّ وَ لَكِنْ قُولُوا سَلْمَانَ الْمُحَمَّدِیَّ، ذَلِكَ رَجُلٌ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ۔

حسن بن صہیب نے امام باقرؑ سے نقل کیا جب اس نے آپ کے پاس سلمان کا ذکر کیا تو فرمایا: ارے سلمان فارسی نہ کہو بلکہ سلمان محمدی کہو وہ تو ہم اہل بیتؑ میں سے تھے۔

۲۷۔ جبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنِی الْحَسَنُ بْنُ خُرَّزَاذَ، قَالَ حَدَّثَنِی الْحَسَنُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ فَضَّالٍ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ أَبِی جَعْفَرٍ (ع) قَالَ: كَانَ عَلِیٌّ (ع) مُحَدَّثاً وَ كَانَ سَلْمَانُ مُحَدَّثاً.

زرارہ نے امام باقرؑ سے نقل کیا کہ امام علیؑ اور سلمان ان افراد میں سے تھے جن سے ملائکہ نے کلام کیا۔

۲۸۔ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الْخُزَاعِیُّ، عَنْ[79] أَحْمَدَ بْنِ الْفَضْلِ الْخُزَاعِیُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَعْيَنَ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) يَقُولُ: كَانَ سَلْمَانُ مِنَ الْمُتَوَسِّمِينَ.

[79]۔ رجال الکشی، ص: ۱۳

عبدالرحمٰن بن اعین نے امام باقرؑ سے نقل کیا : سلمان ان افراد میں سے تھے جن میں مومنین کی علامت ثبت تھی[۸۰]۔

۲۹۔جِبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ خُرَّزَاذَ، قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ مِهْرَانَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُ: سَلْمَانُ عَلِمَ الاسْمَ الْأَعْظَمَ.

ابو بصیر نے امام صادقؑ سے نقل کیا کہ سلمان کو اسم اعظم کی تعلیم دی گئی تھی۔

۳۰۔ جِبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ خُرَّزَاذَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ أَبَانِ بْنِ جَنَاحٍ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ حَمَّادٍ، بَلَغَ بِهِ، قَالَ: كَانَ سَلْمَانُ إِذَا رَأَى الْجَمَلَ الَّذِي يُقَالُ لَهُ عَسْكَرٌ يَضْرِبُهُ، فَيُقَالُ لَهُ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ مَا تُرِيدُ مِنْ هَذِهِ الْبَهِيمَةِ فَيَقُولُ مَا هَذَا بَهِيمَةٌ وَ لَكِنْ هَذَا عَسْكَرُ بْنُ كَنْعَانَ الْجِنِّيُّ، يَا أَعْرَابِيُّ لَا يُنْفَقُ عَلَيْكَ هَاهُنَا وَ لَكِنِ اذْهَبْ بِهِ إِلَى الْحَوْأَبِ فَإِنَّكَ تُعْطَى بِهِ مَا تُرِيدُ.

حسن بن حماد نے کہا مجھے یہ روایت پہنچی کہ سلمان جب عسکر نامی اونٹ کو دیکھتے تو اسکو مارتے ، کہا جاتا اے بندہ خدا تم اس جانور سے کیا چاہتے ہو ؟ فرماتے : یہ جانور نہیں بلکہ یہ عسکر

[۸۰] ۔راغب اصفہانی نے مفردات میں مادہ میں کہا:وسم سے مراد تاثیر ہے ؛ **إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِينَ**،(حجر۷۵)اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو ان سے اثر لیتے اور عبرت و نصیحت حاصل کرتے ہیں، اس اثر کو کچھ لوگ ذہانت و فطانت اور فراست ذہنی سے یاد کرتے ہیں اور نبی اکرم نے فرمایا: **اتقوا فراسة المؤمن وقال: المؤمن ينظر بنور الله** ،مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے ۔

بن کنعان جنی ہے ،اے اعرابی اس کی گردن نہ کاٹنا اسے حواب کی طرف لے جانا وہاں تجھے تیرا منہ مانگا پیسا ملے گا۔

۳۱۔ جِبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ،حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ خُرَّزَاذَ،قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ مِهْرَانَ،عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ: اشْتَرَوْا عَسْكَراً بِسَبْعِمائَةِ دِرْهَمٍ وَ كَانَ شَيْطَاناً.

ابو بصیر نے امام باقرؑ سے نقل کیا کہ انہوں نے عسکر کو ۷۰۰ درہم کا خریدا اور وہ حقیقت میں شیطان تھا۔

سلمان کا نسب نامہ

۳۲۔ حَمْدَوَيْهِ بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنْ حَنَانِ بْنِ سَدِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ: جَلَسَ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِ[۸۱] رَسُولِاللَّهِ (ص) يَنْتَسِبُونَ وَ فِيهِمْ سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ، وَ أَنَّ عُمَرَ سَأَلَهُ عَنْ نَسَبِهِ وَ أَصْلِهِ فَقَالَ أَنَا سَلْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ كُنْتُ ضَالًّا فَهَدَانِيَ اللَّهُ بِمُحَمَّدٍ وَ كُنْتُ عَائِلًا فَأَغْنَانِيَ اللَّهُ بِمُحَمَّدٍ وَ كُنْتُ مَمْلُوكاً فَأَعْتَقَنِيَ اللَّهُ بِمُحَمَّدٍ فَهَذَا حَسَبِي وَ نَسَبِي. ثُمَّ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) فَحَدَّثَهُ سَلْمَانُ وَ شَكَا إِلَيْهِ مَا لَقِيَ مِنَ الْقَوْمِ وَ مَا قَالَ لَهُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ (ص) يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ إِنَّ حَسَبَ الرَّجُلِ دِينُهُ، وَ مُرُوَّتُهُ خُلُقُهُ، وَ أَصْلُهُ عَقْلُهُ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَ أُنْثَىٰ وَ جَعَلْنَاكُمْ شُعُوباً

---

[۸۱]۔رجال الکشی، ص: ۱۴

وَ قَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ،[۸۲] يَا سَلْمَانُ لَيْسَ لِأَحَدٍ مِنْ هَؤُلَاءِ عَلَيْكَ فَضْلٌ إِلَّا بِتَقْوَى اللَّهِ وَ إِنْ كَانَ التَّقْوَى لَكَ عَلَيْهِمْ فَأَنْتَ أَفْضَلُ.

سدیر نے امام باقرؑ سے نقل کیا کہ ایک دفعہ مسجد میں چند صحابہ اپنے نسب کا ذکر کر رہے تھے اور اس پر فخر کر رہے تھے حضرت سلمان بھی اس جماعت میں موجود تھے حضرت عمر نے ان کی طرف رخ کیا اور انکے نسب کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا میں سلمان بن عبداللہ ہوں میں گمراہ تھا خدا نے مجھے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں ہدایت دی، میں فقیر و محتاج تھا خدا نے مجھے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں بے نیاز کیا اور میں غلام تھا خدا نے مجھے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں آزاد کیا، یہ میرا حسب و نسب ہے اور پھر رسول اکرمؐ تشریف لائے تو سلمان نے انہیں یہ واقعہ سنایا اور اس گروہ کی طرف سے پہنچنے والی اذیت اور اپنے جواب کا ذکر کیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے گروہ قریش! بتحقیق انسان کا حسب اس کا دین، اسکی مروّت اس کا اخلاق اور اس کی اصل و بنیاد اسکی عقل ہے جیسا کے خدا تعالی نے فرمایا: بے شک ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہارے گروہ اور قبیلے بنائے تاکہ تم پہچانے جاو، بے شک خدا کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی ہے، اے سلمان، ان میں سے کسی کو تجھ پر کوئی فضیلت حاصل نہیں مگر تقوا کے ساتھ اور اگر تیرا تقوا ان سے زیادہ ہو تو تو ان سے افضل ہے۔

۳۳۔ جِبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْآدَمِيُّ سَهْلُ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ مُنَخَّلٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ: دَخَلَ أَبُو ذَرٍّ عَلَى سَلْمَانَ وَ هُوَ

---

[۸۲] حجرات، ۱۳۔

يَطْبُخُ قدراً لَهُ، فَبَيْنَا هُمَا يَتَحَدَّثَانِ إِذَا انْكَبَّتِ الْقدْرُ عَلَى وَجْهِهَا عَلَى الْأَرْضِ فَلَمْ يَسْقُطْ مِنْ مَرَقِهَا وَ لَا مِنْ وَدَكِهَا شَيْءٌ، فَعَجِبَ مِنْ ذَلِكَ أَبُو ذَرٍّ عَجَباً شَدِيداً، وَ أَخَذَ سَلْمَانُ الْقدرَ فَوَضَعَهَا عَلَى حَالِهَا الْأَوَّلِ عَلَى النَّارِ ثَانِيَةً، وَ أَقْبَلَا يَتَحَدَّثَانِ، فَبَيْنَا هُمَا كَذَلِكَ إِذَا انْكَبَّتِ الْقدْرُ عَلَى وَجْهِهَا، فَلَمْ يَسْقُطْ مِنْهَا شَيْءٌ مِنْ مَرَقِهَا وَ لَا مِنْ وَدَكِهَا، قَالَ فَخَرَجَ أَبُو ذَرٍّ وَ هُوَ مَذْعُورٌ مِنْ عِنْدِ سَلْمَانَ، فَبَيْنَا هُوَ مُتَفَكِّرٌ إِذْ لَقِيَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ (ع) عَلَى الْبَابِ، فَلَمَّا أَنْ بَصُرَ بِهِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) قَالَ لَهُ: يَا أَبَا ذَرٍّ مَا الَّذِي أَخْرَجَكَ مِنْ عِنْدِ سَلْمَانَ[۸۳] وَ مَا الَّذِي أَذْعَرَكَ قَالَ لَهُ أَبُو ذَرٍّ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ رَأَيْتُ سَلْمَانَ صَنَعَ كَذَا وَ كَذَا فَعَجِبْتُ مِنْ ذَلِكَ! فَقَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) يَا أَبَا ذَرٍّ إِنَّ سَلْمَانَ لَوْ حَدَّثَكَ بِمَا يَعْلَمُ لَقُلْتَ رَحِمَ اللَّهُ قَاتِلَ سَلْمَانَ، يَا أَبَا ذَرٍّ إِنَّ سَلْمَانَ بَابُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ مَنْ عَرَفَهُ كَانَ مُؤْمِناً وَ مَنْ أَنْكَرَهُ كَانَ كَافِراً، وَ إِنَّ سَلْمَانَ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ.

جابر نے امام باقرؑ سے نقل کیا کہ حضرت ابوذر سلمان کے پاس آئے جب وہ ہنڈیا پکا رہے تھے ،وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ اچانک ہنڈیا زمین پر الٹ گئی، مگر اس سے کوئی چیز زمین پر نہ گری تو ابوذر کو بہت تعجب ہوا، حضرت سلمان نے دوبارہ اسے آگ پر رکھ دیا اور دوبارہ باتیں کرنے لگے ابھی وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ دوبارہ ہنڈیا زمین پر الٹ گئی مگر اس سے کوئی چیز زمین پر نہ گری۔

۸۳۔رجال الکشی، ص: ۱۵

حضرت ابوذر ڈر کر ان کے پاس سے نکل آئے، ابھی وہ سوچ رہے تھے کہ دروازے پر امیرَ المُؤمِنینَ (ع) انہیں ملے، جب امام نے انہیں دیکھا تو فرمایا اے ابوذر! سلمان کے پاس سے کیوں نکلے ہو اور ڈر کس بات کا؟! ابوذر نے کہا میں سلمان کو دیکھا کہ اس نے اس طرح کیا تو مجھے تعجب ہوا تو امیرَ المُؤمِنینَ (ع) نے فرمایا: اے ابوذر! سلمان زمین میں باب خدا ہے جس نے اس کی معرفت حاصل کی وہ مومن ہے ہور جس نے اس کا انکار کیا وہ کافر ہے اور سلمان ہم اہل بیت میں سے ہے۔

۳۴۔ طَاهِرُ بْنُ عِيسَى الْوَرَّاقِ الْكَشِّيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَيُّوبَ التَّاجِرُ السَّمَرْقَنْدِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ شُجَاعٍ، عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ أَحْمَدَ بْنِ حَمَّادٍ الْمَرْوَزِيِّ، عَنِ الصَّادِقِ (ع) أَنَّهُ قَالَ فِي الْحَدِيثِ الَّذِي رُوِيَ فِيهِ أَنَّ سَلْمَانَ كَانَ مُحَدَّثاً، قَالَ: إِنَّهُ كَانَ مُحَدَّثاً عَنْ إِمَامِهِ لَا يَجُوزُ بِهِ لِأَنَّهُ لَا يُحَدَّثُ عَنِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ إِلَّا الْحُجَّةُ.

احمد بن حماد مروزی نے امام صادقؑ سے نقل کیا کہ آپ نے ایک حدیث میں فرمایا: سلمان محدّث تھا یعنی وہ اپنے امام سے اطاعت کرتا تھا اور ان سے تجاوز نہیں کرتا تھا کیونکہ خدا کی طرف سے کسی سے ملائکہ کلام نہیں کرتے مگر جو حجت ہو۔

۳۵۔ طَاهِرُ بْنُ عِيسَى، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي الشُّجَاعِيُّ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، يَرْفَعُهُ، قَالَ خَطَبَ سَلْمَانُ إِلَى عُمَرَ فَرَدَّهُ، ثُمَّ نَدِمَ فَعَادَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: إِنَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أَعْلَمَ ذَهَبَتْ حَمِيَّةُ الْجَاهِلِيَّةِ عَنْ قَلْبِكَ أَمْ هِيَ كَمَا هِيَ.

سلمان نے عمر سے رشتہ مانگا مگر انہوں نے ردّ کر دیا پھر پشیمان ہوئے اور لوٹ کر اس کے پاس گئے اور کہا: میں تو یہ جاننا چاہتا تھا کہ تیرے دل سے جاہلیت کی حمیت و قوم پرستی گئی ہے یا ابھی ویسی ہی باقی ہے۔

۳۶۔ حَمْدَوَیْه بْنُ نُصَیْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی الْعُبَیْدِیُّ، عَنْ یُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ الْمُخْتَارِ، عَنْ أَبِی بَصِیرٍ، عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّه (ع) قَالَ: کَانَ وَ اللَّه عَلِیٌّ مُحَدَّثاً وَ کَانَ سَلْمَانُ مُحَدَّثاً، قُلْتُ[۸۴] اشْرَحْ لِی! قَالَ یَبْعَثُ اللَّهُ إِلَیْهِ مَلَکاً یَنْقُرُ فِی أُذُنِه یَقُولُ کَیْتَ وَ کَیْتَ.

ابو بصیر نے امام صادقؑ سے نقل کیا خدا کی قسم امام علیؑ اور سلمان محدّث تھے، راوی کہتا ہے؛ میں نے عرض کی؛ اس کی وضاحت فرمایئے، آپ نے فرمایا: خدا ان کے پاس ایک فرشتے کو بھیجا کرتا جو ان کے کان میں امور کو القاء کرتا تھا۔

۳۷۔ جِبْرِیلُ بْنُ أَحْمَدَ، حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِیسَی، عَنْ حَرِیزٍ، عَنِ الْفُضَیْلِ بْنِ یَسَارٍ، عَنْ أَبِی جَعْفَرٍ (ع) قَالَ قَالَ لِی تَرْوِی مَا یَرْوِی النَّاسُ أَنْ عَلِیّاً (ع) قَالَ فِی سَلْمَانَ أَدْرَکَ عِلْمَ الْأَوَّلِ وَ عِلْمَ الْآخِرِ قُلْتُ نَعَمْ. قَالَ فَهَلْ تَدْرِی مَا عَنَی قُلْتُ یَعْنِی عِلْمَ بَنِی إِسْرَائِیلَ وَ عِلْمَ النَّبِیِّ (ص). فَقَالَ لَیْسَ هَکَذَا یَعْنِی، وَ لَکِنْ عِلْمَ النَّبِیِّ (ص) وَ عِلْمَ عَلِیٍّ (ع) وَ أَمْرَ النَّبِیِّ (ص) وَ أَمْرَ عَلِیٍّ (ع).

---

[۸۴]۔ رجال الکشی، ص: ۱۶

فضیل بن یسار نے امام باقرؑ سے نقل کیا کہ امام نے اس سے پوچھا کیا تو بھی وہ روایت نقل کرتا ہے کہ امام علیؑ نے سلمان کے متعلق فرمایا کہ اس نے علم اولین و آخرین کو درک کیا، راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کی : ہاں مولا، فرمایا کیا تجھے اس کی مراد کا علم ہے ، راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کی :اس سے بنی اسرائیل و نبی اکرمؐ کا علم مراد ہے فرمایا، ایسا نہیں ہے بلکہ نبی اکرمؐ اور امام علیؑ کا علم اور ان کا امر مراد ہے۔

۳۸۔ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُتَيْبِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو مُحَمَّدٍ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ قَالَ سَلْمَانُ، قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ (ص) إِذَا حَضَرَكَ أَوْ أَخَذَكَ الْمَوْتُ حَضَرَ أَقْوَامٌ يَجِدُونَ الرِّيحَ وَ لَا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ، ثُمَّ أَخْرَجَ صُرَّةً مِنْ مِسْكٍ فَقَالَ هِبَةٌ أَعْطَانِيهَا رَسُولُ اللَّهِ (ص) قَالَ ثُمَّ بَلَّهَا وَ نَضَحَهَا حَوْلَهُ، ثُمَّ قَالَ لِامْرَأَتِهِ قُومِي أَجِيفِي الْبَابَ! فَقَامَتْ فَأَجَافَتِ الْبَابَ فَرَجَعَتْ وَ قَدْ قُبِضَ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ).

عمر بن یزید نے نقل کیا کہ سلمان نے فرمایا کہ نبی اکرمؐ نے مجھ سے ارشاد فرمایا : جب تیری موت واقع ہو گی تو ایسی اقوام موجود ہونگی جو بو سونگھیں گی مگر کھانا نہیں کھائیں گیں، پھر مسک کی ایک تھیلی نکالی اور فرمایا یہ مجھے نبی اکرمؐ نے دی تھی ، پھر اسے بھگویا اور اپنے گرد اگرد پھینک دیا اور اپنی بیوی سے کہا اٹھ کر دروازہ بند کر دے، تو اس نے ایسا ہی کیا، جب لوٹی تو انؓ کی روح قبض ہو چکی تھی۔

حُكِيَ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ، أَنَّهُ قَالَ: مَا نَشَأَ فِي الْإِسْلَامِ رَجُلٌ مِنْ كَافَّةِ النَّاسِ كَانَ أَفْقَهَ مِنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ۔

اور فَضْل بْن شَاذَان سے نقل ہوا کہ اسلام میں کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہوا جو سلمان فارسی سے بڑھ کر فقیہ ہو۔

۳۹۔ أَبُو صَالِحٍ خَلَف بْنِ حَمَّادٍ الْكَشِّيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ طَلْحَةَ الْمَرْوَزِيُّ، يَرْفَعُهُ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُمَرَ الْيَمَانِيِّ، عَنْ[85] أَبِيعَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ: تَزَوَّجَ سَلْمَانُ امْرَأَةً مِنْ كِنْدَةَ فَدَخَلَ عَلَيْهَا فَإِذَا لَهَا خَادِمَةٌ وَ عَلَى بَابِهَا عَبَاءَةٌ، فَقَالَ سَلْمَانُ إِنَّ فِي بَيْتِكُمْ هَذَا لَمَرِيضاً أَوْ قَدْ تَحَوَّلَتِ الْكَعْبَةُ فِيهِ فَقِيلَ إِنَّ الْمَرْأَةَ أَرَادَتْ أَنْ تَسْتُرَ عَلَى نَفْسِهَا فِيهِ. قَالَ: فَمَا هَذِهِ الْجَارِيَةُ قَالُوا كَانَ لَهَا شَيْءٌ فَأَرَادَتْ أَنْ تُخْدَمَ. قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ (ص) يَقُولُ- أَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ عِنْدَهُ جَارِيَةٌ فَلَمْ يَأْتِهَا أَوْ لَمْ يُزَوِّجْهَا مَنْ يَأْتِيهَا ثُمَّ فَجَرَتْ كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَ مَنْ أَقْرَضَ قَرْضاً فَكَأَنَّمَا تَصَدَّقَ بِشَطْرِهِ، فَإِنْ أَقْرَضَهُ الثَّانِيَةَ كَانَ بِرَأْسِ الْمَالِ وَ أَدَاءُ الْحَقِّ إِلَى صَاحِبِهِ أَنْ يَأْتِيَهُ بِهِ فِي بَيْتِهِ أَوْ فِي رَحْلِهِ فَيَقُولَ هَا وَ خُذْهُ.

ابراہیم بن عمر یمانی نے امام باقرؑ سے نقل کیا کہ سلمان نے بنی کندہ کی ایک عورت سے شادی کی ،اس کے پاس گئے تو متوجہ ہوئے کہ اس کی ایک خادمہ ہے اور اس کے دروازے پر ایک عباء لٹک رہی ہے فرمایا: کیا تمہارے گھر میں یہ مریض ہے ، تو کہا گیا کہ عورت نے اپنے آپ کو اس میں چھپانا چاہا ہے ،فرمایا یہ کنیز کیسی ہے ؟انہوں نے کہا اس عورت کو اس کی ضرورت تھی یہ اس کی خدمت کرتی تھی،فرمایا میں نے نبی اکرمؐ سے سنا: جس شخص کے پاس کنیز ہو وہ

---

[85]۔رجال الکشی، ص: ۱۷

اس سے ہمبستری نہ کرے یا ایسے شخص سے شادی نہ کرائے جو اس سے ہمبستری کرے پھر وہ کنیز زنا کی مرتکب ہو تو اس شخص پر اس کا گناہ ہوگا اور جس نے کسی کو قرض دیا گویا اس نے ایک حصہ صدقہ کیا اور اگر دوبارہ صدقہ دیا تو گویا دوبارہ صدقہ کیا اور صاحب حق کو اس کا حق ادا کرنے کے لیے اس کے گھر یا منزل پہ جائے اور کہے: یہ لیجیئے اپنا مال۔

۴۰۔ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ یَزْدَادَ الرَّازِیُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ الْحَدَّاد، عَنْ مَسْعَدَةَ بْنِ صَدَقَةَ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِیهِ (ع) قَالَ ذُکِرَتِ التَّقِیَّةُ یَوْماً عِنْدَ عَلِیٍّ (ع) فَقَالَ: إِنْ عَلِمَ أَبُو ذَرٍّ مَا فِی قَلْبِ سَلْمَانَ لَقَتَلَهُ وَ قَدْ آخَی رَسُولُ اللَّهِ بَیْنَهُمَا، فَمَا ظَنُّکَ بِسَائِرِ الْخَلْقِ.

مسعدہ بن صدقہ نے امام صادقؑ کے واسطے سے امام باقرؑ سے نقل کیا کہ ایک دن امام علیؑ کے پاس تقیہ کا ذکر ہوا تو فرمایا اگر ابوذر کو سلمان کے دل کا حال معلوم ہو جائے تو وہ اسے قتل کر دے حالانکہ رسول اکرمؐ نے ان دونوں میں بھائی چارہ قائم کیا تھا تو باقی مخلوق پر تمہارا کیا گمان ہے؟!

۴۱۔ حَمْدَوَیْه وَ إِبْرَاهِیمُ ابْنَا نُصَیْرٍ، قَالا حَدَّثَنَا أَیُّوبُ بْنُ نُوحٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ یَحْیَی، عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَیْدٍ، عَنْ إِبْرَاهِیمَ بْنِ أَبِی یَحْیَی، عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) الْمَیْثَبِ هُوَ الَّذِی کَاتَبَ عَلَیْهِ سَلْمَانُ فَأَفَاءَهُ اللَّهُ عَلَی رَسُولِه فَهُوَ[۸۶] فِی صَدَقَتِهَا، یَعْنِی صَدَقَةَ فَاطِمَةَ عَلَیْهَا السَّلَامُ. ابراہیم بن ابی یحیٰی نے امام صادقؑ سے نقل کیا کہ میثب وہ جگہ ہے جس پر سلمان نے اپنی آزادی کا معاملہ کیا تھا پھر خدا نے اسے اپنے رسولؐ

[۸۶]۔ رجال الکشی، ص: ۱۸

کے لیے فیء قرار دیا تو وہ آپ کے صدقات میں سے ہے یعنی حضرت فاطمہؑ کے صدقہ میں سے ہے۔

۴۲۔ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَ هُوَ غَالٍ، قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِيُّ وَ هُوَ مُتَّهَمٌ، قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ هِلَالٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَكِيمٍ، قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) سَلْمَانُ، فَقَالَ: ذَلِكَ سَلْمَانُ الْمُحَمَّدِيُّ، إِنَّ سَلْمَانَ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ، إِنَّهُ كَانَ يَقُولُ لِلنَّاسِ: هَرَبْتُمْ مِنَ الْقُرْآنِ إِلَى الْأَحَادِيثِ، وَجَدْتُمْ كِتَاباً رَقِيقاً حُوسِبْتُمْ فِيهِ عَلَى النَّقِيرِ وَ الْقِطْمِيرِ وَ الْفَتِيلِ وَ حَبَّةِ خَرْدَلٍ فَضَاقَ ذَلِكَ عَلَيْكُمْ وَ هَرَبْتُمْ إِلَى الْأَحَادِيثِ الَّتِي اتَّسَعَتْ عَلَيْكُمْ.

محمد بن حکیم نے کہا کہ امام باقرؑ کے پاس سلمان کا ذکر ہوا تو فرمایا وہ سلمان محمدی تھا، ہم اہل بیت میں سے تھا، وہ لوگوں سے کہا کرتا کہ تم قرآن سے بھاگ کر احادیث کی طرف آئے ہو تمہیں ایک چھوٹی سی کتاب ملی جس میں ذرہ برابر چیزوں کا حساب رکھا جاتا ہے تو اس سے تمہیں تنگی ہوئی اور تم ان احادیث کی طرف بھاگنے لگے جو تمہارے لیے وسعت پیدا کرتی ہیں۔

۴۳۔ آدَمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَلَانِسِيُّ الْبَلْخِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ الدَّقَّاقُ النَّيْسَابُورِيُّ، قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْعَطَّارُ، قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ: مَرَّ سَلْمَانُ عَلَى الْحَدَّادِينَ بِالْكُوفَةِ وَ إِذَا شَابٌّ قَدْ صُرِعَ وَ

النَّاسُ قَد اجْتَمَعُوا حَوْلَهُ. فَقَالُوا يَا أَبَا عَبْدِ اللَّه هَذَا الشَّابُّ قَدْ صُرِعَ فَلَوْ جِئْتَ فَقَرَأْتَ فِی أُذُنه! قَالَ، فَجَاءَ سَلْمَانُ فَلَمَّا دَنَا مِنْهُ رَفعَ الشَّابُّ رَأْسَهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ اللَّه لَيْسَ فِیَّ شَیْءٌ مِمَّا يَقُولُ هَؤُلَاء، لَكِنِّی مَرَرْتُ بِهَؤُلَاء، الْحَدَّادِينَ وَ هُمْ يَضْرِبُونَ بِالْمَرَازِبِ فَذَكَرْتُ قَوْلَ اللَّه تَعَالَى وَ لَهُمْ مَقٰامِعُ مِنْ حَدِيدٍ[۸۷] قَالَ، فَدَخَلَتْ فِی قَلْبِ سَلْمَانَ مِنَ الشَّابِّ مَحَبَّةٌ فَاتَّخَذَهُ أَخاً، فَلَمْ يَزَلْ [۸۸]مَعَهُ حَتَّى مَرِضَ الشَّابُّ، فَجَاءَهُ سَلْمَانُ فَجَلَسَ عِنْدَ رَأْسِه وَ هُوَ فِی الْمَوْت. فَقَالَ: يَا مَلَکَ الْمَوْتِ ارْفُقْ بِأَخِی فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّه إِنِّی بِكُلِّ مُؤْمِنٍ رَفِيقٌ.

عمر بن یزید نے امام صادقؑ سے نقل کیا کہ حضرت سلمان کوفہ میں لوہاروں کے بازار سے گزرے ،وہاں ایک جوان گرا ہوا تھا اور لوگ اس کے گرد جمع تھے تو لوگوں نے کہا اے ابو عبداللہ ! یہ جوان گرا ہوا ہے اس کے کان میں کچھ پڑھو،جب حضرت سلمان اس جوان کے قریب ہوئے اس نے اپنا سر اٹھایا اور انہیں دیکھ کر کہا،اے ابو عبداللہ ! مجھے ایسا کچھ نہیں جو یہ لوگ سمجھ رہے ہیں ،بلکہ میں انکے پاس سے گزرا جبکہ یہ لوہے کے ہتھوڑے و گرز مار رہے تھے تو مجھے وہ آیت یاد آگئی جس میں آخرت کے گرزوں کا ذکر ہے ،اس بات کی وجہ سے حضرت سلمان کو اس جوان سے عقیدت ہو گئی اور اس کو اپنا بھائی بنالیا اس کے ساتھ رہے حتی وہ جوان بیمار ہوا تو حضرت سلمان اس کے پاس مرض الموت کے وقت آئے اور فرمایا:

۸۷۔حج،۲۱۔

۸۸۔رجال الکشی، ص: ۱۹

اے ملک الموت، میرے بھائی سے نرمی کر، اس نے جواب دیا: اے ابو عبداللہ! میں ہر مومن سے نرمی کرتا ہوں۔

۴۴۔ نَصْرُ بْنُ صَبَّاحٍ الْبَلْخِيُّ أَبُو الْقَاسِمِ، قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَنْصُورٍ، قَالَ قُلْتُ لِلصَّادِقِ (ع) أَ كَانَ سَلْمَانُ مُحَدَّثاً قال نَعَمْ. قُلْتُ مَنْ يُحَدِّثُهُ قَالَ مَلَكٌ كَرِيمٌ. قُلْتُ فَإِذَا كَانَ سَلْمَانُ كَذَا فَصَاحِبُهُ أَيُّ شَيْءٍ هُوَ قَالَ أَقْبِلْ عَلَى شَأْنِكَ.

حسن بن منصور کہتا ہے میں نے امام صادقؑ سے سوال کیا کہ آیا حضرت سلمان محدّث تھے ،فرمایا ہاں، راوی کہتا ہے میں نے عرض کی ان سے کون باتیں کرتا تھا فرمایا ایک کریم فرشتہ، راوی کہتا ہے میں نے عرض کی، جب حضرت سلمان کا یہ مقام ہے تو ان کے امام کا کیا مرتبہ ہوگا، تو امام نے فرمایا، اپنی حد میں رہو۔

۴۵۔ عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مِهْرَانَ، قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّوَّافُ، قَالَ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ، عَنِ النَّهَّاسِ بْنِ قَهْمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، قَالَ دَخَلَ سَلْمَانُ عَلَى رَجُلٍ مِنْ إِخْوَانِهِ فَوَجَدَهُ فِي السِّيَاقِ، فَقَالَ: يَا مَلَكَ الْمَوْتِ ارْفُقْ بِصَاحِبِنَا! قَالَ، فَقَالَ الْآخَرُ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ إِنَّ مَلَكَ الْمَوْتِ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَ هُوَ يَقُولُ– لَا وَ عِزَّةِ هَذَا الْبِنَاءِ لَيْسَ إِلَيْنَا شَيْءٌ.

عمرو بن عثمان نے کہا: حضرت سلمان اپنے ایک بھائی کے پاس مرض الموت کے وقت آئے اور فرمایا: اے ملک الموت، میرے بھائی سے نرمی کر، تو جواب ملا: اے ابو عبداللہ ! ملک الموت تجھے سلام کہتا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اس گھر کی قسم ہمیں کوئی اختیار نہیں ہے۔

۴۶۔ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، شَيْخٌ مِنْ جُرْجَانَ عَامِيٌّ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي قَيْسٍ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ نَجَبَةَ الْفَزَارِيِّ، قَالَ لَمَّا أَتَانَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ قَادِماً، تَلَقَّيْتُهُ فِيمَنْ تَلَقَّاهُ فَسَارَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى كَرْبَلَاءَ فَقَالَ مَا تُسَمُّونَ هَذِهِ قَالُوا كَرْبَلَاءَ. فَقَالَ هَذِهِ مَصَارِعُ إِخْوَانِي هَذَا مَوْضِعُ رِحَالِهِمْ[۸۹] وَ هَذَا مُنَاخُ رِكَابِهِمْ وَ هَذَا مُهَرَاقُ دِمَائِهِمْ قُتِلَ بِهَا خَيْرُ الْأَوَّلِينَ وَ يُقْتَلُ بِهَا خَيْرُ الْآخِرِينَ، ثُمَّ سَارَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى حَرُورَاءَ، فَقَالَ مَا تُسَمُّونَ هَذِهِ الْأَرْضَ قَالُوا حَرُورَاءَ. فَقَالَ حَرُورَاءُ خَرَجَ بِهَا شَرُّ الْأَوَّلِينَ وَ يَخْرُجُ بِهَا شَرُّ الْآخِرِينَ، ثُمَّ سَارَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى بَانِقْيَا وَ بِهَا جِسْرُ الْكُوفَةِ الْأَوَّلُ، فَقَالَ مَا تُسَمُّونَ هَذِهِ قَالُوا بَانِقْيَا، ثُمَّ سَارَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى الْكُوفَةِ قَالَ هَذِهِ الْكُوفَةُ قَالُوا نَعَمْ. قَالَ قُبَّةُ الْإِسْلَامِ.

مسیب بن نجبہ فزاری کہتا ہے کہ جب حضرت سلمان ہمارے پاس تشریف لائے تو میں بھی ان کے استقبال کے لیے جانے والوں میں سے تھا، جب وہ زمین کربلا میں پہنچے تو پوچھا تم اس جگہ کا کیا نام بولتے ہو؟ جواب ملا؛ کربلا، تو کہنے لگے یہ ہمارے بھائیوں کی قتل گاہیں ، انکی

[۸۹]۔ رجال الکشی، ص: ۲۰

سواریاں رکنے کی جگہ اور انکے خون بہائے جانے کا مقام ہے اس میں اولین میں سے بہترین شخص قتل ہوا اور آخرین کا بہترین شخص قتل ہوگا، پھر چلے اور جب حروراء کے مقام پر پہنچے تو فرمایا تم اس جگہ کا کیا نام بولتے ہو؟ جواب ملا؛ حروراء، تو کہنے لگے؛ یہاں اولین کے بدترین شخص نے خروج کیا اور آخرین کا بدترین شخص خروج کریگا، پھر چلے اور جب بانقیا کے مقام پر پہنچے تو فرمایا تم اس جگہ کا کیا نام بولتے ہو؟ جواب ملا؛ بانقیا، پھر چلے اور جب کوفہ پہنچے تو فرمایا ؛یہ کوفہ ہے، لوگوں نے جواب دیاہاں، فرمایا: یہ اسلام کا قبّہ ہے۔

حضرت سلمان کا خطبہ

۴۷۔ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنُ بْنُ إِشْكِيب، قَالَ أَخْبَرَنِی الْحَسَنُ بْنُ خُرَّزَاذَ الْقُمِّیُّ، قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادٍ السَّاسِیُّ، عَنْ صَالِحِ بْنِ فَرَجٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ الْمُعَدِّلِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ خَطَبَ سَلْمَانُ فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِی هَدَانِی لِدِينِهِ بَعْدَ جُحُودِی لَهُ، إِذْ أَنَا مُذَكٍّ لِنَارِ الْكُفْرِ أُهِلُّ لَهَا نَصِيباً وَ آتِيتُ لَهَا رِزْقاً، حَتَّى أَلْقَى اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ فِی قَلْبِی حُبَّ تِهَامَةَ فَخَرَجْتُ جَائِعاً ظَمْآنَ، قَدْ طَرَدَنِی قَوْمِی وَ أَخْرَجْتُ مِنْ مَالِی وَ لَا حَمُولَةَ تَحْمِلُنِی وَ لَا مَتَاعَ يُجَهِّزُنِی وَ لَا مَالَ يُقَوِّينِی، وَ كَانَ مِنْ شَأْنِی مَا قَدْ كَانَ، حَتَّى أَتَيْتُ مُحَمَّداً (ص) فَعَرَفْتُ مِنَ الْعِرْفَانِ مَا كُنْتُ أَعْلَمُهُ وَ رَأَيْتُ مِنَ الْعَلَامَةِ مَا أُخْبِرْتُ بِهَا، فَأَنْقَذَنِی بِهِ مِنَ النَّارِ فَبِنْتُ مِنَ الدُّنْيَا عَلَى الْمَعْرِفَةِ[90] الَّتِی دَخَلْتُ عَلَيْهَا فِی الْإِسْلَامِ.

---

[90]۔رجال الکشی، ص: ۲۱

عبداللہ بن سنان نے امام صادقؑ سے نقل کیا کہ حضرت سلمان نے خطبہ دیا، فرمایا: میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے میرے انکار کے باوجود مجھے اپنے دین کی ہدایت کی جب میں کفر کی آگ جلایا کرتا تھا اور اسکے مسلسل جلنے کا انتظام کرتا تھا اور اس کے لیے حصے لایا کرتا تھا، حتی خدا نے میرے دل میں تہامہ کی محبت ڈال دی تو میں بھوک پیاس کی حالت میں نکل پڑا جبکہ میری قوم نے مجھے دھتکار دیا، میں نے اپنے اموال کو چھوڑا، میرے پاس نہ سواری تھی، اور نہ مال و متاع جو مجھے تجہیز و تقویت دے، یہ میری حالت تھی حتی میں محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس آیا اور ان کی معرفت حاصل کی جن طریقوں سے میں ان کو جان سکتا تھا اور ان میں وہ علامت دیکھی جس کی مجھے خبر دی گئی تھی، تو آپ نے مجھے آگ سے نجات دی تو میں نے اس معرفت کی بنیاد پر دنیا کو چھوڑ دیا جس کی وجہ سے میں اسلام میں داخل ہوا تھا۔

أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ اسْمَعُوا مِنْ حَدِيثِي ثُمَّ اعْقِلُوهُ عَنِّي! قَدْ أُوتِيتُ الْعِلْمَ كَثِيراً وَ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ بِكُلِّ مَا أَعْلَمُ لَقَالَتْ طَائِفَةٌ مَجْنُونٌ وَ قَالَتْ طَائِفَةٌ أُخْرَى اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِقَاتِلِ سَلْمَانَ. أَلَا إِنَّ لَكُمْ مَنَايَا تَتْبَعُهَا بَلَايَا، فَإِنَّ عِنْدَ عَلِيٍّ (ع) عِلْمَ الْمَنَايَا وَ عِلْمَ الْوَصَايَا وَ فَصْلَ الْخِطَابِ عَلَى مِنْهَاجِ هَارُونَ بْنِ عِمْرَانَ، قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ (ص) أَنْتَ وَصِيِّي وَ خَلِيفَتِي فِي أَهْلِي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى، وَ لَكِنَّكُمْ أَصَبْتُمْ سُنَّةَ الْأَوَّلِينَ وَ أَخْطَأْتُمْ سَبِيلَكُمْ، وَ الَّذِي نَفْسُ سَلْمَانَ بِيَدِهِ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقاً عَنْ طَبَقٍ سُنَّةَ بَنِي إِسْرَائِيلَ الْقُذَّةَ بِالْقُذَّةِ. أَمَا وَ اللَّهِ لَوْ وَلَّيْتُمُوهَا عَلِيّاً لَأَكَلْتُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ، فَأَبْشِرُوا بِالْبَلَاءِ وَ اقْنَطُوا مِنَ الرَّجَاءِ وَ نَابَذْتُكُمْ عَلَى سَوَاءٍ وَ انْقَطَعَتِ الْعِصْمَةُ فِيمَا بَيْنِي وَ بَيْنَكُمْ مِنَ الْوَلَاءِ.

أَمَا وَ اللَّهِ لَوْ أَنِّي أَدْفَعُ ضَيْماً أَوْ أُعِزُّ لِلَّهِ دِيناً لَوَضَعْتُ سَيْفِي عَلَى عَاتِقِي ثُمَّ لَضَرَبْتُ بِهِ قُدُماً قُدُماً.

اے لوگو! میری بات سنو اور اسے اچھی طرح یاد رکھو مجھے بہت زیادہ علم دیا گیا اور اگر ان سب باتوں کی تمہیں خبر دوں تو ایک گروہ مجھے مجنون قرار دے اور دوسرا گروہ کہے کہ سلمان کے قاتل کو خدا بخشے، جان لو تمہارے لیے کچھ امیدیں ہیں جن کے بعد مصیبتیں ہیں، اور امام علیؑ کے پاس ہارُون بن عِمْرَان کے طریقے پر علم منایا، علم وصایا اور فصل خطاب موجود ہے ،رسول اکرمؐ نے ان سے فرمایا تو ہارُون بن عِمْرَان کی طرح میرے اہل بیت میں میرا وصی و میرا خلیفہ ہے، لیکن تم نے اولین کے طریقے کی پیروی کی اور اپنا راستہ چھوڑ دیا، اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں سلمان کی جان ہے، تم بنی اسرائیل کے طریقے کی حرف بحرف پیروی کرو گے، یاد رکھو اگر تم علیؑ کو اپنا امام و حاکم بنا لیتے تو تمہیں آسمان و زمین سے برکات نصیب ہوتیں، پس اب تمہیں مصیبتوں کی بشارت ہو اور ناامیدی شامل حال ہو، اور میں نے تمہیں آگاہ کر دیا اور اب تمہارے اور میرے درمیان کوئی رابطہ اخوت موجود نہیں ہے، خدا کی قسم! اگر میں کوئی ظلم دور کرتا ہوں یا دین کی عزت کے لیے کام کرتا ہوں تو مجھے اپنی تلوار کندھے پہ رکھنی ہوگی اور اسے قدم قدم پر چلانا ہوگا۔

أَلَا إِنِّي أُحَدِّثُكُمْ بِمَا تَعْلَمُونَ وَ مَا لَا تَعْلَمُونَ فَخُذُوهَا مِنْ سُنَّةِ السَّبْعِينَ بِمَا فِيهَا، أَلَا إِنَّ لِبَنِي أُمَيَّةَ فِي بَنِي هَاشِمٍ نَطَحَاتٍ وَ إِنَّ لِبَنِي أُمَيَّةَ مِنْ آلِ هَاشِمٍ نَطَحَاتٍ.[۹۱] أَلَا إِنَّ بَنِي أُمَيَّةَ كَالنَّاقَةِ الضَّرُوسِ تَعَضُّ بِفِيهَا وَ تَخْبِطُ بِيَدَيْهَا وَ تَضْرِبُ بِرِجْلِهَا وَ تَمْنَعُ دَرَّهَا. إِلَّا أَنَّهُ حَقٌّ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُذِلَّ نَادِيَهَا وَ أَنْ يُظْهِرَ

[۹۱] رجال الکشی، ص: ۲۲

عَلَيْهَا عَدُوَّهَا مَعَ قَذْفٍ مِنَ السَّمَاءِ وَ خَسْفٍ وَ مَسْخٍ وَ سُوءِ الْخُلُقِ حَتَّى أَنَّ الرَّجُلَ لَيَخْرُجُ مِنْ جَانِبِ حَجَلَتِهِ إِلَى صَلَاةٍ فَيَمْسُخُهُ اللَّهُ قِرْداً. إِلَّا وَ فِئَتَانِ تَلْتَقِيَانِ بِتِهَامَةَ كِلْتَاهُمَا كَافِرَتَانِ، إِلَّا وَ خَسَفَ بِكَلْبٍ وَ مَا أَنَا وَ كَلْبٌ، وَ اللَّهِ لَوْ لَا مَا: لَأَرَيْتُكُمْ مَصَارِعَهُمْ إِلَّا وَ هُوَ الْبَيْدَاءُ ثُمَّ يَجِيءُ مَا تَعْرِفُونَ.

جان لو کہ میں تمہیں ایسی باتیں بتا رہا ہوں کہ کچھ تم جانتے ہو اور کچھ نہیں جانتے، پس تم اولین کے ۷۰ افراد کے طریقے کو پکڑو، دیکھو بنی امیہ بنو ہاشم کے بہت قتل کریں گے ،اور بنی امیہ اس لمبے دانتوں والی اونٹنی کی مانند ہیں جو منہ سے کاٹتی ہے ،ہاتھوں سے زیان کرتی اور ٹانگیں مارتی ہے اور دودھ نہیں دیتی ، یاد رکھو خدا انکی مجلس اور اس کی ابتداء کرنے والے کو ذلیل کریگا اور ان پر ان کے دشمن کو غلبہ دے گا، آسمان سے پتھر برسا کر، زمین میں دھنسا کر، ان کو مسخ کر کے ،اور انکی بداخلاقی کے ذریعے، حتی یہ حالت ہو گی کہ ایک شخص اپنے گھر سے نماز کے لیے نکلے گا اور خدا اسے بندر کی شکل میں مسخ کردے گا، اور دو گروہ تہامہ میں لڑیں گے کہ دونوں ہی کافر ہونگے اور یاد رکھو کہ بنو کلب (لشکر سفیانی) زمین میں دھنس جائیں گے خدا کی قسم اگر وہ قسم نہ ہوتی تو میں تمہیں انکے گرنے کی جگہیں دکھا دیتا جو کہ بیداء کا مقام ہے اور اس کے بعد وہ (نجات دہندہ) آئے گا جسے تم جانتے ہو۔

فَإِذَا رَأَيْتُمْ أَيُّهَا النَّاسُ الْفِتَنَ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يَهْلِكُ فِيهَا الرَّاكِبُ الْمُوضِعُ وَ الْخَطِيبُ الْمِصْقَعُ وَ الرَّأْسُ الْمَتْبُوعُ: فَعَلَيْكُمْ بِآلِ مُحَمَّدٍ فَإِنَّهُمُ الْقَادَةُ إِلَى الْجَنَّةِ وَ الدُّعَاةُ إِلَيْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَ عَلَيْكُمْ بِعَلِيٍّ فَوَ اللَّهِ لَقَدْ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ بِالْوَلَاءِ مَعَ نَبِيِّنَا، فَمَا بَالُ الْقَوْمِ أَ حَسَدٌ قَدْ حَسَدَ قَابِيلُ هَابِيلَ أَوْ كُفْرٌ فَقَدِ ارْتَدَّ قَوْمُ مُوسَى عَنِ الْأَسْبَاطِ وَ يُوشَعَ وَ شَمْعُونَ وَ ابْنَيْ هَارُونَ شَبَّرَ وَ شَبِيرٍ وَ السَّبْعِينَ

الَّذينَ اتَّهَمُوا مُوسَى عَلَى قَتْلِ هَارُونَ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ مِنْ بَغْيِهِمْ، ثُمَّ بَعَثَهُمُ اللَّهُ أَنْبِيَاءَ مُرْسَلِينَ وَ غَيْرَ مُرْسَلِينَ، فَأَمْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ كَأَمْرِ بَنِي إِسْرَائِيلَ[۹۲].

اے لوگو! جب تم فتنوں کی اندھیری رات کو دیکھو جس میں تیز رو سوار، فصیح و بلیغ خطیب اور بڑے بڑے سردار ہلاک ہو جاتے ہوں تو آل محمدؑ کی پیروی کرنا کہ وہ قیامت تک جنت کے سردار اور اس کی طرف دعوت دینے والے ہیں، اور امام علیؑ کی پیروی کرنا، خدا کی قسم، ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ان پر ولایت اور حاکمیت کے عنوان سے سلام عقیدت پیش کیے، اس قوم کے کیوں حسد ہے، قابیل نے ہابیل سے حسد کیا یا ان لوگوں میں کفر ہے کہ موسیٰ کی قوم نے اسباط، یوشع، شمعون، ہارون کے بیٹوں شبیر و شبر کا انکار کیا اور وہ ۷۰ ایسے تھے جنہوں نے موسیٰ کو قتل ہارون سے متہم کیا تو ان کی اس بغاوت سے ان کو بجلی نے گرفت میں لے لیا پھر خدا نے ان کے ہاں نبی بھیجے بعض عہدہ رسالت پہ فائز تھے اور بعض فقط نبی تھے اور اس امت کا معاملہ بھی بنی اسرائیل کی طرح ہے۔

فَأَيْنَ يَذْهَبُ بِكُمْ مَا أَنَا وَ فُلَانٌ وَ فُلَانٌ وَيْحَكُمْ وَ اللَّهِ مَا أَدْرِي أَ تَجْهَلُونَ أَمْ تَتَجَاهَلُونَ أَمْ نَسِيتُمْ أَمْ تَتَنَاسَوْنَ! أَنْزِلُوا آلَ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ مَنْزِلَةَ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ بَلْ مَنْزِلَةَ الْعَيْنَيْنِ مِنَ الرَّأْسِ، وَ اللَّهِ لَتَرْجِعَنَّ كُفَّاراً يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ بِالسَّيْفِ يَشْهَدُ الشَّاهِدُ عَلَى النَّاجِي بِالْهَلَكَةِ وَ يَشْهَدُ النَّاجِي عَلَى الْكَافِرِ بِالنَّجَاةِ،

تو تمہیں یہ باتیں کہاں لے جاتی ہیں کہ میرا فلاں فلاں کیا ربط ہے؟ تمہارا برا ہو، خدا کی قسم! میں نہیں سمجھتا کہ تم جاہل ہو یا جہالت کا بہانہ کرتے ہو یا تم بھول گئے ہو یا بھول جانے کا بہانہ

[۹۲] رجال الکشی، ص: ۲۳

کرتے ہو، یاد رکھو آل محمدؑ کو اپنے بدن میں سر جیسا مقام دو بلکہ سر میں آنکھوں کی طرح عزیز جانو، خدا کی قسم تم کفر کی طرف لوٹ رہے ہو اور ایک دوسرے کی گردنیں مارو گے ،اور تمہارے گواہ نجات پانے والے کے خلاف ہلاکت و کفر کے فتوے داغیں گے، اور نجات پانے والے کافر پہ نجات کی گواہی دیں گے۔

أَلَا إِنِّی أَظْهَرْتُ أَمْرِی وَ آمَنْتُ بِرَبِّی وَ أَسْلَمْتُ بِنَبِیِّی وَ اتَّبَعْتُ مَوْلَایَ وَ مَوْلَی کُلِّ مُسْلِمٍ. بِأَبِی وَ أُمِّی قَتِیلُ کُوفَانَ یَا لَهْفَ نَفْسِی لِأَطْفَالٍ صِغَارٍ وَ بِأَبِی صَاحِبُ الْجَفْنَةِ وَ الْخِوَانِ نَكَّاحُ النِّسَاءِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ، أَلَا إِنَّ نَبِیَّ اللَّهِ نَحَلَهُ الْبَأْسَ وَ الْحَیَاءَ، وَ نَحَلَ الْحُسَیْنَ الْمَهَابَةَ وَ الْجُودَ، یَا وَیْحَ لِمَنِ احْتَقَرَهُ لِضَعْفِهِ وَ اسْتَضْعَفَهُ لِقِلَّتِهِ وَ ظُلِمَ مِنْ بَیْنَ وُلْدِهِ وَ كَانَ بِلَادُهُمْ عَامِرَ الْبَاقِینَ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ. أَیُّهَا النَّاسُ لَا تَكِلَّ أَظْفَارُكُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ وَ لَا تَسْتَغْشُوا صَدِیقَكُمْ فَیَسْتَحْوِذَ الشَّیْطَانُ عَلَیْكُمْ، وَ اللَّهِ لَتُبْتَلُنَّ بِبَلَاءٍ لَا تُغَیِّرُونَهُ بِأَیْدِیكُمْ إِلَّا إِشَارَةً بِحَوَاجِبِكُمْ، ثَلَاثَةً خُذُوهَا بِمَا فِیهَا وَ ارْجُوا رَابِعَهَا وَ مُوَافَاهَا.

جان لو میں نے اپنا معاملہ واضح کر دیا اور اپنے خدا پہ ایمان لایا اور اپنے نبیؐ کے امر کے سامنے سر تسلیم خم کیا، اور اپنے وہر مسلمان کے مولا و آقا کا پیروکار بنا، میرے ماں باپ قربان کوفہ کے شہید پہ، افسوس چھوٹے چھوٹے بچوں پہ، اور میرے ماں باپ قربان اس سخی و جواد امام حسن بن علیؑ پہ، جن کے دستر خوان مشہور ہیں وہ بیواوں کے سرپرست ہیں، جن کو نبی اکرم ﷺ نے اپنی جرات اور حیاداری ہبہ کی اور امام حسینؑ کو اپنی ہیبت و جود و سخا عطا کی ،برا ہو اسکا جو ان کو کمزوری کی وجہ سے حقیر قرار دے اور انکی قلّت کی وجہ سے ان کو کمزور سمجھے اور ان کو انکی اولاد کے سامنے ظلم کا نشانہ بنائے حالانکہ انکے شہر آل محمدؑ سے بچ جانے والے افراد

سے بھر جائیں گے۔اے لوگو! تم اپنے دشمنوں سے تلواریں مت روکنا اور اپنے دوستوں سے دھوکہ مت کھانا و گرنہ شیطان تم میں اپنے پنجے گاڑ کر تمہیں بے حواس کر دیگا، خدا کی قسم تم ضرور ایک ایسی مصیبت میں آزمائے جاو گے جسے تم اپنے ہاتھوں سے نہیں بدلو گے مگر اپنی آنکھوں کے اشارے کرو گے، تین میں جو ملے وہ لے لو اور چوتھے کی امید رکھو۔

بِأَبِی دَافِعُ الضَّیْمِ شَقَّاقُ بُطُونِ الْحَبَالَی وَ حَمَّالُ الصِّبْیَانِ عَلَی الرِّمَاحِ وَ مُغَلِّی الرِّجَالِ فِی الْقُدُورِ، أَمَا إِنِّی سَأُحَدِّثُکُمْ بِالنَّفْسِ الطَّیِّبَةِ الزَّکِیَّةِ وَ تَضْرِیحِ دَمِهِ بَیْنَ الرُّکْنِ وَ الْمَقَامِ الْمَذْبُوحِ کَذَبْحِ الْکَبْشِ[93]، یَا وَیْحَ لِسَبَایَا نِسَاءٍ مِنْ کُوفَانَ الْوَارِدُونَ الثُّوَیَّةَ الْمُسْتَسْعِدُونَ عَشِیَّةً وَ مِیعَادُ مَا بَیْنَکُمْ وَ بَیْنَ ذَلِکَ فِتْنَةٌ شَرْقِیَّةٌ سَتَسِیرُ مُوجِئاً هَاتِفاً یَسْتَغِیثُ مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ فَلَا تُغِیثُوهُ لَا أَغَاثَهُ اللَّهُ، وَ مَلْحَمَةٌ بَیْنَ النَّاسِ إِلَی أَنْ یَصِیرَ مَا ذُبِحَ عَلَی شَیْبَةِ الْمَقْتُولِ بِظَهْرِ الْکُوفَةِ وَ هِیَ کُوفَانَ یُوشِکُ أَنْ یُبْنَی جِسْرُهَا وَ تُبْنَی جَنْبَتُهَا حَتَّی یَأْتِیَ زَمَانٌ لَا یَبْقَی مُؤْمِنٌ إِلَّا بِهَا أَوْ یَحِنُّ إِلَیْهَا، وَ فِتْنَةٌ مَصْبُوبَةٌ تَطَأُ فِی خِطَامِهَا لَا یَنْهَاهَا أَحَدٌ، لَا یَبْقَی بَیْتٌ مِنَ الْعَرَبِ إِلَّا دَخَلَتْهُ. وَ أُحَدِّثُکَ یَا حُذَیْفَةُ إِنَّ ابْنَکَ مَقْتُولٌ، فَإِنَّ عَلِیّاً أَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ (ع)، فَمَنْ کَانَ مُؤْمِناً دَخَلَ فِی وَلَایَتِهِ فَیُصْبِحُ عَلَی أَمْرٍ یُمْسِی عَلَی مِثْلِهِ، لَا یَدْخُلُ فِیهَا إِلَّا مُؤْمِنٌ وَ لَا یَخْرُجُ مِنْهَا إِلَّا کَافِرٌ.

میرے ماں باپ اس پہ جو ظلم کو دور کریگا، ظالم عورتوں کے پیٹ چاک کریگا اور انکے بچوں کو نیزوں پہ بلند کریگا اور انکے مردوں کو دیگوں میں جلائے گا اور تمہیں پاک و پاکیزہ نفس کی خبر

---

[93] رجال الکشی، ص: ۲۴

دیتا ہوں اور اس کے رکن و مقام کے درمیان قربانی کی مانند ذبح ہونے کی خبر دیتا ہوں ، اے افسوس، کوفہ کی ان قیدی عورتوں پہ جنہیں صبح شام درباروں اور بازاروں میں پھرایا جائے گا اور انکے اور تمہارے درمیان ایک شرقی فتنے کا فاصلہ ہے ، مغرب کی طرف سے ایک نداء دینے والا صدا کریگا تو اس کا جواب نہ دینا، خدا اسے ذلیل کرے ،اور لوگوں کے درمیان ایک بڑا فتنہ برپا ہوگا یہاں تک کہ مرنے والے مقتولوں کی طرح کوفہ کے باہر پڑے ہونگے اور کوفہ کی پل بنائی جائے گی اور اس کے پہلووں کو کاٹا جائے گا حتی ایک زمانہ آیگا کہ مومن وہاں جمع ہو جائیں گے یا ان کے دل ادھر ہی کھچیں گے اور ایک وہ فتنہ کہ جس کی باگیں کو کاٹ نہ سکے گا اور وہ ہر عرب کے گھر میں داخل ہو جائے گا، اور اے حذیفہ ! تجھے خبر دوں کہ تیرا بیٹا قتل کیا جائے گا اور امام علیؑ مومنین کے امیر ہیں جو مومن ہوگا ان کی ولایت میں داخل ہوگا اور اسکے صبح شام برابر ہونگے ، اس میں صرف مومن داخل ہونگے اور صرف کافر خارج ہونگے [۹۴]۔

---

[۹۴]۔ یہاں حضرت سلمان کے اسلام لانے کی کیفیت اور بعض خدمات اسلامی کو ذکر کیا جاتا ہے : حضرت سلمان (ایمان لانے کے بعد) جنگ خندق میں شرکت کی اور مدینہ کے اطراف میں خندق کھودنے کا مشورہ دیا جسے پیغمبر اور اصحاب نے قبول کیا یہ خندق مشرکین کے مدینہ داخل نہ ہونے اور مسلمانوں کی کامیابی کا باعث بنی حضرت سلمان فارسی رحلت پیغمبر اسلام ﷺ کے بعد حضرت علیؑ کے مخلص ترین شیعہ قرار پائے آپ ان چار افراد میں سے ہیں کہ جو سر منڈواکر تلوار حمائل کی اور امام کی مدد کے لیے بیعت کی اور ابو بکر کی مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوئے۔

اسلام قبول کرنا: ابن عباس اور محدثین کی ایک جماعت نقل کرتی ہے کہ حضرت سلمان نے اسلام قبول کرنے کے سلسلہ میں اس طرح نقل کیا ہے : میں اصفہان کے اطراف میں ایک گاؤں میں رہتا تھا، میرے والد مجھ سے اس درجہ محبت کرتے تھے کہ دوشیزہ کی طرح مجھے گھر میں رکھتے تھے لیکن میں نے مجوسی مذہب کے آداب و رسوم انجام دینے میں اس درجہ کوشش کی کہ آتش کدہ کا خادم بن گیا، ایک دن میرے والد نے مجھے ایک جگہ پر بھیجا، راستہ میں عیسائیوں کا معبد تھا ان کی عبادت مجھے اچھی لگی، میں نے پوچھا عیسائیوں کا اصل مرکز کہاں ہے ؟

لوگوں نے کہا شام میں ہے میں سوچتا رہتا تھا یہاں تک کہ ایک دن باپ کے پاس سے فرار کر کے شام چلا گیا اور اسقف نامی شخص کے پاس تعلیم حاصل کی ،ایک دن میں نے ان سے پوچھا :آپ مجھے اپنے بعد کس کے پاس جانے کی نصیحت کرتے ہیں ؟

اس نے کہا: موصل میں ایک شخص ہے اس کے پاس چلے جانا میں اس کے انتقال کے بعد موصل چلا گیا جب اس کے مرنے کا وقت نزدیک آیا تو اس سے بھی یہی سوال کیا اس نے کہا: نصیبین میں ایک شخص ہے اس کے پاس جانا اس کے بعد میں اس کے پاس چلا گیا اور جب اس کے ایام حیات ختم ہوئے تو اس نے عموریہ کے ایک شخص کا پتہ دیا جو روم میں رہتا تھا۔

بالآخر میں اس کے پاس پہنچ گیا اس نے بھی آخری وقت میں گذشتہ افراد کی طرح کہا: لوگ اپنے دین کو چھوڑ چکے ہیں اور کوئی حق پر باقی نہیں ہے البتہ سرزمین عرب میں دین ابراہیم پر ایک پیغمبر مبعوث ہوگا جس کا وقت نزدیک ہے ،میں نے پوچھا اس پیغمبر کی پہچان کیا ہے ؟اس نے کہا : جو چیز اسے ہدیہ دی جائے اسے کھائیگا اور جو چیز صدقہ دے اسے نہیں کھائیگا اور اس کے بازوؤں کے درمیان مہر نبوت موجود ہوگی۔حضرت سلمان کہتے ہیں :ایک دن قبیلہ کلیب کا ایک قافلہ عموریہ پہنچا میں ان کے ساتھ باہر نکل گیا لیکن انہوں نے میرے ساتھ بد سلوکی کی اور مجھے غلام کے طور پر ایک یہودی کے ہاتھ بیچ دیا جس کے کھیت اور کھجور کے باغ میں میں نے کام کیا اسی دوران اس کا ایک چچازاد بھائی آیا اور مجھے خرید کر مدینہ لے گیا،خدا کی قسم جیسے ہی اس شہر میں داخل ہوا تو پہنچان گیا اس وقت پیغمبر اسلام مدینہ تشریف لائے۔

البتہ میں پیغمبر کے مبعوث ہونے کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا ،یہاں تک کہ ایک دن کھجور کے درخت پر کام کر رہا تھا کہ میرے مالکوں کے ایک چچازاد بھائی نے آ کر کہا: خدا بنی قریظہ کو غارت کرے کہ قبا کے علاقہ میں ایک شخص مکہ سے آیا ہے لوگ اس کے اطراف میں جمع ہوگئے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ وہ پیغمبر خدا ہے جیسے ہی میں نے پیغمبر کا نام سنا فورا درخت سے نیچے اترا اور اس کے بارے میں سوال کرنے لگا۔لیکن میرے مالک نے مجھے کچھ نہیں بتایا اور اشارہ کیا کہ اپنا کام کرو اور جو تم سے متعلق نہیں اسے چھوڑ دو ،جس وقت شام ہوئی تو میرے پاس جو تھوڑے سے کھجور تھے انہیں لے کر اس شخص کے پاس پہنچا جسے پیغمبر بتایا گیا تھا میں نے کہا: میں نے سنا ہے کہ آپ نیک آدمی ہیں اور آپ کے پاس کچھ ضرورت مند غریب افراد ہیں میرے پاس صدقہ کی کھجور ہیں میں نے آپ کو دوسروں کی نسبت بہتر پایا ہے لھذا آپ کھا لیجئے لیکن پیغمبر نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: کھالو لیکن خود نہیں کھایا میں نے خود سے کہا یہ پیغمبر ہونے کی پہلی نشانی ہے کہ جو پہلے سنی تھی کہ وہ صدقہ کا مال نہیں کھائیگا اس کے بعد گھر واپس آگیا اور دوسرے دن جو کھجور میرے پاس تھے انہیں پیغمبر کے پاس لے گیا اور کہا چونکہ آپ صدقہ نہیں کھاتے لھذا یہ کھجور ہدیہ ہیں حضور نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: کھایئے اور خود بھی کھانے لگے میں نے خود سے کہا یہ نبوت کی دوسری نشانی ہے جو یہودی عالم نے تعلیم دی تھی۔

حضرت سلمان تیسری علامت کی تلاش میں رہے تاکہ دلیل کے ساتھ اسلام قبول کرے یہاں تک کہ ایک دن پیغمبر ایک شخص کے تشیع جنازہ میں بقیع کی طرف جارہے تھے اور اصحاب آپ کے اطراف میں حلقہ کئے ہوئے تھے میں نے ان کی تعظیم کی اور پیچھے پیچھے چل دیا اور میری پوری سعی و کوشش تھی کہ مہر نبوت دیکھ لوں اچانک کاندھے سے عبا ہٹی میں نے مہر نبوت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، میں نے فورا بوسہ دیا اور گریہ کرتے ہوئے حضور کے قدموں پر گر کر بوسے لینے لگا۔

حضور اکرم نے مجھے کھڑا کر کے فرمایا:اے سلمان کیا ہوا؟ میں نے اپنا پورا واقعہ بیان کیا آنحضرت نے بڑا تعجب کیا اور فرمایا: اے سلمان! اپنے مالک سے آزادی کی بات کرو جس قیمت پر بھی راضی ہو جائے لکھوالو تاکہ ہم تمہیں آزاد کرائیں میں نے کافی کوشش کی بالآخر اصرار کے بعد وہ تین سو کھجور کے درخت لگانے اور دو سو اسی مثقال سونے پر راضی ہو گیا۔

میں نے رسول خدا کو اطلاع دی ۔آنحضرت نے انصار سے فرمایا :اعینوااخاکم؛اپنے بھائی کی مدد کرو انہوں نے مدد کی پھر ایک جنگ میں کچھ مال پیغمبر کو وصول ہوا جس میں سے آپ نے کچھ دیا اور فرمایا: اپنے معاہدہ کو پورا کرو چنانچہ میں نے اپنے معاہدہ پورا کیا اور خود کو آزاد کرایا(۱۶) پس اس طرح حضرت سلمان رسول خدا کی عنایت سے یہودی مالک سے آزاد ہوئے۔

حضرت سلمان فارسی کے بارے مورخین وصاحبان تراجم میں اختلاف ہے کہ ایران میں کہاں اور کس شہر میں متولد ہوئے ؟علامہ شوشتری قاموس الرجال میں چند شہروں کا نام ذکر کرتے ہیں: شیراز، رامہرمز، خوزستان، شوشتر یا اصفہان کے "جی "دیہات میں متولد ہوئے، بعض نے شیرازی کہاہے اور اہل اصطخر فارس میں ایک گروہ کازرونی کہتے ہیں(۲) اور اہل جندی اسے شاپور یااھوازی کہاہے، لیکن علماء نے اصفہان کے دیہات جی کہ جو زاینده نہر کے دونوں طرف واقع ہے۔ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت سلمان اصفہانی تھے، ابن حجر عسقلانی رامھرمز ذکر کیا ہے محمد بن عبد البر حضرت سلمان فارسی کے بارے میں کہتے ہیں کہ اصل میں رامھرمز کے تھے، ابن اسحاق، ابن ہشام اور ابن سعد معتد احادیث حضرت سلما ن سے نقل کرتے ہیں؛ کہ میں اصفہان کے دیہات "جیان" کا ہوں میرا باپ کسان ہے۔حضرت سلمان فارسی کی عمر کے بارے میں اختلاف ہے بعض نے ۲۵۰ سال لکھی ہے کہ جو اکثر علما نے مورد اتفاق قرار دیاہے بعض چار سو سال بھی نقل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی نے حضرت عیسی کا زمانہ یا ان کے وصی کا زمانہ درک کیاہے، حضرت سلمان اور ان کے والد کا نام: قبل از اسلام حضرت سلمان کا نام روزبہ تھا اور ان کے والد کا نام بدخشان ہے۔ جنگ خندق کے موقع پر جب حضرت سلمان نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا اور اسے پیغمبر نے قبول کیا تو مہاجرین وانصار سمجھ رہے تھے اور باقاعدہ اعلان کیا کہ سلمان ہم سے ہیں لیکن پیغمبر اسلام نے فرمایا: السلمان مناہل البیت۔سلمان ہم اہلبیت سے ہیں۔

ایک دن حضرت سلمان پیغمبر اسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنحضرت نے کافی اکرام واحترام کیا اور یہ بات عمر کو ناگوار گزری لھذا انہوں نے فرمایا: یہ عجمی جو اہل عرب سے آگے بیٹھاہے کون ہے؟ پیغمبر ان کی بات سے ناراض ہوئے اور فرمایا:ان الناس من عھد آدم الی یومناھذا مثل اسنان المشط،لافضل لعربی علی العجمی ولاللاحمر علی الاسود الا بالتقوی

سلمان بحر لا ینذف وکنز لاینفد سلمان منا اہل البیت سلسل یمنح الحکمۃ ویوتی البرھان؛لوگ حضرت آدم سے لے کر اب تک کنگھے کی شاخ کی مانند ہیں، کوئی عربی عجمی پر،اور سرخ، گورا، سیاہ پوست، کالے پر فضیلت وبرتری نہیں رکھتا سوائے تقویٰ کے سلمان بے پایان سمندر اور ختم نہ ہونے والا خزانہ ہیں، سلمان ہم اہل بیت سے ہیں وہ ایسا چشمہ ہیں جس سے علم وحکمت ظاہر ہوتا ہے اور اس سے دلیل وبرھان وجود میں آتی ہے۔

زہد: منقول ہے کہ حضرت سلمان کی درآمد پانچ ہزار درہم تھی،آپ انہیں صدقہ میں دے دیتے اور خود تنگی کی زندگی بسر کرتے تھے،آپ کے پاس ایک عبا تھی آپ اس کا نصف حصہ بچھاتے تھے اور نصف دیگر اوڑھتے تھے (۲۶)ابن ابی الحدید نقل کرتے ہیں : حضرت سلمان کے پاس گھر نہیں تھا اور آپ دوسروں کے گھروں کے سایہ میں زندگی بسر کرتے تھے،ایک شخص نے آپ سے کہا:آپ کے لئے گھر تعمیر کر دیتا ہوں،آپ نے جواب دیا مجھے گھر کی ضرورت نہیں ہے بالآخر اس شخص نے آپ کے لئے گھر تعمیر کرایا جو آپ کے قد سے زیادہ بڑا نہیں تھا اور آپ کی غذا خشک روٹی اور پانی تھا، **خوف قیامت**: مسعودی نقل کرتے ہیں: حضرت سلمان پشمی کپڑے پہنتے تھے،بغیر کجاوہ کے اونٹ پر سوار ہوتے تھے،جو کی روٹی کھاتے تھے اور بڑے زاہد وعبادت گزار تھے،جب آپ کا وقت آخر قریب آیا تو سعد بن وقاص نے آپ سے کہا: مجھے نیک کام کی وصیت کیجئے، حضرت سلمان نے کہا: خدا کو یاد کرو،اگر کسی کام کا پختہ ارادہ کرو تو خدا کو یاد رکھو،اگر کوئی فیصلہ کرو تو خدا کو یاد کرو،جب مال تقسیم کرو تو خدا کو یاد کرو،اس کے بعد سلمان گریہ کرنے لگے،سعد بن وقاص نے پوچھا: گریہ کیوں کر رہے ہو؟ سلمان نے کہا: میں نے رسول خدا سے سنا ہے آپ نے فرمایا:ان فی الآخرۃ عقبۃ لایقطعھا الا المخفون، واری ھذہ الاساود ۃ حولی؛قیامت کے دن ایک راستہ ہے جس سے صرف وہی لوگ عبور کریں گے جن کے پاس بوجھ کم ہوگا اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے اطراف میں بہت سی چیزیں ہیں۔سعد کہتے ہیں: میں نے حضرت سلمان کے اطراف میں دیکھا تو صرف سیاہ دوات اور ایک لوٹا تھا۔

عبادت :آپ راتوں میں بیدار رہ کر عبادت کرتے اور دن میں روزہ رکھتے تھے گویا آپ کی حرکات وسکنات اپنے مولا وآقا کی طرح عبادت وبندگی خدا میں بسر ہوتی تھی۔

پیغمبر اکرم ﷺ کے عظیم المرتبت صحابی اور حضرت علی کے مخلص شیعہ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری بیان کرتے ہیں:ایک دن حضرت علی نے صبح کی نماز مدینہ میں ہمارے ساتھ پڑھی،اس وقت مجمع کی طرف رخ کر کے فرمایا: یا معشر الناس !اعظم اللہ اجر کم فی اخیکم سلمان؛اے لوگو! سلمان دعوت الٰہی کو لبیک کہہ چکے ہیں،خدا تمہیں اجر دے اس کے بعد رسول خدا کا عمامہ اور کپڑے زیب تن کئے اور حضور کی تلوار اور تازیانہ اٹھا کر ناقہ عضبا پر سوار ہوگئے اور قنبر کے ساتھ مدائن کی طرف روانہ ہوتے وقت قنبر سے کہتے ہیں،دس تک شمار کرو، جیسے ہی دس تک پہنچا تو خود کو سلمان کے گھر کے سامنے پایا۔

زاذان جو آخری عمر تک حضرت سلمان کے ساتھ رہے انہوں نے پوچھا: تمہیں غسل کون دے گا؟ سلمان نے کہا: جس نے رسول خداا کو غسل دیا ہے زاذان نے کہا: آنحضرت کو حضرت علی نے غسل دیا تھااور وہ مدینہ میں ہیں اور تم مدائن میں کس طرح ممکن ہے کہ ہزار فرسخ دوری کے فاصلہ کے باوجود وہ تمہیں غسل دیں؟ حضرت سلمان نے کہا: اس کی خبر مجھے رسول خدا نے دی ہے ،زاذان کہتے ہیں : جان کنی کے وقت میں سلمان کے پاس موجود تھا جیسے ہی انہوں نے دعوت اجل کو لبیک کہا تو دیکھا کہ حضرت امیر المومنین قنبر کے ساتھ گھوڑے سے پیادہ ہوئے امام نے غسل وکفن دیا اور نماز پڑھی اور دفن کیا۔

آپ کی وفات ۲۵۰ سال کی عمر میں اور بقول دیگر ۳۵۰ سال کی عمر میں ہوئی آپ کا مزار بغداد کے پاس مدائن میں ہے۔ بے شک خدا کے نیک بندے جو محبان اہل بیت ہیں آخری وقت تک راہ حق سے جدا نہیں ہوتے اور ان کے لئے خوشخبری ہے کہ ائمہ جان کنی کے وقت ان کے پاس حاضر ہوتے ہیں اور جنت کی بشارت دیتے ہیں۔

ابوذر غفاری[۹۵]

۴۸۔ أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدِ بْنِ مَزْيَدٍ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَوْفٍ، قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَمَّادٍ أَبُو عَلِيٍّ الْمَحْمُودِيُّ الْمَرْوَزِيُّ، رَفَعَهُ، قَالَ، أَبُو ذَرٍّ الَّذِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) مَا أَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ وَ لَا أَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ عَلَى ذِي لَهْجَةٍ أَصْدَقَ مِنْ أَبِي ذَرٍّ، يَعِيشُ وَحْدَهُ وَ يَمُوتُ وَحْدَهُ وَ يُبْعَثُ وَحْدَهُ وَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَحْدَهُ، وَ هُوَ الْهَاتِفُ بِفَضَائِلِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَ وَصِيِّ [به][۹۶]رَسُولِ اللَّهِ (ص) وَ اسْتِخْلَافِهِ إِيَّاهُ، فَنَفَاهُ الْقَوْمُ عَنْ حَرَمِ اللَّهِ وَ حَرَمِ رَسُولِهِ بَعْدَ حَمْلِهِمْ إِيَّاهُ مِنَ الشَّامِ عَلَى قَتَبٍ بِلَا وِطَاءٍ وَ هُوَ يَصِيحُ فِيهِمْ قَدْ خَابَ الْقِطَارُ يَحْمِلُ النَّارَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ (ص) يَقُولُ- إِذَا بَلَغَ بَنُو أَبِي

---

[۹۵]۔ الَامم اص ۱۲۳، الطبقات الکبری لابن سعد ۲ص ۳۵۴، التاریخ الکبیر ۲ص۲۲۱، المعارف ۲ ۱۴۲، اختیار معرفۃ الرجال ۶ و ۲۴، مشاہیر علماء الَامصار ۳۰ن ۲۸، الثقات لابن حبّان ۳ص ۵۵، المستدرک للحاکم ۳ص ۳۳۷، حلیۃ الَاولیاء اص ۳۵۲ و ۱۵۶، اِصحاب القتیا من الصحابۃ والتابعین ۶۸ن ۴۹، الخلاف للطوسی اص ۳۸۸، رجال الطوسی ۱۳و ۳۶، الفہرست للطوسی ۴۵، الاستیعاب اص ۲۱۴، معالم العلماء ۳۲، صفۃ الصفوۃ اص ۵۸۴، المغنی والشرح الکبیر اص ۵۱۰ ۷، اُسد الغابۃ ۵ص ۱۸۷، رجال ابن داود ۶۷، رجال العلّامۃ ۳۶، تہذیب الکمال ۳۳ص ۲۹۴، سیر اِعلام النبلاء ۲ص ۴۶، العبر للذہبی اص ۲۴، تذکرۃ الحفّاظ اص ۱۷، تاریخ الِاسلام للذہبی (سہۃ ۳۲ھ-) ۴۰۵، الوافی بالوفیات ۱۱ص ۱۹۳، مرآۃ الجنان اص ۸۸، البدایۃ والنہایۃ ۷ص ۱۷۱، الجواہر المضیہۃ ۲ص ۴۱۵، النجوم الزاہرۃ اص ۸۹، الاصابۃ ۴ص ۶۳، تہذیب التہذیب ۱۲ص ۹۰، کنز العمال ۱۳ص ۳۱۱، شذرات الذہب اص ۳۹، الدرجات الرفیعۃ ۲۲۵، تنقیح المقال اص ۲۳۴ ن ۱۹۶۷، تاسیس الشیعۃ ۲۸۱، اِعیان الشیعۃ ۴ص ۲۲۵، الغدیر: ۸ص ۲۹۲، شرح نہج البلاغۃ لابن اِبی الحدید: ۸ص ۲۵۲، تحقیق محمد ابوالفضل اِبراہیم، معجم رجال الحدیث: ۴ص ۱۶۴ان ۲۳۸۵.

[۹۶] رجال الکشی، ص: ۲۵

الْعَاصِ ثَلَاثِينَ رَجُلًا اتَّخَذُوا دِينَ اللَّهِ دَخَلًا وَ عِبَادَ اللَّهِ خَوَلًا وَ مَالَ اللَّهِ دُوَلًا. فَقَتَلُوهُ فَقْراً وَ جُوعاً وَ ذُلًّا وَ ضَرّاً وَ صَبْراً.

مروزی نے کہا؛ ابوذر وہ جن کے متعلق رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: آسمان نے کسی ایسے شخص پر سایہ نہیں کیا اور زمین نے کسی ایسے شخص کو نہیں اٹھایا جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو، وہ تنہا زندگی کریگا اور تنہائی میں فوت ہوگا، تنہا اٹھایا جائے گا اور تنہا جنت میں جائے گا وہ امیر المومنینؑ اور وصی پیامبرؐ کے فضائل اور آپکی خلافت حقہ کو باآواز بلند پہچانے والا ہے۔

لوگوں نے ان کو حرم خدا و رسول سے جلا وطن کر دیا بعد اسکے کہ انہیں شام سے بے پلانے اونٹوں پہ لاد کر لائے جبکہ وہ پکار رہے تھے (وہ ہودج خسارے میں ہیں جو آگ اٹھائیں گے): میں نے رسول اکرمؐ سے سنا تھا کہ جب بنی عاص ۳۰ مردوں تک پہنچ جائیں گے تو دین خدا کو عیب، بندگان خدا کو غلام اور مال خدا کو اپنی ملکیت سمجھ لیں گے، تو انہوں نے ابوذر کو فقر و بھوک پیاس اور مصیبت و مشکل کی حالت میں قتل کر دیا۔

۴۹۔ أَبُو عَلِيٍّ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ السَّلُولِيُّ سَعْدَانُ الْقُمِّيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ حَمَّادٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْبَرْقِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي خَدِيجَةَ الْجَمَّالِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ: دَخَلَ أَبُو ذَرٍّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ (ص) وَ مَعَهُ جِبْرِيلُ، فَقَالَ جِبْرِيلُ مَنْ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَبُو ذَرٍّ. قَالَ أَمَا إِنَّهُ فِي السَّمَاءِ أَعْرَفُ مِنْهُ فِي الْأَرْضِ، وَ سَلْهُ عَنْ كَلِمَاتٍ يَقُولُهُنَّ إِذَا أَصْبَحَ! قَالَ، فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ كَلِمَاتٌ تَقُولُهُنَّ إِذَا أَصْبَحْتَ فَمَا هُنَّ قَالَ أَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْإِيمَانَ بِكَ وَ الْعَافِيَةَ مِنْ جَمِيعِ الْبَلَايَا وَ الشُّكْرَ عَلَى الْعَافِيَةِ وَ الْغِنَى عَنِ النَّاسِ.

ابو خدیجہ جمال نے امام صادقؑ سے نقل کیا کہ حضرت ابوذر رسول اکرمؐ کے پاس آئے جبکہ جبرئیل وہاں موجود تھا جبرئیل نے عرض کی: اے رسول خدا! یہ کون ہیں ؟آپ نے جواب دیا ابوذر، انہوں نے عرض کی یہ آسمانوں میں زمین کی نسبت زیادہ معروف اور عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں ذرا ان سے وہ کلمات تو سنیئے جو وہ صبح سویرے پڑھا کرتے ہیں آپ نے فرمایا اے ابوذر وہ کلمات تو سناو جو صبح سویرے پڑھا کرتے ہو،انہوں نے عرض کی اے رسول خدا! میں پڑھتا ہوں : اللَّهُمَّ إِنِّی أَسْأَلُکَ الْإِيمَانَ---اے خدایا میں تجھ سے ایمان، تمام مصیبتوں سے عافیت اور عافیت پر شکر اور لوگوں سے بے نیازی کا سوال کرتا ہوں۔

۵۰- حَمْدَوَيْه وَ إِبْرَاهِيمُ ابْنَا نُصَيْرٍ، قَالا حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ نُوحٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ الْحَنَّاطِ، عَنْ أَبِی بَصِيرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِکِ بْنُ أَبِی ذَرٍّ الْغِفَارِیِّ، قَالَ بَعَثَنِی أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) يَوْمَ مَزَّقَ عُثْمَانُ الْمَصَاحِفَ، فَقَالَ ادْعُ أَبَاکَ! فَجَاءَ أَبِی إِلَيْهِ مُسْرِعاً،فَقَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ أَتَى الْيَوْمَ فِی الْإِسْلَامِ أَمْرٌ عَظِيمٌ، مُزِّقَ كِتَابُ اللَّهِ وَ وُضِعَ فِيهِ الْحَدِيدُ، وَ حَقٌّ اللَّهِ أَنْ يُسَلِّطَ الْحَدِيدَ عَلَى مَنْ مَزَّقَ كِتَابَهُ بِالْحَدِيدِ. قَالَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو ذَرٍّ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ (ص) يَقُولُ إِنَّ أَهْلَ الْجَبْرِيَّةِ مِنْ بَعْدِ مُوسَى قَاتَلُوا أَهْلَ النُّبُوَّةِ فَظَهَرُوا عَلَيْهِمْ فَقَتَلُوهُمْ زَمَاناً طَوِيلًا، ثُمَّ إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ فِتْيَةً فَهَاجَرُوا إِلَى غَيْرِ آبَائِهِمْ فَقَاتَلَهُمْ فَقَتَلُوهُمْ، وَ أَنْتَ بِمَنْزِلَتِهِمْ يَا عَلِيُّ. فَقَالَ عَلِيٌّ: قَتَلْتَنِی يَا أَبَا ذَرٍّ. فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ أَمَا وَ اللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّهُ سَيُبْدَأُ بِکَ.

عبدالملک بن ابوذر کا کہنا ہے کہ مجھے امیر المومنینؑ نے اس دن میرے باپ کو بلانے بھیجا جب عثمان نے قرآن کے نسخوں کو جلایا تھا میرے والد جلدی سے آپ کی خدمت میں پہنچے آپ نے فرمایا،اے ابوذر آج اسلام پر عظیم مصیبت پڑی ہے کتاب خدا کو پارہ پارہ کیا گیا ہے اور اس میں لوہا چلایا گیا ہے اور خدا ایسے شخص پر لوہے کو مسلط کریگا جس نے اس کی کتاب کو لوہے سے پارہ پارہ کیا ہے۔

ابوذر نے عرض کی: میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا اہل جبر نے حضرت موسی کے بعد اہل نبوت سے جنگ کی اور ایک طویل زمانے تک ان کو قتل کرتے رہے پھر خدا نے ایسے جوانوں کو بھیجا جنہوں نے اپنے آباء کے طریقے کو چھوڑا تو اہل جبر ان سے لڑنے لگے اور ان کو قتل کر دیا اور اے مولا! آپ انہیں کی مانند ہیں، تو امام علیؑ نے فرمایا اے ابو ذر تو نے مجھے شہادت کی خبر دی ہے تو ابوذر نے کہا خدا کی قسم مجھے یقین ہے کہ وہ آپ سے ابتدا کریں گے۔

۵۱۔ حَمْدَوَیْهِ وَ إِبْرَاهِیمُ ابْنَا نُصَیْرٍ، قَالا حَدَّثَنَا أَیُّوبُ بْنُ نُوحٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ یَحْیَى، عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَیْدٍ الْحَنَفِیِّ، عَنْ فُضَیْلٍ الرَّسَّانِ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِی سُخَیْلَةَ، قَالَ حَجَجْتُ أَنَا وَ سَلْمَانُ بْنُ رَبِیعَةَ، قَالَ فَمَرَرْنَا بِالرَّبَذَةِ، قَالَ فَأَتَیْنَا أَبَا ذَرٍّ فَسَلَّمْنَا عَلَیْهِ، فَقَالَ لَنَا إِنْ کَانَتْ بَعْدِی فِتْنَةٌ وَ هِیَ کَائِنَةٌ فَعَلَیْکُمْ بِکِتَابِ اللَّهِ وَ الشَّیْخُ عَلِیُّ بْنُ أَبِی طَالِبٍ (ع)، فَإِنِّی سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ (ص) وَ هُوَ یَقُولُ: عَلِیٌّ أَوَّلُ مَنْ آمَنَ بِی وَ صَدَّقَنِی وَ هُوَ أَوَّلُ مَنْ یُصَافِحُنِی یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَ هُوَ الصِّدِّیقُ الْأَکْبَرُ وَ هُوَ الْفَارُوقُ بَعْدِی یُفَرِّقُ بَیْنَ الْحَقِّ وَ الْبَاطِلِ وَ هُوَ یَعْسُوبُ الْمُؤْمِنِینَ وَ الْمَالُ یَعْسُوبُ الظَّلَمَةِ.

ابو سخیلہ کا بیان ہے کہ میں اور سلمان بن ربیعہ نے حج کا سفر کیا ہم ربذہ سے گزر رہے تھے اور ابوذر کے پاس گئے انہیں سلام کیا انہوں نے ہمیں نصیحت کی: میرے بعد جو فتنہ ہوگا اس میں تمہیں کتاب خدا اور امام علیؑ کے دامن سے متمسک رہنا ہوگا میں رسول اکرمؐ سے سنا، علی وہ ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا، میری تصدیق کی اور قیامت کے دن سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ کریگا، اور وہ صدیق اکبر اور حق و باطل میں فرق کرنے والا (فاروق اعظم) ہے، یہ مومنین کے یعسوب و سردار ہیں جیسا کہ مال ظالموں کا سردار ہے۔

۵۲۔ وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْفُضَيْلِ الرَّسَّانِ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَمْرَةَ، عَنْ[۹۷] حُذَيْفَةَ بْنِ أُسَيْدٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ، يَقُولُ وَ هُوَ مُتَعَلِّقٌ بِحَلْقَةِ بَابِ الْكَعْبَةِ: أَنَا جُنْدَبُ بْنُ جُنَادَةَ لِمَنْ عَرَفَنِي وَ أَنَا أَبُو ذَرٍّ لِمَنْ لَمْ يَعْرِفْنِي، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ (ص) يَقُولُ مَنْ قَاتَلَنِي فِي الْأُولَى وَ فِي الثَّانِيَةِ فَهُوَ فِي الثَّالِثَةِ مِنْ شِيعَةِ الدَّجَّالِ إِنَّمَا مَثَلُ أَهْلِ بَيْتِي فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ مِثْلُ سَفِينَةِ نُوحٍ فِي لُجَّةِ الْبَحْرِ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ. أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ!.

حذیفہ کا بیان ہے کہ میں نے ابوذر سے سنا جب وہ کعبے کے دوروازے کی کنڈی پکڑ کر کہہ رہے تھے؛ میں جندب بن جنادہ ہوں جو مجھے جانتا ہے اور جو نہیں جانتا میں ابوذر ہوں میں نے رسول اکرمؐ سے سنا؛ جو جس نے دو بار جنگ کی تو وہ تیسری بار دجال کے پیروکاروں میں سے ہوگا اور

[۹۷] ۔رجال الکشی، ص: ۲۷

میرے اہل بیت کی اس امت میں مثال نوح کی کشتی کی طرح ہے جو اس میں سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جو اس سے رو گردان ہوا وہ غرق ہو گیا، کیا میں نے پہنچا دی[۹۸]۔

۵۳ جَعْفَرُ بْنُ مَعْرُوف، قَالَ حَدَّثَنِی الْحَسَنُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ النُّعْمَان، قَالَ حَدَّثَنِی أَبِی، عَنْ عَلِیِّ بْنِ أَبِی حَمْزَةَ، عَنْ أَبِی بَصِیر، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّه (ع) یَقُولُ: أَرْسَلَ عُثْمَانُ إِلَى أَبِی ذَرٍّ مَوْلَیَیْنِ لَهُ وَ مَعَهُمَا مائَتَا دینَار، فَقَالَ لَهُمَا انْطَلقَا بِهَا إِلَى أَبِی ذَرٍّ فَقُولَا لَهُ: عُثْمَانُ یُقْرِئُکَ السَّلَامَ وَ هُوَ یَقُولُ لَکَ هَذه مائَتَا دینَار فَاسْتَعنْ بهَا عَلَى مَا نَابَکَ، فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ هَلْ أَعْطَى أَحَداً منَ الْمُسْلمینَ مثْلَ مَا أَعْطَانی قَالا لَا. قَالَ فَإِنَّمَا أَنَا رَجُلٌ منَ الْمُسْلمینَ قَالا لَهُ إِنَّهُ یَقُولُ هَذَا منْ صُلْبِ مَالی وَ باللَّه الَّذی لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ مَا خَالَطَهَا حَرَامٌ وَ لَا بَعَثْتُ بهَا إِلَیْکَ إِلَّا منْ حَلَال. فَقَالَ لَا حَاجَةَ لی فیهَا وَ قَدْ أَصْبَحْتُ یَوْمی هَذَا وَ أَنَا منْ أَغْنَى النَّاس. فَقَالا لَهُ عَافَاکَ اللَّهُ وَ أَصْلَحکَ! مَا نَرَى فی بَیْتکَ قَلیلًا وَ لَا کَثیراً ممَّا یُسْتَمْتَعُ به فَقَالَ بَلَى تَحْتَ هَذه الْإِکَاف الَّتی تَرَوْنَ رَغیفَا شَعیرٍ قَدْ أُتیَ عَلَیْهِمَا أَیَّامٌ فَمَا أَصْنَعُ بهَذه الدَّنَانیر، لَا وَ اللَّه حَتَّى یَعْلَمَ اللَّهُ أَنِّی لَا أَقْدرُ عَلَى قَلیلٍ وَ لَا کَثیر، وَ قَدْ أَصْبَحْتُ غَنیّاً بولَایَة عَلیِّ بْنِ أَبی طَالبٍ (ع) وَ عتْرَته الْهَادینَ الْمَهْدیِّینَ الرَّاضینَ الْمَرْضیِّینَ الَّذینَ یَهْدُونَ[۹۹]

---

[۹۸] ۔ یہ متواتر روایات میں ثابت ہے جن کی تحقیق ہم نے متواتر الاخبار عن النبی المختار میں پیش کی ہے ۔

[۹۹]۔رجال الکشی، ص: ۲۸

بِالْحَقِّ وَ بِهِ يَعْدِلُونَ، وَ كَذٰلِكَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ (ص) يَقُولُ، فَإِنَّهُ لَقَبِيحٌ بِالشَّيْخِ أَنْ يَكُونَ كَذَّاباً، فَرَدَّاهَا عَلَيْهِ وَ أَعْلَمَاهُ أَنَّهُ لَا حَاجَةَ لِي فِيهَا وَ لَا فِيمَا عِنْدَهُ، حَتَّى أَلْقَى اللّٰهَ رَبِّي فَيَكُونَ هُوَ الْحَاكِمُ فِيمَا بَيْنِي وَ بَيْنَهُ.

ابو بصیر نے امام صادقؑ سے نقل کیا کہ عثمان نے اپنے دو غلاموں کو دو سو دینار دیکر ابوذر کے پاس بھیجا، جاو ان کو میرا سلام کہو اور کہو کہ عثمان نے یہ دینار دیے ہیں تا کہ ان سے اپنی ضروریات پوری کرو، تو ابوذر کو جب یہ پیش کیے تو انہوں نے کہا کیا دوسرے مسلمانوں کو بھی اسی طرح دو سو دینار دیے گئے ہیں ؟غلاموں نے کہا نہیں، انہوں نے کہا میں مسلمانوں میں سے ایک ہوں، توغلاموں نے کہا عثمان نے کہا تھا کہ یہ میرے اپنے مال سے ہیں اور خدا کی قسم، میرے مال میں کچھ بھی حرام ملا ہوا نہیں ہے، اور میں نے صرف مال حلال سے تجھے ہدیہ کیا ہے، تو ابوذر نے جواب دیا مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے میں اس حال میں صبح کی ہے کہ میں غنی ترین افراد میں سے ہوں غلام کہنے لگے :خدا آپ کو سلامت رکھے ہم تو آپ کے گھر میں کچھ نہیں دیکھ رہے جس سے آپ فائدہ اٹھائیں تو انہوں نے جواب دیا: اس کپڑے کے نیچے جو کی روٹی دیکھتے ہو مجھے کئی دن کافی ہے میں ان دیناروں کو کیا کروں، خدا کی قسم! میرا خدا جانتا ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں مگر میں نے اس حال میں صبح کی ہے کہ میں غنی ترین افراد میں سے ہوں کیونکہ امام علیؑ اور ان کی عترت کی ولایت نصیب ہوئی ہے جو ہدایت دینے والے، اور خدا کی رضا میں راضی رہنے والے ہیں وہ حق کے ساتھ ہدایت کرنے والے ہیں اور اسی کے ساتھ انصاف کرتے ہیں اور اسی طرح میں نے رسول اکرمؐ سے سنا اور بوڑھے شخص کے لیے جھوٹ بولنا قبیح ہے تو یہ دینار اسے واپس کر دو اور اسے بتا دو کہ مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے یہاں تک خدا کے دربار میں پہنچ جاوں اور وہی میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کرے گا۔

۵۴ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُتَیْبِیُّ، قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبِی، عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحَکَمِ، عَنْ مُوسَی بْنِ بَکْرٍ، قَالَ قَالَ أَبُو الْحَسَنِ (ع) قَالَ أَبُو ذَرٍّ: مَنْ جَزَی اللَّهُ عَنْهُ الدُّنْیَا خَیْراً فَجَزَاهَا اللَّهُ عَنِّی مَذَمَّةً بَعْدَ رَغِیفَیْ شَعِیرٍ أَتَغَدَّی بِأَحَدِهِمَا وَ أَتَعَشَّی بِالْآخَرِ، وَ بَعْدَ شَمْلَتَیْ صُوفٍ أَتَّزِرُ بِإِحْدَاهُمَا وَ أَرْتَدِی بِالْأُخْرَی. قَالَ، وَ قَالَ: إِنَّ أَبَا ذَرٍّ بَکَی مِنْ خَشْیَةِ اللَّهِ حَتَّی اشْتَکَی عَیْنَاهُ فَخَافُوا عَلَیْهِمَا، فَقِیلَ لَهُ یَا أَبَا ذَرٍّ لَوْ دَعَوْتَ اللَّهَ فِی عَیْنَیْکَ فَقَالَ: إِنِّی عَنْهُمَا لَمَشْغُولٌ وَ مَا عَنَانِی أَکْثَرُ. فَقِیلَ لَهُ وَ مَا شُغُلُکَ عَنْهُمَا قَالَ الْعَظِیمَتَانِ الْجَنَّةُ وَ النَّارُ. قَالَ: وَ قِیلَ لَهُ عِنْدَ الْمَوْتِ یَا أَبَا ذَرٍّ مَا مَالُکَ قَالَ عَمَلِی. قَالُوا إِنَّا نَسْأَلُکَ عَنِ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ قَالَ مَا أُصْبِحُ فَلَا أُمْسِی وَ مَا أُمْسِی فَلَا أُصْبِحُ لَنَا کُنْدُوجٌ نَدَعُ فِیهِ حُرَّ مَتَاعِنَا، سَمِعْتُ حَبِیبِی رَسُولَ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ یَقُولُ کُنْدُوجُ الْمَرْءِ قَبْرُهُ[۱۰۰]۔

موسیٰ بن بکر نے امام ابوالحسنؑ سے نقل کیا کہ ابوذر نے فرمایا: خدانے جن لوگوں کو اس دنیا میں خیر عطا کی میں ان میں سے ہوں اس نے مجھ سے ذلت کو دور کیا مجھے دو روٹیاں عطا کیں ایک صبح کے لیے اور دوسری شام کے لیے اور دو اون کی چادریں ایک نیچے بچھاتا ہوں اور ایک اوپر اوڑھتا ہوں ،اور آپؑ نے فرمایا کہ ابوذر نے اتنا گریہ کیا کہ ان کی آنکھیں بیمار پڑ گئیں تو انکے احباب کو ان کے ضایع ہو جانے کا خطرہ لاحق ہوا تو ان سے کہا گیا اے ابوذر ! تم خدا سے اپنی آنکھوں کے لیے دعا کرو، انہوں نے جواب دیا مجھے ان کے لیے دعا کی فرصت نہیں اور جو

[۱۰۰] رجال الکشی، ص: ۲۹

کام میرے ذمے ہیں وہ بہت ہیں کہا گیا وہ کیا کام ہیں؟ فرمایا دو عظیم چیزیں جنت و جہنم، اور موت کے وقت ان سے کہا گیا، تیرا مال کیا ہے فرمایا میرا عمل، کہنے لگے ہم سونے چاندی کے بارے میں سوال کر رہے ہیں؟ فرمایا میں نے ہر صبح شام انہیں اپنے محفوظ مقام پر پہنچایا ہے اور میں نے اپنے پیارے رسولؐ سے سنا کہ انسان کے لیے محفوظ ٹھکانہ اس کی قبر ہے۔

۵۵ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْبَرَاثِيُّ، قَالا حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ فَارِسَ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْمُخْتَارِ، عَنْ زَيْدٍ الشَّحَّامِ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُ طَلَبَ أَبُو ذَرٍّ رَسُولَ اللَّهِ (ص) فَقِيلَ لَهُ إِنَّهُ فِي حَائِطِ كَذَا وَ كَذَا، فَتَوَجَّهَ فِي طَلَبِهِ فَوَجَدَهُ نَائِماً فَأَعْظَمَهُ أَنْ يُنَبِّهَهُ، فَأَرَادَ أَنْ يَسْتَبْرِئَ نَوْمَهُ مِنْ يَقْظَتِهِ فَتَنَاوَلَ عَسِيباً يَابِساً فَكَسَرَهُ لِيَسْمَعَهُ صَوْتَهُ يَسْتَبْرِئُ بِهِ نَوْمَهُ، فَسَمِعَهُ رَسُولُ اللَّهِ (ص) فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ تَخْدَعُنِي أَ مَا عَلِمْتَ أَنِّي أَرَى أَعْمَالَكُمْ فِي مَنَامِي كَمَا أَرَاهَا فِي يَقَظَتِي إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَ لَا يَنَامُ قَلْبِي.

زید شحّام نے امام صادقؑ سے نقل کیا کہ ابوذر رسول اکرمؐ کی تلاش میں چلے انہیں بتایا گیا کہ اس وقت آپ فلاں باغ میں ہیں تو ابوذر وہاں آئے اور آپ کو سویا ہوا پایا تو جگانہ مناسب نہ سمجھا اور چاہا کہ آپ کی نیند اور جاگنے کی حالت کا فرق معلوم کرے، ایک خشک لکڑی اٹھائی اور اس کو اس لیے توڑا کہ آپ اس کی آواز سنیں تو آپ نے کی نیند کا علم ہو تو رسول اکرمؐ نے اسے سن کر سر اٹھایا اور فرمایا اے ابوذر کیا تو مجھے دھوکہ دینا چاہتا ہے کیا تجھے علم نہیں کہ میں تمہارے اعمال کو نیند میں بھی ویسے دیکھتا ہوں جیسے انہیں جاگتے ہوئے دیکھتا

ہوں ،میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل جاگ رہا ہوتا ہے [۱۰۱]۔

---

[۱۰۱]۔ زاہد، متقی، صادق اللہجہ مشہور تھے اسلام میں سابقین سے ان کا شمار ہوتا ہے۔سب سے پہلے رسول خداؐ کو سلام کرنے والے ہیں۔چار ارکان اسلام میں سے دوسرے حضرت ابوذر غفاری ہیں پہلے حضرت سلمان فارسی ہیں رسول خداؐ کے بعد یہ پہلے فرد ہیں کہ جنھوں نے علی کی ولایت کو قبول کیا اور ولایت ہی کے لیے ربذہ بھیجا گیا ابوذر نے اسلام قبول کیا کہ خدا کی سرزنش سے بچ جائیں ابوذر نے ہمیشہ حق کہا اور حق کا ساتھ دیا کیونکہ اسلام قبول کرنے کے بعد خود سے عہد کیا تھا کہ ہمیشہ حق کہے گا اگرچہ تلخ ہی ہو۔ابوذر کو رحلت پیغمبر اکرم کے بعد عثمان نے شام روانہ کیا تو جب وہاں پہنچے تو ابوذر نے یہ کلمات کہے: اتتکم الاالقطار بحمل النارا اللھم اللعن الامرین بالمعروف التارکین لہ اللھم اللعن الناھین عن المنکر المرتکبین لہ ؛تم نے جہنم کی اگ کو اٹھایا اے اللہ لعنت بھیج اس پر جو امر بالمعروف کا حکم دیتے ہیں اور خود اس کے تارک ہیں اے اللہ ان پر تیری لعنت ہو کہ جو برائیوں سے روکتے ہیں اور خود نہیں رکتے۔ایک دن معاویہ سے کہا :ماانا بعدو اللہ ولا لرسولہ بل انت وابوک عدوان للہ ولرسولہ اظہر تما الاسلام وابطنتما الکفر ولقد لقک رسول اللہ دعا علیک مرات ان لا تشبع فقال معاویۃ مانا ذاک الرجل فقال ابوذر بل انت ذلک الرجل اخبرنی بذلک رسول اللہ وسمعتہ یقول وقد مررت بہ اللھم اللعنہ ولا تشبع الا بالتراب؛ایک دن معاویہ نے کہا میں خدا، ورسول کا دشمن نہیں ہوں ابوذر نے کہا تم اور تیرے باپ ہیں تم دونوں نے ظاہری اسلام کا اظہار کیا اور کفر کو چھپا لیا جب تم نے رسول کی ملاقات کی تو رسول خدا نے تیرے بارے میں فرمایا: تو سیر نہیں ہو سکے گا مگر یہ کہ تیرا منہ مٹی سے بھر دیا جائے معاویہ نے کہا وہ میں نہیں ہوں ابوذر نے کہا وہ تم ہی ہو، رسول خداؐ نے تم پر کئی بار لعنت کی اور تیرے حق میں نفرین کی مجھے رسول خدا نے خبر دی ہے اور میں نے دیکھا کہ جب تم وہاں سے گزر رہے تھے تو رسول خدا نے فرمایا: اے اللہ اس پر لعنت بھیج کہ یہ کسی چیز سے سیراب نہیں ہو گا مگر مٹی سے معاویہ نے سوچا کہ ابوذر ناراض ہے یا شاید فقر کے سبب یہ کہہ رہا ہے یا کوئی چیز چاہتا ہے لھذا اس نے دلاسہ دیا شاید یہ خاموش ہو جائے لیکن ابوذر نے معاویہ کو وہی کہا کہ جو رسول خدا سے سنا تھا معاویہ نے تین سو دینار بھیجے کہ شاید خاموش ہو جائے لیکن یہ اس کا تصور خام تھا ابوذر نے کہا: من عطائی حرمتمونیہ عاصی ھذا قبلتھا وان کانت صلۃ فلا حاجۃ لی فیھا ؛اگر اسلام میں میرا یہ حق تھا کہ جس سے تو نے مجھے محروم رکھا تو میں اسے قبول کرتا ہوں اگر یہ عطیہ اور رشوت ہے تو مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں یہ کہہ کر ابوذر نے واپس کر دیئے۔ربذہ میں بتیس (۳۲) ہجری میں ان کی وفات ہوئی۔

ابوذر غفاری کے اسلام لانے کا واقعہ: ابوذر نے جب سنا کہ مکہ میں ایک آدمی پیغمبر و آخری رسول کے عنوان سے مبعوث ہوئے ہیں،اپنے بھائی انیس سے کہا کہ مکہ جاؤ اور ان کے حالات و آثار سے آگاہ ہو کر آؤ کہ وہ مدعی ہے کہ اس پر آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے۔انیس مکہ میں آتے ہیں ان کے حال سے آگاہ ہوتے ہیں اور واپس اپنے بھائی ابوذر کو بتاتے ہیں کہ وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں اور اچھے اخلاق کے مالک ہیں ان کی گفتگو بہت شیرین ہے لیکن شعر کے مشابہ نہیں ہے۔

ابوذر نے کہا میرے دل کی تپش و گرمایش کو خاموش نہیں کیا جو کچھ چاہتا تھا وہ خبر نہیں لائے اب میں خود جاتا ہوں ابوذر نے رختِ سفر باندھا اور مکہ آئے اور کسی سے نہیں پوچھا رات ہو گئی تو مسجد الحرام میں آکر ایک گوشے میں آرام کرنے لگے اسی اثناء میں حضرت علی تشریف لائے اور ابوذر کو گھر لے گئے صبح پھر وہ مسجد الحرام لوٹے تلاش کرتے رہے لیکن پھر رات ہو گئی اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے پھر حضرت علی گھر لے گئے پھر اپنی بات کا اظہار نہ کیا لیکن تیسری رات خود حضرت علی نے پوچھا کس کام سے مکہ آئے ہو؟ کہنے لگے اگر عہد کریں کسی کو نہ بتائیں گے تو میں آپ کو اپنے مقصد سے آگاہ کرتا ہوں اور میری رہنمائی کریں ۔

حضرت علی نے فرمایا: ہاں ایسا کرونگا ابوذر نے اپنے ہدف کو بیان کیا: حضرت علی نے فرمایا: ہاں وہ پیغمبر حق ہیں اور اللہ تعالی کے آخری رسول ہیں ان پر وحی نازل ہوتی ہے صبح تم میرے پیچھے پیچھے چلنا میں آپ کو ان کے پاس لے جاؤنگا لیکن اگر خطرہ محسوس کرو تو مجھ سے فاصلے پہ چلنا دوسرے دن صبح حضرت علی گھر سے باہر انہیں لے کر نکلنا، اس طرح علی آگے اور پیچھے پیچھے رسول خدا کے گھر میں پہنچے ابوذر نے رسول خدا کو سلام کیا، سلام ودعا کے بعد رسول خداؐ نے پوچھا: تم کون ہو؟

کہا ابوذر اور قبیلہ غفار سے ہوں، جو کچھ رسول خدا سے چاہتا تھا ان سے لیا اور جو دیکھنا چاہتا تھا وہ دیکھا اسی وقت اظہار اسلام کیا رسول خدا نے فرمایا: اب یہاں نہ ٹہرو اور اپنے وطن واپس چلے جاؤ اور ہمارے پیغام کو جاکر قوم سے بیان کرو تاکہ وہ ہم سے آگاہ ہوں اور وہ بھی مسلمان ہو جائیں۔ لیکن مکہ میں لوگوں سے اپنے اسلام کو پہنان رکھنا کیونکہ مجھے تمہارے بارے میں خوف ہے ابوذر نے عرض کیا خدا کی قسم! کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مکہ کے لوگوں کے سامنے اپنے اسلام کا اظہار نہ کرلوں مکہ سے باہر قدم نہیں رکھونگا، وہاں سے مسجد الحرام میں آئے اور بلند آواز سے کہا: اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمد اعبدہ ورسولہ، لوگوں نے جب یہ سنا ابوذر کی طرف حملہ کرنے کے لیے بڑھے اور اس قدر مارا کہ قریب تھا جان چلی جائے حضرت عباس بن عبد المطلب نے ان کو چھڑایا اور لوگوں سے کہا: وائے ہو تم پر تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے؟ یہ قبیلہ غفار سے ہے اور آپ کے شام کے سفر کے لیے وہ راستے میں ہیں جب وہاں سے گزروگے تو یہ تمہاری خبر لیں گے اس طرح ابوذر کو ان کے چنگال سے نجات دی دوسرے دن پھر ابوذر مسجد الحرام میں جاکر پہلے دن کی طرح بلند آواز سے، کلمہ شہادت کہتے ہیں، پھر لوگ ان پر ٹوٹ پڑتے ہیں پھر بھی حضرت عباس ان کو قتل ہونے سے بچاتے ہیں۔ ابوذر کے فضائل: قال النبی ابوذر فی امتی علی زھد عیسی بن مریم؛ رسول خدا نے فرمایا: ابوذر میری امت میں عیسی کی طرح زاھد ہیں جیسے وہ اپنی امت میں زاھد تھے۔

قال علی: وعی ابوذر علما عجز الناس عنہ ثم اوکا علیہ فلم یخرج منہ شئیا؛ حضرت علی فرماتے ہیں؛ ابوذر کے سینے میں علم کا سمندر رہے کہ تمام لوگ اس کو یاد کرنے سے عاجز ہیں لیکن اس نے اپنے سینہ میں ایسے جگہ دی کہ اسے باہر نہیں نکالتا۔

عن عبد اللہ بن عمر قال سمعت عن رسول اللہ قال: ما اظلت الخضراء ،ولا اقلّت الغبراء علی ذی لھجۃ اصدق من ابی ذر یعیش وحدہ ویموت وحدہ ویبعث وحدہ ویدخل الجنۃ وحدہ؛عبد اللہ بن عمر کہتاہے: میں نے رسول خدا سے سناہے انہوں نے فرمایا: آسمان نے کسی پر سایہ نہیں کیا اور زمین نے اسے نہیں اٹھایا کہ جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو وہ تنہا زندگی کریگا اور تنہا مریگا ،تنہا اٹھے گا اور تنہا جنت میں داخل ہوگا۔ یہ روایت ابوہریرہ، ابودرداء اور مالک بن دینار نے بھی نقل کی ہے۔

شیخ صدوق اپنی کتاب عیون اخبار الرضا میں امام رضا اور اپنے ابائے طاہرین سے اورانہوں نے، رسول خدا سے نقل کیا ہے انہوں نے فرمایا :اس امت کے صدیق ابوذر ہیں۔عبداللہ بن ابی خراش کہتاہے کہ ایک دن ربذہ میں ابوذر کواس کی سیاہ فام بیوی کے ساتھ بیٹھا ہوادیکھا تو کہاابوذر کوئی اس سے بہتر بیوی نہیں چاہیے ؟ابوذر نے کہا: دوست رکھتاہوں ایسی بیوی کہ، جو میرے مقام کو پست رکھے اس بیوی سے، کہ جس کے ذریعہ میرا مقام اس پست دنیا میں بلند ہو پھر ان سے کہا: اس سے کوئی فرزند اس دنیا میں باقی نہیں رہاابوذر نے جواب دیا :خدا کی حمد کرتاہوں اس نے اس ناپیدار دنیا سے لے لیااور اسے ہمیشہ کے گھر کیلیے ذخیرہ کیا پھر کہا: کس لیے نرم بستر نہیں لیتے؟ جواب دیا:خدایا مجھے بخش دے پھر طعنہ دے کر کہا: جو میرے لیے تہیہ کرسکتے ہو کرو !ابوآسماء کہتاہے ربذہ میں ابوذر کے پاس گیا دیکھا ایک سیاہ چہرے والی بیوی کے ساتھ زمین پر بیٹھاہے۔

ابوذر نے کہا: دیکھ رہے ہواس کو کہ اس بیوی نے کہا عراق چلو، عراق گیا،لوگ مال وثروت مجھے دینے لگے درحالیکہ میرے دوست نے کہا: جہنم پر پل لرزنے والا ہے اس قدر، وزن اٹھاؤ کہ اس سے گذر سکو(۱۶)ابوذر سے کہاگیا کیا کوئی ملک نہیں حاصل کرتے؟ جیساکہ فلاں فلاں نے کیا ہے کہنے لگے :کیا کرونگاان سے میرے شوم وبخیل ارباب مجھے ایک پیالہ دودھ ایک روٹی دیتے ہیں کہ جو میرے لیے کافی ہے،غذوہ احد میں ابوذرجب پیغمبر اکرمؐ اور مسلمان جنگ احد پر جارہے تھے،منافقین کی سازش سے لوگ دستے دستے اور فرد فرد واپس جنگ سے پلٹ رہے تھے،یہاں تک کہ عبداللہ بن ابی نے ایک جماعت کواپنے ساتھ کرلیااور مسلمان جنگ سے فرار کررہے تھے یاجنگ سے عقب نشینی کررہے تھے،رسول خداؐ کی خدمت میں عرض کیاگیاکہ فلاں نے جنگ سے عقب نشینی کی ہے حضرت نے فرمایا: اسے اپنے حال پر چھوڑ دو اگر بہتری ہے توخدا ہمارے ساتھ ملحق کردیگا یہاں تک کہ رسولخدا سے کہاگیا ابوذر بھی پیچھے رہ گیاہے توپیغمبر نے وہی جواب دیالیکن ابوذر اپنے اونٹ سے اتر کر پیدل رسولخدا کی طرف روانہ ہوا راستے میں پیاس نے غلبہ کیاایک پانی کا چشمہ ملا، پینے کا ارادہ کیارسول خدا کی یاد آئی توخود سے عہد کیاجب تک رسول اللہ پانی نہ پی لیں،نہیں پیئونگا۔

پیغمبر اسلام ایک مقام پر پہنچے اور ایک مسلمان کی نظر پڑی کہ دور سے ایک آدمی آرہاہے رسول خدا سے عرض کیاگیا توفرمایا: خداکرے ابوذر ہو جب نزدیک آیا توابوذر تھارسول خدا نے فرمایا: خدارحمت کرے ابوذر پر تنہا زندگی کریگا تنہااس دنیا سے جائیگااور تنہا مبعوث ہوگا۔

جب رسول خدا نے ابوذر کو دیکھا فرمایا: اسے پانی دو پیاسا ہے جب پانی پیا، پیغمبر کی زیارت سے مشرف ہوا اصحاب نے کہا: یارسول اللہ ابوذر کے پاس پانی تھا کیوں نہیں پیا؟ حضرت نے فرمایا: ابوذر تمہارے پاس پانی تھا کیوں نہیں پیا؟ عرض کیا ہاں حضور میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں راستہ میں پیاس لگی تھی ،ایک چشمہ سے پانی لیا جب پینے کا ارادہ کیا تو آپ کی پیاس یاد آگئی اس لیے خود سے عہد کیا جب تک حضرت کی زیارت نہیں کرونگا پانی نہیں پیئونگا۔

پیغمبر اسلام نے فرمایا :ابوذر خدا تجھے بخش دے تنہائی میں زندگی کریگا اور تنہا مرے گا اور تنہا مبعوث ہوگا اور تنہا جنت میں داخل ہوگا جو لوگ اسے غسل، کفن اور دفن کا انتظام کریں گے اس کی وجہ سے سعادتمند ہونگے۔

خلافت امیر المومنین سے ابوذر کا دفاع :جب ا بوبکر نے اپنی خلافت کا اعلان کیا اصحاب پیغمبر سے بارہ آدمیوں نے ارادہ کیا کہ اس پر اعتراض کریں ہر ایک نے باری باری گفتگو کی جب ابوذر اٹھے اور کہا:اے قریش کی جماعت بہت بڑی غلطی کا اس نے ارتکاب کیاہے خدا کی قسم اس کی وجہ سے عرب کا ایک گروہ اپنے دین سے خارج ہوگا اور ایک گروہ دین میں متذلذل ومضطرب ہوگا اگر خلافت خاندان پیغمبر میں قراردیں ہرگز جھگڑا نہ ہوگا لیکن اب بڑاخون خرابہ ہوگا اور اہل دنیا کے نیزے آپس میں ٹکرائیں گے تم گواہ ہو اور جانتے ہو کہ رسول خدا نے فرمایا:میرے بعد خلیفہ علی ہونگے اس کے بعد حسنین شریفین ان کے فرزند ان کے بعد ان کی معصوم اولاد، تم نے رسول کی بات کو پس پشت ڈال دیا ان سے عہد کو فراموش کردیا ان کی وصیت کو بھول گئے دنیا کی لذت کی پیروی کی ،آخرت کی ہمیشہ رہنے والی نعمت کو چھوڑ دیا، تم بھی گذشتہ امتوں کی طرح انبیاء کے اقوال کو فراموش کردیا ہے، حقیقت میں دین سے منحرف ہوگئے ....اب جلدی تم اپنے کیئے کی سزا بھتوگے پیغمبراسلام نے ابوذر کے ربذہ کی طرف تبعید کی خبر دی۔ رسول خدا نے فرمایا: انبیاء اور اولیاء کی مصیبت سب سے زیادہ ہے پھر علماء ودانشوروں کی مصیبت ہے پھر ان کے بعد ان لوگوں کی جو ان سے زیادہ مشابہ ہیں ۔

حاکم متدرک میں ابوذر سے نقل کرتاہے کہ رسول خدا نے مجھ سے فرمایا:ابوذر کس طرح ہو گے تم جب کہ پست ورذیل لوگوں کے درمیان رہو گے اس طرح پیغمبر نے اپنے دونوں ہاتھوں کو ایک دوسرے میں دبا کر کہا: کہ تم کو اس طرح شکنجہ واذیت دیں گے میں نے عرض کیا: یارسول اللہ مجھے کیا حکم دیتے ہو؟ فرمایا: صبر کرنا تین بار اس جملہ کو دھرایا لوگوں سے اخلاق کے ساتھ رہنا اور کردار میں ان کی مخالفت کرنا۔ کس لیے ابوذر کو ملک بدر کیا گیا؟ تحقیق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں ابوذر کو ربذہ کی طرف تبعید کیا ایک علت یہ ہے کہ وہ ایک حق گو اور نڈر صحابی تھے کیونکہ ابوذر کا کام یہ تھا، حق کو واضح بیان کرنا اور نہ ڈرنا اور یہ مطلب ابوذر کی تاریخی زندگی سے واضح وروشن ہے اب سوال یہ ہے کہ کس لیے ابوذر نے تقیہ نہیں کیا؟ جس کو حق کے خلاف دیکھا اس کے خلاف بول دیا کسی سے خوف نہیں کیا !کیونکہ ابوذر نے جب رسول خدا کے ہاتھ پر بیعت کی تھی تو حضرت نے شرط لگائی کہ ہمیشہ حق کا اظہار کرنا اگرچہ تلخ حالات کا سامنا کرنا پڑے۔

جب عبد الرحمٰن بن عوف پر موت واقع ہوئی عثمان نے اس کا مال وارثوں میں تقسیم کیا لوگوں نے کہا :اس قدر زیادہ مال جو عبد الرحمٰن نے چھوڑا ہے آخرت کے بارے میں اس کے لیے نگران ہیں! عثمان نے کعب سے پوچھا: اس کے بارے میں تم کیا کہتے ہو کہ جس نے اللہ کی راہ میں بہت مال خرچ کیا، یہ کیا، وہ کیا کعب نے کہا: میں اس کے بارے میں خیر وخوبی کے علاوہ کوئی چیز اس سے نہیں دیکھی اس نے حلال کمایا، بہت انفاق کیا اور یہ باقی اس سے بچا ہے ابوذر سے نہ رہا گیا ابوذر نے زمین پر پڑی ہوئی ہڈی اٹھائی اور کعب کے پیچھے مارنے کے لیے بھاگ پڑے۔ یہاں تک کہ کعب عثمان کے پاس آکر پناہ لی اور ابوذر بھی پیچھے آگئے جب کعب نے دیکھا ابوذر کی اندر آگئے ہیں فوراً اٹھ کر عثمان کے پیچھے ڈر کے مارے کھڑے ہوگئے ابوذر نے کہا: اے یہودی زادے تو خیال کرتا ہے کہ عبدالرحمٰن کے لیے کوئی حرج نہیں کہ اس نے اتنا زیادہ مال چھوڑا ہے؟! ابوذر جب دیکھا عثمان نے عبدالرحمٰن پر اس قدر مال کی بخشش کی ہے ہر جگہ اور ہر مقام پر ابوذر نے عثمان کی بیجا بخشش کو مورد اعتراض قرار دیا، کوچہ وبازار میں عثمان کے خلاف تقریریں کیں اور اس آیہ کی تلاوت کی : والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولاینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم، کہ جو سونا چاندی ذخیرہ کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی بشارت دو۔ اس طرح کی تقریریں سب کے سامنے، حکومت وقت کے خلاف، جب کی ہوں تو کیسے وہ اسے ربذہ تبعید نہ کرتا! ابوذر ایک پیغمبر کے بزرگ صحابی اور باعظمت کو کیسے لوگوں کے درمیان سزادے کوئی چارہ کار نہ دیکھا تو ایک آدمی ابوذر کے پاس بھیج دیا کہ مجھ پر اعتراض کی بارش نہ کرو! ابوذر نے جواب میں کہا: تم مجھے آیات الہی سنانے سے منع کرتے ہو؟ خدا کی قسم عثمان کی خوشنودی کے لیے اللہ تعالی کو ناراض نہیں کرونگا۔

عثمان نے جب دیکھا کہ ابوذر کسی تہدید و دھمکی سے نہیں ڈرتا اور طمع ولالچ سے بھی اسے نہیں خریدا جاسکتا۔

ایک دفعہ ایک غلام سے کہا جاؤ ابوذر کو روکو، اگر وہ تمہاری باتوں سے مجھے سرزنش نہ کرے تو میں تم کو آزاد کرو دونگا وہ ابوذر کے پاس ہر قسم کی کوشش کی کہ کسی طرح عثمان کو برا بھلا کہنے سے رک جائے، جب کچھ نہ ہو سکا ،تو غلام نے کہا: میری وجہ سے اسے معاف کردو اور کچھ نہ کہو تاکہ وہ مجھے آزاد کردے ابوذر نے غلام سے کہا: ہاں تم آزاد ہو جاؤ گے اور میں غلام بن جاؤنگا تمہاری دنیا کے لیے اپنی آخرت نہیں بیچ سکتا۔

ایک دن ابوذر مریض تھا اور عصا (لکڑی) کے سہارے چل کر عثمان کے پاس گیا دیکھا اس کے سامنے ایک لاکھ درھم ہیں اور لوگ اس کے پاس بیٹھے انتظار کررہے ہیں کہ کب تقسیم کرتا ہے؟ ابوذر نے عثمان سے پوچھا: یہ مال کہاں سے آیا ہے اور اس کا مصرف کیا ہے؟ عثمان نے جواب دیا: ایک جگہ سے آیا ہے چاہتا ہوں اور مال آجائے پھر کوئی ارادہ کروں ابوذر نے کہا تجھے یاد ہے کہ جب پیغمبر اکرم ﷺ کے پاس ایک دن گئے تو وہ محزون تھے اور ہم پھر دوسرے دن گئے تو خوشحال نظر آرہے تھے ان سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: کل میرے پاس چار درھم بیت المال کے بچ گئے تھے اور پریشان تھا کہ موت آجائے اور یہ مال تلف ہو جائے، آج وہ اپنے مستحق کے پاس چلے گئے خوشحال ہوں۔

عثمان نے کعب الاحبار کی طرف رخ کیااور پوچھا جس نے زکات دے دی اب اس پر کچھ ہے ؟ کہنے لگا نہیں: ابوذر نے عصا اٹھا کر سر پر دے مارا اور کہا: تم مسلمانوں کے امور میں کیوں دخالت کرتے ہو؟ اے یہودی کے بیٹے! تجھے کیا حق ہے؟ مسلمانوں کے احکام میں اپنی نظر دے، کلام خدا پر کوئی چیز مقدم نہیں ہو سکتی کلام خدا تمہارے کلام پر مقدم ہے، پھر اس آیت کو پڑھا: والذین یکنزون الذھب والفضۃ....... عثمان نے ابوذر سے کہا: تم خرافات کہتے ہو کیا عقل تمہاری چلی گئی؟ اگر رسول خداؐ کا صحابی نہ ہوتا تو تجھے یہیں پر قتل کر دیتا۔ابوذر نے کہا رسول خدا کے دوست نے مجھے بتایا ہے: تم مجھے فریب نہیں دے سکتے البتہ عقل میری اس قدر باقی ہے جو خبر رسول خدا سے سنی تھی اب تک میرے ذہن میں باقی ہے اور مجھے یاد ہے۔

عثمان نے کہا: رسول خدا سے کیا سنا ہے؟ ابوذر نے کہا: میں نے رسول خدا سے سنا ہے جب ابوالعاص کے تیس آدمی پہنچ جائیں خدا کے مال کو مفت کھا جائیں گے اور قرآن کو مکر وفریب کا وسیلہ قرار دیں گے۔اور دوسری روایت میں اس طرح ذکر ہے "یقول اذا بلغ بنو ابی العاص ثلاثین رجلًا۔اتخذوا دین اللہ دخلًا او عباد اللہ خولًا ومال اللہ دولًا فقتلوہ فقدا وجوعًا وذلًا و ضرًّا و صبرًا

عثمان نے سامعین سے کہا: تم نے یہ خبر رسول سے سنی ہے؟ سب نے کہا نہیں۔عثمان نے کہا: علی کو بلاؤ جب علی تشریف لائے عثمان نے کہا: یا ابوالحسن جھوٹے آدمی کے بارے کیا کہتے ہو؟ علی نے فرمایا: ایسا نہ کہو میں نے رسول خدا سے سنا ہے: کہ ابوذر کے بارے میں فرمایا: آسمان نے کسی پر سایہ نہیں کیا اور زمین نے کسی کو نہیں اٹھایا کہ جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو سب نے کہا ہاں ہم نے یہ رسول اللہ سے سنا ہے؟!

ابوذر کے اعتراضات عثمان پر روز بروز زیادہ ہوتے گئے، یہاں تک کہ جب عثمان نے حامی بہت زیادہ اس کے پاس بیٹھے دیکھے تو پوچھا کیا خلیفہ کیلیے جائز ہے کہ بیت المال سے قرض لے لے جب ممکن ہو واپس کرے؟ کعب الاحبار نے کہا: کوئی مانع نہیں، لے سکتا ہے یہاں پر ابوذر سے نہ رہا گیا اس نے کعب سے کہا: تو چاہتا ہے ہم کو احکام دین یاد کرائے اے یہودی زادے۔

عثمان نے کہا: اے ابوذر مجھے بہت اذیت کر رہے ہو صحابی پیغمبر ہو کر مجھے ملامت کرتے ہو؟ اب تم حق نہیں رکھتے کہ مدینہ میں رہو شام چلے جاؤ۔

ابوذر شام کی طرف جلاوطنی: جب عثمان نے مجبور ہو کر ابوذر کو شام کے ملک کی طرف روانہ کیا تو ابوذر شام میں آکر جو رسول اکرم سے احادیث اہلبیت کے بارے میں سنی تھیں لوگوں کے درمیان صبح،شام بیان کرتا رہا یہاں تک کہ اکثر لوگ اہلبیت کے گرویدہ بن گئے تاریخ لکھنے والے لکھتے ہیں کہ لبنان کے لوگ اکثر ابوذر کی تبلیغ کی وجہ سے شیعہ ہوئے ہیں ،ابوذر ہمیشہ حق کہتا اور جو حق کے مخالف ہوتا اس کے وجود کو تحمل نہ کر سکتا تھا، شام میں امر ونہی سے ہاتھ نہیں اٹھایا

،جب معاویہ کے محل میں آیا پوچھا،اگر یہ محل خدا کے مال سے بنایا ہے، تو خیانت کی ہے۔اگر لوگوں کے ،مال سے بنایا ہے، تواسراف کیا ہے خدا اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

ابوذر ہمیشہ شام میں اپنی تقریوں کے ذریعہ ان جملات کا تکرار کرتا رہتا تھا کہ جب رسول ہم میں نہیں آئے تھے اس وقت بھی ہم جھوٹ نہیں بولتے تھے اور ہمسایوں کا احترام کرتے تھے، مہمان کی عزت کرتے، فقراء سے اچھا سلوک کرتے ۔جب اسلام آیا، ہمارے ان اچھے کاموں کی تائید کی، مسلمان ان صفات کو پسند کرتے اور اس پر عمل کرتے، لیکن جب یہاں رسول کے بعد برے حکمران آئے انہوں نے ظلم وستم کرنا شروع کیا، حق پائمال کرنے لگے اور ایسے برے کردار انجام دیئے کہ نہ قرآن ان کی تصدیق کرتا ہے اور نہ رسول کے خلیفہ کو یہ زیب دیتا ہے ،ان برے حکمرانوں نے باطل کو زندہ کردیا، سچوں کو جھوٹا، جھوٹوں کو سچا کہنا شروع کردیا، نالائق لوگ اقتدار کے مالک بن گئے، لائق لوگوں سے ان کا حق چھین لیا گیا ہے۔

معاویہ کے جاسوس معاویہ کے پاس آکر کہنے لگے ،اگرابوذر نے اس کام کو اسی طرح جاری رکھا تو تمہاری حکومت کی خیر نہیں، معاویہ پریشان ہو گیا، عثمان کو خط لکھا، صبح ،شام لوگ ابوذر کے ارد گرد جمع رہتے ہیں اور وہ ایسی تقریریں کر رہا ہے کہ جس سے لوگ ہم سے دور ہوتے چلے جارہے ہیں ان کو اپنے پاس بلالے ورنہ دونوں حکومتوں کے خاتمہ کے لیے زمینہ فراہم کر رہا ہے اور لوگ تیری حکومت کے مخالف ہوتے جارہے ہیں عثمان نے جواب میں لکھا ۔جب میرا خط تم کو ملے فورا ابوذر کو میرے پاس بھیج دے معاویہ نے خطِ عثمان کسی کو دے کر ابوذر کے پاس بھیجا،ابوذر نے اسی وقت مدینہ کے لیے تیاری کی اور لوگوں کو مطلع کیا کہ میں مدینہ واپس جارہا ہوں، معاویہ مجھے یہاں رہنے نہیں دیتا، لوگ گریہ کرنے لگے ابوذر نے کہا: نہ خود آیا ہوں نہ خود واپس جارہا ہوں۔

جب لوگوں نے دیکھا ابوذر شام سے جارہا ہے ،خدا حافظی کیلیے آئے اور مقام دیر مران تک ان کے ساتھ چلے ابوذر نے وہاں نمازِ جماعت اقامہ کی اور آخری تقریر کی۔

ابوذر کی تقریر:ابوذر نے حمد وستایش باری تعالی کے بعد کہا:اے لوگو! میں نے کسی کے درمیان تفرقہ اندازی نہیں کی اور نہ کسی کو وصیت کی خدا کی حمد ہے سب نے بلند آواز سے الحمد للہ کہا پھر کلمہ شہادتین پڑھا تو سب نے پڑھا ایسی بلند آواز تھی کہ کاخ معاویہ تک پہنچی پھر فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ قیامت حق ہے ، موت حق ہے، قبر حق ہے ،جنت حق ہے، جہنم حق ہے ، سزا وجزا حق ہے ،جو کچھ خدا کی طرف سے حکم آیا خود عمل کیا، آپ کو بھی بتایا تم میرے گواہ رہو،ظالم ستم کار کی کبھی مدد نہ کرنا۔ ہمیشہ حق کہنا اور حق کا ساتھ دینا، حاکم کے ساتھ کسی بدعت میں ساتھ نہ دینا، نماز وروزہ کو ضایع نہ کرنا، غضبِ خدا سے ڈرنا، نماز میں اجتماع کرنا، حاکم کے برے اعمال سے بیزاری کا اظہار کرنا، اگر کسی حکم خدا کو بدلے اس سے دوری کرنا اور جس قدر ہوسکے، مقابلہ کرنا۔ ہر چند تمہیں شکنجہ دے، حاکم کی خوشنودی کے لیے خدا کی ناراضگی مول نہ لینا، اگرچہ تم کو تبعید کردے خدا تم کو اور مجھے بخش دے ،لوگوں نے کہا: اگر اجازت دیں تو ہم تمہیں نہ جانے دیں، ابوذر

نے کہا: تم صبر کرو اگر ایسا کروگے تو ستم کار لوگ اپنے ظلم سے باز نہیں آئیں گے تم واپس چلے جائو، خدا حافظ۔ابوذر کی شام سے واپسی: ابوذر جب واپس مدینہ، عثمان کے پاس آیا عثمان نے کہا: تم نے اپنا کام کیا اور لوگوں کو میرے خلاف بھڑکایا ہے ابوذر نے کہا: جو تمہاری خوشامد کرے اور جھوٹ بولے وہ تجھے اچھا لگتا ہے، میں نے لوگوں کو احادیث رسول سے آگاہ کیا ہے، ظالم اور مظلوم کی پہچان کرائی ہے۔

کعب الاحبار نے ابوذر کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا : تم حاکم وقت کے سامنے ایسے کلام کرتے ہو؟ ابوذر نے عصا اس کے سر پر دے مارا اور کہا: چپ کرو یہودی زادے تم کو کیا حق ہے کہ مسلمانوں کے امور میں کوئی رائے دو۔خدا کی قسم ! ابھی تک تیرے اندر یہودی دل موجود ہے، عثمان نے کہا: خدا کی قسم میں اور تم ایک محل میں نہیں رہ سکتے، حکم دیا ان کو مجھ سے دور کرو اور کوئی بھی اس سے بات چیت نہ کرے، کچھ مدت تک کلام نہیں کی، یہاں تک کہ ایک دن ابوذر کو عثمان نے بلایا اور کہا: ابوذر جانتا ہے کہ تم نے مجھ سے کیا کیا ہے؟

ابوذر نے کہا: میں نے تیرے لیے خیر خواہی کی۔عثمان نے کہا: جھوٹ بولتے ہو تم نے خیانت کی ہے، شام کے لوگوں کو میرے خلاف کر دیا ہے۔

ابوذر نے کہا: تم پہلے خلفاء کی طرح رویہ رکھو تو تم سے کسی کو اعتراض نہیں ہوگا۔

عثمان نے کہا: یہ بات کیوں کرتے ہو تم سے کیا مربوط؟

ابوذر نے کہا: خدا کی قسم میں نے تم سے مکر و حیلہ نہیں کیا بغیر امر و نہی کے۔

عثمان لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: اس کے ساتھ کیا سلوک کروں؟ قتل کردوں یا زندان میں ڈالودوں یا ملک بدر کروں؟!

ابوذر نے کہا: عثمان تم نے رسولخدا اور پہلے دوخلیفوں کو دیکھا ہے کہ انہوں نے لوگوں سے کیا رویہ رکھا ہے ؟خدا کی قسم ! تم ایسے نہیں ہو تم ستم کار، ظالم بن کر
یرے ساتھ سلوک کررہے ہو ۔

عثمان نے غصے سے کہا: میرے ملک سے نکل جائو۔ابوذر ! خدا کی قسم تمہاری ہمسائیگی سے بیزار ہوں کہاں جائوں؟ عثمان نے کہا جہاں چاہو۔

ابوذر نے کہا: شام کی طرف کفار سے جہاد کے لیے چلا جائوں۔

عثمان نے کہا: وہاں تم نے فتنہ کھڑا کر دیا ہے اس لیئے تو میں نے وہاں سے تمہیں واپس بلالیا دوبارہ وہاں جانا چاہتا ہے نہیں۔

ابوذر نے کہا: عراق چلا جائوں۔

عثمان نے کہا : نہیں، وہاں کے لوگ فتنہ گر ہیں۔

ابوذر ! مصر چلا جائوں ؟ عثمان نے کہا: نہیں،

ابوذر نے کہا: پھر کہاں جائوں؟

عثمان نے کہا: ربذہ !

ابوذر نے (انا للہ وانا الیہ راجعون) پڑھا اور کہا: رسول خدا نے مجھ سے فرمایا تھا: تم کو جہاں بھیجیں چلے جانا آخر میں تمہیں ربذہ کی سرزمین ملے گی۔

ابوذر ربذہ کی طرف تبعید

عثمان نے دستور دیا ابوذر کو ربذہ کی طرف بھیج دو اور کوئی اس سے کلام نہ کرے اور کوئی اس سے خداحافظی نہ کرے عثمان سے علی اور عقیل کے علاوہ سب ڈرتے تھے علی نے حسنین شریفین سے فرمایا :اس کے ساتھ مدینہ کے باہر تک ساتھ چلو اور عقیل و عمار یاسر بھی ساتھ گئے تو مروان نے امام حسن کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: مگر عثمان کی گفتگو نہیں سنی، علی نے تازیانہ اس کے کانوں پر مارا اور فرمایا : ہم سے دور ہو جا، خدا تم کو ہلاک کرے پھر مروان نے عثمان کے پاس جاکر شکایت کی ، عثمان سخت غصے ہوا، علی بھی اس پر بہت غصے تھے۔ ابوذر کو علی نے خداحافظی کی اور عقیل، عمار یاسر نے تقریر یں کیں اور ابوذر کو دلاسہ دیا اور صبر کی تلقین کی یہاں پر ابوذر سے صبر نہ ہو سکا آنکھوں سے آنسو بہنے لگے پھر کہا: خدا آپ پر بھی اپنی رحمت نازل کرے ہاں دوستوں کی جدائی بڑی سخت ہوتی ہے خصوصا ایمانی دوست کیا خوب عرب شاعر نے کہا: یقولون ان الموت صعب علی الفتی۔ مفارقۃ الاحباب واللہ اصعب؛ کہتے ہیں کہ جوان کی موت سخت ہے لیکن دوستوں کی جدائی اس سے زیادہ سخت ہے۔

ابوذر نے کہا: خاندان نبوت سے جدائی میرے لیے سخت ہے لیکن کیا کروں چارہ ہی نہیں ابوذر ربذہ روانہ ہوئے اور علی اور دوسرے ساتھی مدینہ واپس پلٹے۔

لوگوں نے علی سے کہا: عثمان آپ پر ابوذر کی خداحافظی کی وجہ سے غصے ہوا ہے علی نے فرمایا: غضب الخیل علی صم اللجم۔ مثل یہ کہ گھوڑے کے منہ پر لجام ہے تو غضب کرتا ہے یعنی میرا کیا کر سکتا ہے ؟ عثمان نے علی سے کہا: کیا چیز باعث بنی کہ ابوذر سے بدرقہ کیا ہے ؟

علی نے کہا: کیا چیز باعث بنی کہ مروان کو ہم پر مامور کیا ہے ؟ مگر تم کو ہم پر اعتماد نہیں تھا کہ میں نے کیا کہا : تم نے میرے امر کو سبک شمار کیا ہے تیرا ایلچی چاہتا تھا کہ ہمیں واپس لے آئے ہم نے تیرے امر کو سبک شمار نہیں کیا، عثمان نے کہا: میں نے نہیں کہا تھا کہ کوئی ابوذر کو بدرقہ نہ کرے ۔

علی نے فرمایا: مگر بنا یہ ہے کہ جو تم کہو وہ مانا جائے ہر معصیت میں تیری اطاعت کروں ؟ !

ابوذر اور حق طلبی: ابوذر کچھ مدت کے بعد پھر مدینہ واپس لوٹے کہ جب عثمان کے ارد گرد لوگوں کا ہجوم تھا، ابوذر نے عثمان سے کہا: تم نے مجھے وہاں بھیجا ہے کہ جہاں کھانے کو کچھ نہیں ملتا، درختوں کے سایہ میں زندگی کر رہا ہوں، میرے

لیے ایک غلام اور بیت المال سے میرا حصہ دو، عثمان نے منہ پھیر لیا ابوذر اسی طرف رخ کر کے کہنے لگے یہاں پر حبیب بن سلمہ نے ابوذر سے کہا: ایک ہزار درھم ایک خادم اور پانچ سو گوسفند میرے پاس آپ کے ہیں میں آپ کو دونگا۔

ابوذر نے کہا: میں فقیر بن کر سوال نہیں کیا کہ تمہیں میرے اوپر رحم آرہاہے! میں نے وہ حق طلب کیا ہے کہ جو میرا حق کتاب میں لکھاہے عثان میرا مدیون ہے اسی حال میں علی وارد ہوئے تو عثمان نے کہا: اس بیوقوف کو مجھ سے دور کرو علی نے فرمایا: یہ بے وقوف نہیں ہے بلکہ رسول خدا سے میں نے سنا ہے کہ کسی ماں نے آسمان کے نیچے ایسا بچہ نہیں جنا اور نہ زمین میں ہے کہ جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو۔ان کو مومن آل فرعون کی طرح قرار دیا ہے اگر جھوٹ بولتا ہے تو اس کی گردن پر اس کا گناہ ہے اگر سچ کہتا ہے اور بعض عذاب کا وعدہ کہتا ہے تو تو دیکھے گا۔

ابوذر کا خط،حذیفہ کے نام: جب ابوذر ربذہ میں تنہائی کے ساتھ زندگی گزار رہے تھے تو حذیفہ کو خط لکھا غربت و بیٹے کی وفات غم وغصہ، حرم رسول خدا سے دوری اور میرے پاس کوئی نہیں کہ جس سے درد دل کہوں آپ کو معلوم ہے کہ میرے بیت المال سے میرے حصہ کو مجھ سے قطع کر دیا ہے میں نے کسی پر ظلم نہیں کیا اور نہ کسی کا حق لوٹا ہے اور نہ کسی کو اذیت کی ہے مجھے بے گناہ بیابان میں بھیجاہے خدا سے پناہ چاہتاہوں کہ شکوہ وشکایت کروں بلکہ خدا سے تیرے لیے خیر چاہتاہوں اور دعا کا طالب ہوں کہ آپ دعا کریں خدا تمام مومنین و مسلمین اور میرے لیے مشکلات کو حل فرمائے والسلام۔

حذیفہ کا جواب: جواب سلام کے بعد آپ کا خط ملا جو نصیحت کی تم ہمیشہ ہمارے لیے خیر وخوبی خدا سے چاہتے رہے ہو یہ سب خدا تعالی کا لطف ہے ہاں میرے بھائی جو تم پر مصیبت وارد ہوئی ہے میں تیرے ساتھ اس غم میں شریک ہوں اگر ممکن ہوتا تو تیرے لیے دفاع کرتا فقط خدا کی پناہ چاہتاہوں غم نہ کرو خدا اس کی پاداش تم کو عطا کرے گا تیرے لیے اٹھتے بیٹھتے دعا کرتا رہونگا والسلام۔

ابوذر اپنے بیٹے کی قبر پر: ابوذر ربذہ میں تنہائی کی زندگی گزار رہے تھے، روز بروز مشکلات کے ہجوم میں پس رہے تھے کہ اسی حال میں ان کے بیٹے کی وفات ہوتی ہے بیٹے کی لاش تنہا اٹھاتے ہیں، غسل وکفن اور دفن کا خود انتظام کرتے ہیں، آخر میں بیٹے کی قبر کے پاس بیٹھ کر گریہ کرتے ہوئے کہتے ہیں: بیٹا تم نے اچھے اخلاق کے ساتھ زندگی گزاری میں تم سے راضی ہوں اگر تیری جگہ موت آتی تو میں قبول کرلیتا دوست رکھتا ہوں کہ تیری جگہ قبر میں دفن ہوں لیکن یہ حکم خدا ہے کہ جس پر میں خدا کا شکر گزار ہوں کہ اس نے تجھے عارضی گھر کی تکالیف سے جلد بلالیا اور اپنی ہمیشہ کی نعمتوں سے نوازا ہے پھر آسمان کی طرف منہ کر کے دعا کرتے ہیں: اے اللہ میں باپ ہو کر اس کے حقوق سے در گزر کر رہاہوں اور واجب حقوق بخشتا ہوں تو بھی اپنے حقوق سے در گزر فرما تو عفو در گزر میں مجھ سے زیادہ سزا وار ہے۔

ابوذر کا فتوی: ایک آدمی نے ابوذر سے کہا: کہ عثمان کے کارکنان مالیات لینے میں مجھ پر ستم کرتے ہیں اور کچھ زیادہ لیتے ہیں کیا اپنے مال سے کچھ چھپادوں جائز ہے؟ ابوذر نے کہا: نہیں ایسا نہ کرنا بلکہ مال سامنے رکھ کر ان سے کہنا کہ جو تمہارا حق ہے لے لو اگر زیادہ لوگے تو قیامت کے دن تمہارے نامہ اعمال سے میرے لیے تم کو واپس کرنا پڑے گا اس وقت ایک

جوان ابوذر کے سر پر کھڑے تھے کہا: اے ابوذر مگر عثمان نے تم کو نہیں روکا کہ آیندہ فتوی نہ دیا کرو ابوذر نے کہا: تجھے اس نے مجھ پر باز رس اور رقیب قرار دیا ہے! خدا کی قسم! اگر شمشیر میرے سر پر مارے گا تو میں قبل از شمیر کلمہ شہادتین پڑھ لونگا اور اپنے فتوی سے دست بردار نہیں ہو نگا۔

ابوذر کی عبادت: ابو عثمان نہدی کہتا ہے: کہ ابوذر کو سوار دیکھا کہ کبھی قبلہ کی طرف سر کو موڑتا ہے اور کبھی زمین کی طرف اشارہ! میں نے تصور کیا کہ ابوذر کو نیند آرہی ہے پوچھا ابوذر نیند آرہی ہے ابوذر نے کہا: نہیں بیدار ہوں اور نماز پڑھ رہاہوں ۔

اہل بصرہ کاایک آدمی ابوذر کے بیٹے کی وفات کے بعد ان کے پاس بیٹے کی تعزیت و تسلیت کے لیے آیا اور ان کی گھر والی سے پوچھا ابوذر اب کس حال میں ہے کہا: ہمیشہ اللہ کی عبادت اور تفکر میں وقت گزار تاہے اور تنہائی میں بیٹھ کر فکر ی عبادت کرتاہے ۔ ابن اثیر اسد الغابہ میں لکھتاہے کہ ابوذر رسول خدا ﷺ کے تین سال بعثت سے پہلے وحدہ لاشریک کی عبادت کرتاتھا جب رسول کی بیعت کی تو شرط کی کہ ہمیشہ حق کہنا حق کا ساتھ دینا اور حق پر مرنا ۔

ابوذر کی وفات: ابوذر کی بیوی نقل کرتی ہے کہ جب ابوذر پر موت کے آثار دیکھے گریہ کرنے لگی ابوذر نے کہا: گریہ کیوں کرتی ہے؟ میں نے رسولخدا ﷺ سے سناہے کہ انہوں نے ہم اصحاب کی طرف متوجہ ہوکر فرمایاتھا :تم میں سے ایک بیابان میں تنہائی کے عالم میں مرے گا جو اسے کفن دے گا وہ خوش نصیب ہوگا جب یہ بات سنی تو اب ان میں سے جو اس دن بیٹھے تھے رسول کی بات سنی کوئی نہیں رہا سوائے میرے اب تم غم نہ کرو جب میں مرجاؤں تم راستے پر جاکر بیٹھ جانا ۔

عمّار بن یاسر[102]

۵۶ـ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَیْبَةَ النَّیْسَابُورِیُّ، قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَبِی خَالِدٍ، عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَعْیَنَ، عَنْ أَبِی جَعْفَرٍ (ع)، قَالَ، قُلْتُ مَا تَقُولُ فِی عَمَّارٍ قَالَ: رَحِمَ اللَّهُ عَمَّاراً، ثَلَاثاً، قَاتَلَ مَعَ أَمِیرِ الْمُؤْمِنِینَ (صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَیْهِ وَ آلِه) وَ قُتِلَ شَهِیداً. قَالَ. قُلْتُ فِی نَفْسِی مَا تَکُونُ مَنْزِلَةٌ أَعْظَمَ مِنْ هَذِهِ الْمَنْزِلَةِ فَالْتَفَتَ إِلَیَّ، فَقَالَ: لَعَلَّکَ تَقُولُ مِثْلَ الثَّلَاثَةِ! هَیْهَاتَ! قَالَ، قُلْتُ: وَ مَا عِلْمُهُ أَنَّهُ یُقْتَلُ فِی ذَلِکَ الْیَوْمِ قَالَ: إِنَّهُ لَمَّا

---

[102]ـ وقعة صفین ۳۴۰، الطبقات الکبری لابن سعد ۳ص۲۴۶، التاریخ الکبیر ۷ص۲۵، المعارف ۱۴۷، إنساب الاَشراف ۲ص۳۱۴، تاریخ الطبری ۴ص۲۶، الجرح والتعدیل ۶ص۳۸۹، اختیار معرفة الرجال ن الحدیث ۱۳و ۱۴، مشاهیر علماء الاَمصار ۴۷ن ۲۶۶، المستدرک للحاکم ۳ص۳۸۳، حلیة الاَولیاء اص۱۳۹، إصحاب الفتیا من الصحابة و التابعین ۷۵ن ۶۲، رجال الطوسی ۳۲، الخلاف للطوسی اص۱۱۲، تاریخ بغداد اص۱۵۰، الاستیعاب ذیل الاصابة ۲ص۴۶۹، المنتظم ۵ص۱۱۹، أُسد الغابة ۴ص۴۳، الکامل فی التاریخ ۳ص۳۰۸، تهذیب الاَسماء واللغات ۲ص۳۷، تهذیب الکمال ۲۱ص۲۱۵، العبر للذهبی اص۲۷، سیر إعلام النبلاء اص۴۰۶، تاریخ الِاسلام للذهبی (سبة ۳۷ه-) ۵۶۹، الوافی بالوفیات ۲۲ص۳۷۶، مرآة الجنان اص۱۰۰، البدایة والنهایة ۶ص۲۲۰، الجواہر المضیبة ۲ص۴۱۶، الاصابة ۲ص۵۰۵، تقریب التنذیب ۲ص۴۸، تهذیب التنذیب ۷ص۴۰۸، شذرات الذهب اص۴۵، تنقیح المقال ۲ص۳۲۰، إعیان الشیعة ۸ص۳۷۲، الغدیر ۹ص۱۵، معجم رجال الحدیث ۱۲ص۲۶۵ن ۸۶۵۰.

رَأى الْحَرْبَ لَا تَزْدَادُ إِلَّا شِدَّةً وَ الْقَتْلَ لَا يَزْدَادُ إِلَّا كَثْرَةً تَرَكَ الصَّفَّ وَ جَاءَ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هُوَ هُوَ قَالَ ارْجِعْ إِلَى صَفِّكَ، فَقَالَ لَهُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذَلِكَ يَقُولُ لَهُ ارْجِعْ إِلَى صَفِّكَ فَلَمَّا أَنْ كَانَ فِي الثَّالِثَةِ قَالَ لَهُ نَعَمْ. فَرَجَعَ إِلَى صَفِّهِ وَ هُوَ يَقُولُ:اليوم القى الاحبة--- محمداً و حزبه.

حمران بن اعین نے امام صادقؑ سے عمار کے متعلق سوال کیا ،آپ نے تین بار فرمایا : اللہ تعالی عمار پر رحم فرمائے انہوں نے امام علیؑ کے ہمرکاب ہو کر انکے دشمنوں سے جنگ کی اور شہید ہوگئے ،راوی کہتا ہے میں دل میں کہا اس سے بڑی منزلت کیا ہو گی ؟ تو آپؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا شاید تیری مراد وہ تین بار والا واقعہ مراد ہے ،ایسا نہیں ، راوی کہتا ہے میں نے عرض کی مولا انہیں اپنی شہادت کا علم تو نہیں تھا ،آپ نے فرمایا جب انہوں نے دیکھا کہ جنگ کی شدت بڑھتی جارہی ہے اور بہت زیادہ قتل ہو رہے ہیں تو صف کو چھوڑا اور امام علیؑ کے پاس آئے اور عرض کی : یا امیر المومنینؑ ! یہ حالت ہے ،(مجھے اجازت دیجیے)آپ نے فرمایا اپنی صف میں لوٹ جاو ،اسی طرح تین بار امام کی خدمت میں آئے ،اور آپ نے فرمایا اپنی صف میں لوٹ جاو ،جب تیسری بار تھی تو فرمایا ہاں ،جب واپس لوٹ رہے تھے تو کہہ رہے تھے : آج میں اپنے پیاروں (نبی اکرمؐ اور آپ کے لشکر) کے پاس پہنچ جاوں گا۔

۵۷۔ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي عَوْفٍ الْبُخَارِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدِ بْنِ مَزْيَدٍ الْكَشِّيُّ، قَالا حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْمَحْمُودِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَمَّادٍ الْمَرْوَزِيُّ، قَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ الَّذِي قَالَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ (ص) وَ قَدْ أَلْقَتْهُ قُرَيْشٌ فِي

النَّار: يٰا نٰارُ كُونِي بَرْداً وَ سَلٰاماً عَلَى عَمَّارٍ كَمَا كُنْت بَرْداً وَ سَلَاماً عَلَى إِبْرَاهِيمَ، فَلَمْ يُصِبْهُ مِنْهَا مَكْرُوهٌ. وَ قَتَلَتْ قُرَيْشٌ أَبَوَيْهِ وَ رَسُولُ اللَّه (ص) يَقُولُ صَبْراً آلَ يَاسِرٍ مَوْعِدُكُمُ الْجَنَّةَ، مَا تُرِيدُونَ مِنْ عَمَّارٍ عَمَّارٌ مَعَ الْحَقِّ وَ الْحَقُّ مَعَ عَمَّارٍ حَيْثُ كَانَ، عَمَّارٌ جِلْدَةُ بَيْنَ عَيْنِي وَ أَنْفِي تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، وَ قَالَ وَقْتَ قَتْلِهِمْ إِيَّاهُ: اليوم القى الاحبة--- محمداً و حزبه. يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَ يَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ

مروزی نے کہا: عمار بن یاسر کے متعلق نبی اکرمؐ نے فرمایا جب قراش نے ان کو آگ میں ڈال دیا تھا، اے آگ، عمار کے لیے خنک و گلزار بن جا، جس طرح ابراہیم کے لیے خنک و گلزار بنی تھی، تو اس سے ان کو گزند نہ پہنچا اور قریش نے انکے والدین کو قتل کر دیا اور نبی اکرمؐ نے فرمایا آل یاسر صبر کرو، تمہاری وعدہ گاہ جنت ہے[۱۰۳]، اور تم عمار سے کیا چاہتے ہو، عمار حق کے ساتھ ہے اور حق عمار کے ساتھ ہے عمار میری آنکھوں کا تارا ہے، اسے باغی گروہ قتل کریگا اور عمار جنگ کرتے ہوئے کہتے تھے: آج میں اپنے پیاروں (نبی اکرمؐ اور آپ کے لشکر) کے پاس پہنچ جاوں گا، وہ انہیں جنت کی طرف بلا رہے ہونگے اور وہ لوگ ان کو جہنم کی طرف بلاتے ہونگے۔

۵۸- حَمْدَوَيْهِ وَ إِبْرَاهِيمَ، قَالا حَدَّثَنِي أَيُّوبُ بْنُ نُوحٍ، عَنْ صَفْوَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْد، عَنْ فُضَيْلٍ الرَّسَّانِ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ، وَ هُوَ يَقُولُ حَدَّثَنِي بُرَيْدَةُ الْأَسْلَمِيُّ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ (ص) يَقُولُ إِنَّ الْجَنَّةَ تَشْتَاقُ إِلَى ثَلَاثَةٍ، قَالَ

[۱۰۳] ۔یہ متواتر روایات میں ثابت ہے جن کی تحقیق ہم نے متواتر الاخبار عن النبی المختار میں پیش کی ہے ۔

فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ، فَقِيلَ لَهُ يَا أَبَا بَكْرٍ أَنْتَ الصِّدِّيقُ وَ أَنْتَ ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ، فَلَوْ سَأَلْتَ رَسُولَ اللَّهِ (ص) مِنْ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ قَالَ إِنِّى أَخَافُ أَنْ أَسْأَلَهُ فَلَا أَكُونَ مِنْهُمْ فَتَعَيَّرَنِى بِذَلِكَ بَنُو تَيْمٍ، قَالَ، ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ، فَقِيلَ لَهُ يَا أَبَا حَفْصٍ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ (ص) قَالَ إِنَّ الْجَنَّةَ تَشْتَاقُ إِلَى ثَلَاثَةٍ وَ أَنْتَ الْفَارُوقُ الَّذِى يَنْطِقُ الْمَلَكُ عَلَى لِسَانِكَ فَلَوْ سَأَلْتَ رَسُولَ اللَّهِ مِنْ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ فَقَالَ إِنِّى أَخَافُ أَنْ أَسْأَلَهُ فَلَا أَكُونَ مِنْهُمْ فَتَعَيَّرَنِى بِذَلِكَ بَنُو عَدِيٍّ. ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ (ع) فَقِيلَ لَهُ يَا أَبَا الْحَسَنِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ (ص) قَالَ إِنَّ الْجَنَّةَ لَتَشْتَاقُ إِلَى ثَلَاثَةٍ فَلَوْ سَأَلْتَهُ مِنْ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ فَقَالَ أَسْأَلُهُ إِنْ كُنْتَ مِنْهُمْ حَمِدْتَ اللَّهَ وَ إِنْ لَمْ أَكُنْ مِنْهُمْ حَمِدْتَ بِاللَّهِ، قَالَ، فَقَالَ عَلِيٌّ (ع) يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ قُلْتَ إِنَّ الْجَنَّةَ لَتَشْتَاقُ إِلَى ثَلَاثَةٍ فَمَنْ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةُ قَالَ أَنْتَ مِنْهُمْ وَ أَنْتَ أَوَّلُهُمْ، وَ سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ فَإِنَّهُ قَلِيلُ الْكِبْرِ وَ هُوَ لَكَ نَاصِحٌ فَاتَّخِذْهُ لِنَفْسِكَ، وَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ شَهِدَ مَعَكَ مَشَاهِدَ غَيْرِ وَاحِدَةٍ لَيْسَ مِنْهَا إِلَّا وَ هُوَ فِيهَا، كَثِيرٌ خَيْرُهُ، ضَوِيٌّ نُورُهُ، عَظِيمٌ أَجْرُهُ.

بریدہ اسلمی نے نبی اکرمؐ سے نقل کیا: جنت تین افراد کی مشتاق ہے، اتنے میں ابو بکر آئے تو ان سے کہا گیا تم صدیق ہو اور غار میں نبی اکرمؐ کے ساتھ تھے، ذرا نبی اکرمؐ سے ان تین کے متعلق سوال کرو اس نے جواب دیا؛ مجھے ڈر ہے کہ اگر میں نے سوال کر لیا اور میں ان میں سے نہ ہوا تو مجھے بنی تیم طعنہ دیں گے، پھر عمر آیا تو ان سے کہا گیا اے ابو حفص، نبی اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ جنت تین افراد کی مشتاق ہے، نبی اکرمؐ سے ان تین کے متعلق سوال کرو اس نے

جواب دیا؛ مجھے ڈر ہے کہ اگر میں نے سوال کر لیا اور میں ان میں سے نہ ہوا تو مجھے بنی عدی طعنہ دیں گے، پھر امام علیؑ آئے تو ان سے کہا گیا اے ابوالحسن، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جنت تین افراد کی مشتاق ہے، نبی اکرمؐ سے ان تین کے متعلق سوال کرو، تو آپ نے جواب دیا؛ میں ضرور ان کے متعلق پوچھتا ہوں، امام نے نبی اکرمؐ سے پوچھا اے خدا رسولؐ! آپ نے فرمایا ہے کہ جنت تین افراد کی مشتاق ہے، تو وہ خوش نصیب کون ہیں؟ نبی اکرمؐ نے فرمایا، تو ان میں سے پہلا ہے اور سلمان دوسرا ہے وہ تکبر بالکل نہیں کرتا اور تجھے ہمیشہ اچھے مشورے دیتا رہے گا، اسے اپنے ساتھ رکھنا اور عمار بن یاسر ہے وہ بھی بہت سے موقعوں پہ تیرا ساتھ دے گا، اسکی نیکی زیادہ ہے اور اس کا نور روشن ہے اور اس کا اجر بڑا ہے۔

۵۹- مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنَا حَمْدَانُ بْنُ سُلَيْمَانَ النَّيْسَابُورِیُّ، وَ الْعَمْرَكِیُّ بْنُ عَلِیٍّ الْبُوفَكِیُّ النَّيْسَابُورِیُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الْحَجَّالِ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) وَ عَلِیٌّ وَ عَمَّارٌ يَعْمَلُونَ مَسْجِداً فَمَرَّ عُثْمَانُ فِی بِزَّةٍ لَهُ يَخْطِرُ فَقَالَ لَهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) ارْجُزْ بِهِ! فَقَالَ عَمَّارٌ:

لَا يَسْتَوِی مَنْ يَعْمُرُ الْمَسَاجِدَا---يَظَلُّ فِيهَا رَاكِعاً وَ سَاجِداً

وَ مَنْ تَرَاهُ عَانِداً مُعَانِدا--- عَنِ الْغُبَارِ لَا يَزَالُ حَائِدا

قَالَ، فَأَتَى النَّبِيَّ (ص) فَقَالَ مَا أَسْلَمْنَا لِتُشْتَمَ أَعْرَاضُنَا وَ أَنْفُسُنَا! فَقَالَ[۱۰۴] رَسُولُ اللَّهِ (ص) أَ فَتُحِبُّ أَنْ تُقَالَ فَنَزَلَتْ آيَتَانِ[۱۰۵]: يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا- الْآيَةَ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ (ص) لِعَلِيٍّ (ع) اكْتُبْ هَذَا فِي صَاحِبِكَ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ (ص) اكْتُبْ هَذِهِ الْآيَةَ: إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللهِ وَ رَسُولِهِ.

امام صادقؑ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور امام علیؑ و عمارؓ مسجد میں کام کر رہے تھے کہ حضرت عثمان وہاں سے بھڑکیلے کپڑے پہنے ہوئے گزرے تو امام علیؑ نے فرمایا ،ذرا اس پہ قافیہ لگانا، تو عمار نے کہا:

مسجدیں آباد کرنے والے جو ان میں رکوع و سجود کرتے ہیں اور جنہیں تو دیکھے کے غبار سے بچتے ہیں اور اس سے دور رہتے ہیں. برابر نہیں ہو سکتے، تو وہ سیدھے نبی اکرمؐ پاس گئے اور عرض کی: ہم نے اس لیے اسلام قبول نہیں کیا کہ ہماری عزت و نفوس کو گالی دی جائے ، تو نبی اکرمؐ نے فرمایا تو چاہتا ہے کہ کچھ نازل ہو؟ تو دو آیتیں نازل ہوئیں :

پہلی آیت: حجرات ۱۷: یہ لوگ آپ پر احسان جتاتے ہیں کہ انہوں نے اسلام قبول کیا، کہد یجئے: مجھ پر اپنے مسلمان ہونے کا احسان نہ جتاو بلکہ اگر تم سچے ہو تو اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت دی۔

---

[۱۰۴]۔ رجال الکشی، ص: ۳۲

[۱۰۵]۔ حجرات ،۱۵و۱۷

پھر نبی اکرمؐ نے فرمایا اے علیؑ اپنے ساتھی کے متعلق یہ آیت لکھ لو، حجرات ۱۵: مومن تو بس وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں پھر شک نہ کریں اور اللہ کی راہ میں اپنے اموال اور اپنی جانوں سے جہاد کریں، یہی لوگ (دعوائے ایمان میں) سچے ہیں۔

۶۰ - جَعْفَرُ بْنُ مَعْرُوف، قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ نُعْمَانَ، عَنْ أَبِيه، عَنْ صَالِحِ الْحَذَّاء، قَالَ لَمَّا أَمَرَ النَّبِيُّ (ص) بِبِنَاءِ الْمَسْجِد قَسَمَ عَلَيْهِمُ الْمَوَاضِعَ وَ ضَمَّ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ رَجُلًا، فَضَمَّ عَمَّاراً إِلَى عَلِيٍّ (ع) قَالَ فَبَيْنَا فِي عِلَاجِ الْبِنَاء إِذْ خَرَجَ عُثْمَانُ مِنْ دَارِه وَ ارْتَفَعَ الْغُبَارُ فَتَمَنَّعَ بِثَوْبِه وَ أَعْرَضَ بِوَجْهِه، قَالَ، فَقَالَ عَلِيٌّ (ع) لِعَمَّارٍ إِذَا قُلْتَ شَيْئاً فَرُدَّ عَلَيَّ! قَالَ، فَقَالَ عَلِيٌّ (ع): لَا يَسْتَوِي مَنْ يَعْمُرُ الْمَسَاجِدَا-- يَظَلُّ فِيهَا رَاكِعاً وَ سَاجِداً-- كَمَنْ يَرَى عَنِ الطَّرِيقِ عَائِداً-

قَالَ فَأَجَابَهُ عَمَّارٌ كَمَا قَالَ: فَغَضِبَ عُثْمَانُ مِنْ ذَلِكَ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَقُولَ لِعَلِيٍّ شَيْئاً، فَقَالَ لِعَمَّارٍ يَا عَبْدُ يَا لُكَعُ! وَ مَضَى، فَقَالَ عَلِيٌّ (ع) لِعَمَّارٍ رَضِيتَ بِمَا قَالَ لَكَ، أَلَا تَأْتِي النَّبِيَّ (ص) فَتُخْبِرَهُ! قَالَ، فَأَتَاهُ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنَّ عُثْمَانَ قَالَ لِي يَا عَبْدُ يَا لُكَعُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّه (ص) مَنْ يَعْلَمُ ذَلِكَ فَقَالَ عَلِيٌّ. فَدَعَاهُ وَ سَأَلَهُ، قَالَ، فَقَالَ لَهُ كَمَا قَالَ عَمَّارٌ، فَقَالَ لِعَلِيٍّ (ع) اذْهَبْ فَقُلْ لَهُ حَيْثُ مَا كَانَ يَا عَبْدُ يَا لُكَعُ أَنْتَ الْقَائِلُ لِعَمَّارٍ يَا عَبْدُ يَا لُكَعُ! فَذَهَبَ عَلِيٌّ (ع) فَقَالَ لَهُ ذَلِكَ ثُمَّ انْصَرَفَ[۱۰۶].

---

[۱۰۶] رجال الکشی، ص: ۳۳

صالح حذّاء کا بیان ہے کہ جب نبی اکرمؐ نے مسجد کی تعمیر کا حکم دیا تو صحابہ کے لیے جگہیں تقسیم کر دیں اور انہیں ایکدوسرے کے ساتھ ملا دیا، اس وقت عمار کو امام علیؑ کے ساتھ ملایا ،ابھی مسجد کی تعمیر ہو رہی تھی کہ عثمان اپنے گھر سے نکلا، اچانک غبار اٹھا جس سے انہوں نے اپنے کپڑے سمیٹ لیے اور منہ موڑ لیا، موقع کی مناسبت سے کچھ کہو لیکن امام نے خود ہی یہ شعر کہے: مسجدیں آباد کرنے والے جو ان میں رکوع و سجود کرتے ہیں اور جنہیں تو دیکھے کہ راستے سے مڑ جاتے ہیں، برابر نہیں ہو سکتے، تو عمار نے ویسا ہی کہا اس سے اس کو غصہ آ گیا اور امام علیؑ کو تو کچھ نہ کہہ سکا لیکن عمار کو یہ کہہ کر گزرا: ارے غلام، ارے لئیم! تو امام نے عمار سے کہا کیا تو اس پر راضی ہے، بلکہ نبی اکرمؐ کو بتاو انہوں نے آپؐ کو بتایا اور عرض کی: اے نبی خدا! عثمان نے مجھے اے غلام، اے لئیم کہا ہے، نبی اکرمؐ نے فرمایا کیا اس کا کوئی اور بھی گواہ ہے؟ انہوں نے عرض کی، جی ہاں، امام علیؑ، آپ نے امام کو بلایا اور پوچھا، آپ نے عمار کی تصدیق کی، تو نبی اکرمؐ نے امام سے فرمایا جاو اور جہاں وہ ملے اسے کہنا: اے غلام، اے لئیم، تو عمار کو غلام و لئیم کہتا ہے، اور امام نے آپ کے حکم کی تعمیل کی۔

۶۱ -جَعْفَرُ بْنُ مَعْرُوفٍ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِیرٍ، عَنْ حُسَیْنِ بْنِ أَبِی حَمْزَةَ، عَنْ أَبِیهِ أَبِی حَمْزَةَ، قَالَ وَ اللَّهِ إِنِّی لَعَلَى ظَهْرِ بَعِیرِی بِالْبَقِیعِ إِذْ جَاءَنِی رَسُولٌ فَقَالَ أَجِبْ یَا أَبَا حَمْزَةَ! فَجِئْتُ وَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) جَالِسٌ، فَقَالَ إِنِّی لَأَسْتَرِیحُ إِذَا رَأَیْتُکَ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ أَقْوَاماً یَزْعُمُونَ أَنَّ عَلِیّاً (ع) لَمْ یَکُنْ إِمَاماً حَتَّى شَهَرَ سَیْفَهُ، خَابَ إِذاً عَمَّارٌ وَ خُزَیْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ وَ صَاحِبُکَ أَبُو عَمْرَةَ، وَ قَدْ خَرَجَ یَوْمَئِذٍ صَائِماً بَیْنَ الْفِئَتَیْنِ بِأَسْهُمٍ فَرَمَاهَا قُرْبَى یَتَقَرَّبُ بِهَا إِلَى اللَّهِ تَعَالَى حَتَّى قُتِلَ، یَعْنِی عَمَّاراً.

ابو حمزہ ثمالی کا بیان ہے کہ میں بقیع میں اپنے اونٹ کی پشت پہ تھا کہ امام صادقؑ کے پیام پہنچانے والے نے کہا کہ اے ابو حمزہ ،امام بلاتے ہیں ،میں حاضر ہوا ،امام تشریف فرما تھے ،فرمایا ،تجھے دیکھ کر ہمیں سکون محسوس ہوتا ہے پھر فرمایا ،ایک گروہ کا خیال ہے کہ امام علیؑ امام نہیں تھے مگر جب انہوں نے تلوار اٹھائی ، تو اس طرح تو عمار ، خزیمہ بن ثابت اور تیرے ساتھی ابو عمرہ ہلاک ہوگئے ،جب عمار روزے کی حالت میں دو لشکروں کے درمیان تیر لے کر نکلے اور انہیں خدا کے تقرب کی نیت سے چلایا یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔

۶۲ وَ منْ طَرِيقِ الْعَامَّةِ: خَلَفُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُلَقَّبُ بِالْمَنَّانِ الْكَشِّيِّ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ رَءَاهُمْ وَ هُمْ يَحْمِلُونَ حِجَارَةَ الْمَسْجِدِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) مَا لَهُمْ وَ لِعَمَّارٍ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَ يَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ، وَ ذَلِكَ دَارُ الْأَشْقِيَاءِ الْفُجَّارِ.

عامہ کی سند سے روایت ہے کہ مجاہد نے کہا جب نبی اکرمؐ نے انہیں دیکھا وہ مسجد کے پتھر اٹھا رہے تھے تو آپ نے فرمایا ،انہیں عمار سے کیا دشمنی ہے ؟! وہ انہیں جنت کی طرف بلاتا ہے اور وہ اسے جہنم کی طرف بلاتے ہیں حالانکہ وہ شقی و فاجر لوگوں کی جگہ ہے۔

۶۳- خَلَفُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، قَالَ سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ، قَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ: ادْفِنُونِي فِي ثِيَابِي فَإِنِّي مُخَاصِمٌ.

قیس کا بیان ہے کہ عمار بن یاسر نے فرمایا : مجھے میرے کپڑوں میں دفن کرنا کیونکہ میں نے خدا کے دربار میں مقدمہ پیش کرنا ہے۔

۶۴- خَلَفُ بْنُ مُحَمَّد، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْد، قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، قَالَ: أُتِيَ عَمَّارٌ يَوْمَئِذٍ بِلَبَنٍ، فَضَحِكَ، ثُمَّ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ (ص) آخِرُ شَرَابٍ تَشْرَبُهُ مِنَ الدُّنْيَا مُذْقَةٌ مِنْ لَبَنٍ حَتَّى تَمُوتَ.[۱۰۷] وَ فِي خَبَرٍ آخَرَ: أَنَّهُ قَالَ لَهُ: آخِرُ زَادِكَ مِنَ الدُّنْيَا ضَيَاحٌ مِنْ لَبَنٍ.

ابوالبختری کا بیان ہے کہ عمار بن یاسر کی شہادت کے وقت انکے پاس دودھ لائے تو ہنس پڑے اور فرمایا: نبی اکرمؐ نے مجھے خبر دی تھی کہ دنیا میں تیری آخری غذا دودھ کا پیالہ ہے۔

۶۵- خَلَفُ بْنُ مُحَمَّد، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدٌ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ الْأَوْدِيِّ، عَنِ الْهُذَيْلِ، قَالَ قِيلَ لِلنَّبِيِّ (ص) إِنَّ عَمَّاراً سَقَطَ عَلَيْهِ جِدَارٌ فَمَاتَ، فَقَالَ إِنَّ عَمَّاراً لَنْ يَمُوتَ.

ہذیل کا بیان ہے کہ نبی اکرمؐ سے کہا گیا کہ عمار پر دیوار گری ہے اور وہ فوت ہوگئے ہیں فرمایا، عمار نہیں مرا۔

۶۶- خَلَفٌ، قَالَ حَدَّثَنَا فَتْحُ بْنُ عَمْرٍو الْوَرَّاقُ، قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ وَ سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هَانِي بْنِ هَانِي، قَالَ قَالَ عَلِيٌّ (ع) اسْتَأْذَنَ عَمَّارٌ عَلَى النَّبِيِّ (ص) فَعَرَفَ صَوْتَهُ فَقَالَ: مَرْحَباً ائْذَنُوا لِلطَّيِّبِ ابْنِ الطَّيِّبِ۔

---

[۱۰۷] رجال الکشی، ص: ۳۴

ہانی نے نقل کیا ہے کہ امام علیؑ نے فرمایا کہ عمار نے نبی اکرمؐ سے اجازت طلب کی آپ نے اسکی آواز پہچان لی اور فرمایا اسے اجازت دو، یہ پاکیزہ ہے اور پاکیزہ شخص کا بیٹا ہے۔

۶۷- خَلَفٌ، قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ يُونُسَ، عَنْ أَبِى بَكْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ هَانِى بْنِ هَانِى، عَنْ عَلِىٍّ (ع) قَالَ اسْتَأْذَنَ عَمَّارٌ عَلَى النَّبِىِّ (ص) فَقَالَ مَنْ هَذَا قَالَ عَمَّارٌ قَالَ: مَرْحَباً بِالطَّيِّبِ الْمُطَيَّبِ.

ہانی نے نقل کیا ہے کہ امام علیؑ نے فرمایا کہ عمار نے نبی اکرم ﷺ سے اجازت طلب کی ،آپ نے فرمایا: خوش آمدید اے، پاکیزہ شخص۔

۶۸ -خَلَفٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ، قَالَ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ يُونُسَ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَيَّاش، فِى قَوْلِهِ عَزَّ وَ جَلَّ: أَمَّنْ هُوَ قٰانِتٌ آنٰاءَ اللَّيْلِ (قَالَ سَاعَاتُ اللَّيْلِ) سٰاجِداً وَ قٰائِماً يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَ يَرْجُوا رَحْمَةَ رَبِّهِ (قَالَ: عَمَّارٌ) هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ (قَالَ: عَمَّارٌ) وَ الَّذِينَ لٰا يَعْلَمُونَ[108]، مَوَالِيهِ بَنُو الْمُغِيرَةِ.

ابو بکر نے اس آیت کے متعلق کہا: رات کو خدا کی عبادت کرنے والا عمار ہے اور آیت میں کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہیں ؟ میں جاننے والے سے مراد عمار اور نہ جاننے والے سے مراد بنو مغیرہ ہیں۔

۶۹- خَلَفٌ، قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ، قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ[109]، قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ، قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ

---

[108] زمر ،آیت ۹

[109] رجال الکشی، ص: ۳۵

عَوْف عَنْ عَبْد الرَّحْمَن بْن زَيْد، عَن الْأَشْتَر، قَالَ كَانَ بَيْنَ عَمَّارٍ وَ خَالد بْن الْوَليد كَلَامٌ فَشَكَا خَالدٌ إِلَى رَسُول اللَّه (ص) فَقَالَ رَسُولُ اللَّه (ص) إِنَّهُ مَنْ يُعَادي عَمَّاراً يُعَاديه اللَّهُ وَ مَنْ يبْغضُ عَمَّاراً يبْغضُهُ اللَّهُ وَ مَنْ سَبَّهُ سَبَّهُ اللَّهُ. قَالَ سَلَمَةُ: هٰذَا أَوْ نَحْوَه.

اشتر کا بیان ہے کہ عمار اور خالد بن ولید کے درمیان تلخ کلامی ہوئی اور خالد نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں اس کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا جو شخص عمار سے دشمنی رکھتا ہے خدا اس سے دشمنی رکھے گا، اور جو شخص عمار سے بغض رکھتا ہے خدا اس سے بغض رکھے گا، اور جو اسے گالی دے خدا اسے ذلیل کریگا۔

۷۰ خَلَفٌ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَاتمٍ، قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْد، عَنْ عُمَرَ مَوْلَى غَفْرَةَ، قَالَ: حُبسَ عَمَّارٌ فيمَنْ حُبسَ وَ عُذِّبَ، قَالَ فَانْفَلَتَ فيمَن انْفَلَتَ منَ النَّاس فَقَدمَ عَلَى رَسُول اللَّه (ص) فَقَالَ: أَفْلَحَ أَبُو الْيَقْظَان! قَالَ مَا أَفْلَحَ وَ لَا أَنْجَحَ لنَفْسه لأَنَّهُمْ لَا يَزَالُونَ يُعَذِّبُونَهُ حَتَّى نَالَ منْكَ، قَالَ إِنْ سَأَلُوا منْ ذَاكَ فَزدْ.

عمر کا بیان ہے کہ عمار کو قریش نے بہت زیادہ قید اور اذیت دی اور بالآخر وہ بچ جانے والوں کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔
آپ نے فرمایا: ابو الیقظان فلاح پا گیا تو اس نے عرض کی ہر گز فلاح نہیں پائی اور نہ جان بخشی ہوئی کیونکہ وہ ان کو مسلسل اذیت دیتے رہے یہاں تک کہ آپ کی عیب جوئی کی، آپ نے فرمایا اگر پھر تجھ سے اس کا مطالبہ کریں تو (جان بخشی کے لیے) کر لینا۔

۷۱ -خَلَفٌ، قَالَ حَدَّثَنَا الْفَتْحُ بْنُ عَمْرٍو الْوَرَّاقُ، قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي أَسْوَدُ بْنُ مَسْعَدَةَ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ خُوَيْلِدٍ الْعَنْبَرِيِّ، قَالَ: إِنِّي لَجَالِسٌ عِنْدَ مُعَاوِيَةَ إِذْ أَتَاهُ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِي رَأْسِ عَمَّارٍ يَقُولُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَنَا قَتَلْتُهُ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو لِيَطِيبَ بِهِ أَحَدُكُمْ نَفْساً لِصَاحِبِهِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ (ص) يَقُولُ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ أَ لَا تُغْنِي عَنَّا مَخْبَرَتُكَ يَا عَمْرُو فَمَا بَالُكَ[110] مَعَنَا قَالَ إِنِّي مَعَكُمْ وَ لَسْتُ أُقَاتِلُ، إِنَّ أَبِي شَكَانِي إِلَى النَّبِيِّ (ص) فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ (ص) أَطِعْ أَبَاكَ مَا دَامَ حَيّاً وَ لَا تَعْصِهِ، فَإِنِّي مَعَكُمْ وَ لَسْتُ أُقَاتِلُ.

حنظلہ کا بیان ہے کہ میں معاویہ کے پاس بیٹھا تھا کہ دو شخص عمار کے سر کے متعلق لڑتے ہوئے آئے ہر ایک کا کہنا تھا کہ اس نے عمار کو قتل کیا ہے تو عبداللہ بن عمرو عاص نے کہا تم میں ایک شخص اپنے ساتھی کے لیے یہ قربانی دے کیونکہ میں نبی اکرمؐ سے سنا تھا کہ اسے باغی گروہ قتل کرے گا تو معاویہ نے کہا، ذرا اپنی خبریں اپنے پاس رکھو، تو بھی ہمارے ساتھ ہے ،اس نے کہا میں تمہارے ساتھ ہوں مگر لڑا نہیں ہوں، میرے باپ نے نبی اکرمؐ سے میری شکایت کی تھی تو آپ سے فرمایا جب تک زندہ ہو اپنے باپ کی اطاعت کرو اور اس کی معصیت و نافرمانی نہ کرو پس میں تمہارے ساتھ ہوں مگر لڑا نہیں ہوں۔

---

[110] رجال الکشی، ص: ۳۶

حذیفہ بن یمان[۱۱۱]

۴۷۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَسْعُود، قَالَ أَخْبَرَنِی أَبُو الْحَسَنِ عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ فَضَّال، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِیدِ الْبَجَلِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی الْعَبَّاسُ بْنُ هِلَال، عَنْ أَبِی الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) ذَکَرَ أَنَّ حُذَیْفَةَ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ وَ کَانَ آخِرُ اللَّیْلِ، قَالَ لِابْنَتِه أَیَّةُ سَاعَةٍ هَذِه قَالَتْ آخِرُ اللَّیْلِ. قَالَ الْحَمْدُ لِلَّه الَّذِی بَلَّغَنِی هَذَا الْمَبْلَغَ وَ لَمْ أُوَالِ ظَالِماً عَلَی صَاحِبِ حَقٍّ وَ لَمْ أُعَادِ صَاحِبَ حَقٍّ، فَبَلَغَ زَیْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ یَغُوثَ فَقَالَ کَذَبَ وَ اللَّه لَقَدْ وَالَی عَلَی عُثْمَانَ، فَأَجَابَهُ بَعْضُ مَنْ حَضَرَهُ أَنَّ عُثْمَانَ وَالاهُ یَا أَخَا زُهْرَةَوَ الْحَدِیثُ مُنْقَطِعٌ.

عباس بن ہلال نے امام رضاؑ سے روایت کی : جب حذیفہ کی موت کا وقت قریب آیا رات کا آخری حصہ تھا انہوں نے اپنی بیٹی سے پوچھا، یہ کون سا وقت ہے ؟اس نے کہا رات کا آخری حصہ ہے۔

---

[۱۱۱]۔ الطبقات الکبری لابن سعد ۵ص۷ ۵۲، التاریخ الکبیر ۳ص۹۵، اختیار معرفۃ الرجال ۶ و ۳۶ و ۳۸ و ۹۴، مشاہیر علماء الاَمصار ۴۷ن ۲۶۷، الثقات لابن حبّان ۳ص۸۰، المعجم الکبیر للطبرانی ۳ص۱۶۱، المستدرک للحاکم ۳ص۷ ۱۳، حلیۃ الاَولیاء اص۷۰ ۲، إصحاب القتیا من الصحابۃ و التابعین ۷ ۴ ن ۱۳، رجال الطوسی ۱۶و ۷ ۳، الخلاف للطوسی اص۲۶۶، الاستیعاب اص۷۷ ۳ (ذیل الاصابۃ) ،إسد الغابۃ اص۳۹۱، الکامل فی التاریخ ۳ص۷ ۲۸، تہذیب الاَسماء واللغات اص ۱۵۳، رجال العلّامۃ الحلّی ۶۰، تہذیب الکمال ۵ص۴۹۵، سیر إعلام النبلاء ۲ص۳۶۱، تاریخ الِاسلام (عہد الخلفاء) ۴۹۱، الوافی بالوفیات ۱۱ص۷ ۳۲، مرآۃ الجنان اص۱۰۰، الاصابۃ اص۷ ۳۱، تہذیب التہذیب ۲ص۲۱۹، کنز العمال ۱۳اص۳۴۳، شذرات الذہب اص۳۲، الدرجات الرفیعۃ ۲۸۲،إعیان الشیعۃ ۴ص۵۹۱، معجم رجال الحدیث ۴ص۲۴۵ن ۲۶۱۸.

حذیفہ نے کہا: اس خدا کی حمد ہے جس نے مجھے اس مقام تک پہنچادیا مگر میں آج تک نہ حق دار کے خلاف ظالم کی مدد کی اور نہ ہی حق والوں سے دشمنی کی جب زید بن عبدالرحمٰن کو یہ خبر پہنچی تو اس نے کہا خدا کی قسم اس نے عثمان کے خلاف مدد کی تو بعض حاضرین نے کہا اے برادر زہرہ، عثمان تو ان سے پیار کرتے تھے، کشی کہتے ہیں یہ حدیث منقطع ہے۔

سہل بن حنیف [۱۱۲]

۷۳۔ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعَلَوِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ اللَّیْثِیِّ، عَنْ عَبْدِ الْغَفَّارِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ (ع) أَنَّ عَلِیّاً (ع) کَفَّنَ سَهْلَ بْنَ حُنَیْفٍ فِی بُرْدٍ أَحْمَرَ حِبَرَةٍ.

عبدالغفار نے امام صادقؑ سے روایت کی: امام علیؑ نے سہل بن حنیف کو سرخ یمنی چادر میں کفن دیا۔

---

[۱۱۲] ۔ تاریخ خلیفۃ ۱۳۵، ۱۴۴، ۱۴۹، ۱۵۲، طبقات خلیفۃ ۱۵۳ ن ۵۴۷ و ۲۲۸ ن ۹۲۶، الطبقات الکبری لابن سعد ۳ص۴۷۱ و ۶ص۱۵، المحبّر ۲۹۰، التاریخ الکبیر ۴ص۹۷ ن ۲۰۹۰، رجال البرقی ۴، المعارف ۱۶۵، الثقات لابن حبان ۳ص۱۶۹، الجرح والتعدیل ۴ص۱۹۵ ن ۸۳۹، رجال الکشی ۳۸ ن ۵، رجال الطوسی ۴۳ ن ۳، و ۲۰ ن ۴، اُسد الغابۃ ۲ص۳۶۴، تهذیب الاَسماء واللغات اص۲۲۷، رجال ابن داود ۱۸۰ ن ۷۳۳، تهذیب الکمال ۱۲ص۱۸۴ ن ۲۶۱۰، تاریخ الاسلام ۵۹۵ (عهد الخلفاء الراشدین)، سیر اعلام النبلاء ۲ص۳۲۵، الوافی بالوفیات ۱۶ص۷ ن ۵، تهذیب التهذیب ۴ص۲۵۱، الاصابۃ ۲ص۸۶ ن ۳۵۲۷، نقد الرجال ۱۶۵ ن ۵، شذرات الذهب اص۴۸، جامع الرواۃ اص۳۹۲، بهجۃ الآمال ۴ص۵۱۰، تنقیح المقال ۲ص۴۷ ن ۵۳۹۳، اعیان الشیعۃ ۷ص۳۲۰، معجم رجال الحدیث ۸ص۳۳۵ ن ۵۶۲۶، قاموس الرجال ۵ص۲۳، الاَعلام للزرکلی ۳ص۱۴۲.

۷۴۔ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعَلَوِیُّ، قَالَ [۱۱۳]حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ الْحُسَیْنِیُّ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ زَیْدٍ، أَنَّهُ قَالَ: کَبَّرَ عَلِیُّ بْنُ أَبِی طَالِبٍ عَلَى سَهْلِ بْنِ حُنَیْفٍ سَبْعَ تَکْبِیرَاتٍ، وَ کَانَ بَدْرِیّاً، وَ قَالَ لَوْ کَبَّرْتُ عَلَیْهِ سَبْعِینَ لَکَانَ أَهْلًا.

حسن بن زید سے منقول ہے کہ امام علیؑ نے سہل بن حنیف بدری صحابی کے جنازہ میں ۷ تکبیریں کہیں اور فرمایا اگر میں ۷۰ تکبیریں کہتا تو بھی اس کا اہل تھا۔

۷۵۔ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ نُصَیْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَى، عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنِ الْحَلَبِیِّ، عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ کَبَّرَ عَلِیٌّ (ع) عَلَى سَهْلِ بْنِ حُنَیْفٍ وَ کَانَ بَدْرِیّاً خَمْسَ تَکْبِیرَاتٍ، ثُمَّ مَشَى بِهِ سَاعَةً ثُمَّ وَضَعَهُ ثُمَّ کَبَّرَ عَلَیْهِ خَمْسَ تَکْبِیرَاتٍ أُخَرَ، فَصَنَعَ بِهِ ذَلِکَ حَتَّى بَلَغَ خَمْساً وَ عِشْرِینَ تَکْبِیرَةً.

حلبی نے امام صادقؑ سے روایت کی: امام علیؑ نے سہل بن حنیف بدری صحابی کے جنازہ میں ۵ تکبیریں کہیں اور چند قدم انہیں لے چلے پھر اس کا جنازہ رکھوایا اور ۵ تکبیریں کہیں، اس طرح چند بار کیا یہاں تک کہ ۲۵ تکبیریں ہوئیں۔

[۱۱۳] رجال الکشی، ص: ۳۷

ابوایوب انصاری[۱۱۴]

۷۶-رَوَی الْحَارِثُ بْنُ نُصَيْرٍ الْأَزْدِیُّ، عَنْ أَبِی صَادِقٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ، قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِیُّ فَنَزَلَ ضَيْعَتَنَا يَعْلِفُ خَيْلًا لَهُ، فَأَتَيْنَاهُ فَأَهْدَيْنَا لَهُ، قَالَ، قَعَدْنَا عِنْدَهُ فَقُلْنَا يَا أَبَا أَيُّوبَ قَاتَلْتَ الْمُشْرِكِينَ بِسَيْفِکَ هَذَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ (ص) ثُمَّ جِئْتَ تُقَاتِلُ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ إِنَّ النَّبِیَّ (ص) أَمَرَنِی بِقِتَالِ الْقَاسِطِينَ وَ الْمَارِقِينَ وَ النَّاكِثِينَ، فَقَدْ قَاتَلْتُ النَّاكِثِينَ وَ قَاتَلْتُ

---

[۱۱۴] ـ الموطأ ۱۳۱، الطبقات الکبری لابن سعد ۳ص۴۸۴، التاریخ الکبیر ۳ص۱۳۶، المعارف ۵۶، الجرح والتعدیل ۳ص۳۳۱، اختیار معرفة الرجال ن الحدیث ۷۶و۷۷ و ۷۸، و ۹۵، الثقات لابن حبّان ۳ص۱۰۲، مشاهیر علماء الَامصار ۴۹ ن ۱۲۰، المستدرک ۳ص۴۵۷، حلیة الَاولیاء اص۳۶۱، اِصحاب القتیا من الصحابة و التابعین ۶۶ ن ۴۵، رجال الطوسی ۱۸ و ۴۰ الخلاف للطوسی اص۱۰۱ م ۴۸، تاریخ بغداد اص۱۵۳، الاستیعاب اص۴۰۴، اِسد الغابة ۵ص۱۴۳، رجال ابن داود ۸۷، رجال العلّامة الحلی ۶۵، تهذیب الکمال ۳۳ص۵۹، العبر اص۴۰، سیر اِعلام النبلاء ۲ص۴۰۲، تاریخ الِاسلام للذهبی (سهبة ۵۲ه-) ۳۲۸، الوافی بالوفیات ۱۳اص۲۵۱، مرآة الجنان اص۱۲۴، البدایة والنهایة ۸ص۶۰، الجواهر المضیئة ۲ص۴۱۵، تهذیب التهذیب ۳ص۹۰، کنز العمال ۱۳اص۶۱۴، شذرات الذهب اص۵۷، الدرجات الرفیعة ۳۱۴، اِعیان الشیعة ۶ص۲۸۳، الکنی والَالقاب لعباس القمی: اص۱۳، الَاعلام ۲ص۲۹۵.

الْقَاسِطِينَ، وَ إِنَّا نُقَاتِلُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِالْمُسْفِعَاتِ بِالطُّرُقَاتِ بِالنَّهْرَوَانَاتِ، وَ مَا أَدْرِي أَنَّى هِيَ![۱۱۵]

محمد بن سلیمان کا بیان ہے کہ ابوایوب ہمارے پاس آئے پھر وہ ہماری زمینوں پہ آئے جہاں ان کا گھوڑا چر رہا تھا ہم بھی انہیں ہدیہ دینے وہاں چلے آئے ہم ان کے پاس بیٹھ گئے اور عرض کی ،اے ابو ایوب! تم نے اپنی تلوار سے نبی اکرمؐ کے رکاب میں مشرکین سے جنگیں کیں اور اب اسی تلوار کے ساتھ مسلمانوں سے لڑ رہے ہو؟۔

انہوں نے فرمایا: نبی اکرمؐ نے مجھے قاسطین، مارقین اور ناکثین (عدل سے انحراف کرنے والوں، حد سے تجاوز کرنے والوں اور عہد و پیمان توڑنے والوں) سے جنگ کرنے کا حکم دیا تھا[۱۱۶] اور میں نے عہد و پیمان توڑنے والوں اور عدل سے انحراف کرنے والوں سے جنگ کی ہے اور ان شاء اللہ نہروان کے راہوں میں سیاہ رو لوگوں سے لڑوں گا حالانکہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ کہاں ہے؟!

۷۷- وَ سُئِلَ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ خَالِدِ بْنِ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ وَ قِتَالِهِ مَعَ مُعَاوِيَةَ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ كَانَ ذَلِكَ مِنْهُ قِلَّةَ فِقْهٍ وَ غَفْلَةً، ظَنَّ أَنَّهُ إِنَّمَا يَعْمَلُ عَمَلًا لِنَفْسِهِ يُقَوِّي بِهِ الْإِسْلَامَ وَ يُوهِي بِهِ الشِّرْكَ وَ لَيْسَ عَلَيْهِ مِنْ مُعَاوِيَةَ شَيْءٌ كَانَ مَعَهُ أَوْ لَمْ يَكُنْ.

---

[۱۱۵]۔رجال الکشی، ص: ۳۸

[۱۱۶]۔ یہ متواتر روایات میں ثابت ہے جن کی تحقیق ہم نے متواتر الاخبار عن النبی المختار میں پیش کی ہے ۔

فضل بن شاذان سے ابو ایوب انصاری کے معاویہ کے ساتھ مل کر مشرکین سے جنگ کرنے کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ ان کی غفلت اور کمی فقہ کی وجہ سے تھا، ان کا گمان تھا کہ وہ اسلام کی تقویت کے لیے کام کر رہے ہیں اور شرک کو کمزور کر رہے ہیں اور معاویہ کا ان پر کوئی اثر نہیں چاہے اس کے ساتھ ہوتا یا نہ۔

حُذَیفہ اور عبد اللہ بن مَسْعُود[۱۱۷]

۷۸ وَ سُئِلَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَ حُذَيْفَةَ فَقَالَ لَمْ يَكُنْ حُذَيْفَةُ مِثْلَ ابْنِ مَسْعُودٍ: لِأَنَّ حُذَيْفَةَ كَانَ رُكْناً وَ ابْنُ مَسْعُودٍ خَلَطَ وَ وَالَى الْقَوْمَ وَ مَالَ مَعَهُمْ وَ قَالَ بِهِمْ۔

[۱۱۷] ۔ الطبقات الکبری لابن سعد ۳ص۱۵۰، المعارف ۱۴۴، الجرح والتعدیل ۵ص۱۴۹، اختیار معرفۃ الرجال ۳۸ ن ۷۸، مشاہیر علماء الامصار ۲۹ ن ۲۱، الثقات لابن حبّان ۳ص۲۰۸-۲۰۹، المستدرک للحاکم ۳ص۳۱۲، حلیۃ الاولیاء اص۱۴۴، اِصحاب القتیا من الصحابۃ والتابعین ۲۴ن ۴، رجال الطوسی ۲۳ن ۸، الخلاف للطوسی ۹۶، و۱۱۰ و ۱۱۲و...، الشافی للسید المرتضی ۴ص۲۱۲، تاریخ بغداد اص۱۴۷، الاستیعاب ۲ص۳۰۸، طبقات الفقہاء للشیرازی ۴۳، اِسد الغابۃ ۳ص۲۵۶، الکامل فی التاریخ ۳ص۱۳۶، تہذیب الاَسماء واللغات اص۲۸۸، رجال ابن داود ۱۲۳ن ۹۰۶، تہذیب الکمال ۱۶ص۱۲۱، العبر للذہبی اص۲۴، سیر اِعلام النبلاء اص۴۶۱، تاریخ الاِسلام للذہبی (سنہ ۳۲ھ) ۹۷ ۳، الوافی بالوفیات ۷اص۶۰۴، مرآۃ الجنان اص۸۷، الجواہر المضیئۃ ۲ص۴۱۵، غایۃ النہایۃ اص۴۵۸ ن ۱۹۱۴، النجوم الزاہرۃ اص۸۹، الاصابۃ ۲ص۳۶۰، تہذیب التہذیب ۶ص۲۷، طبقات الحفّاظ ۱۴، کنز العمال ۱۳ص۴۶۰، شذرات الذہب اص۳۸، مجمع الرجال ۴ص۵۱، جامع الرواۃ اص۵۰۷، تنقیح المقال ۲ص۲۱۵ن ۷۲۰۷، الغدیر ۸ص۹۹و۱۱۷، معجم رجال الحدیث ۱۰ص۳۲۲ن ۷۱۶۰.

فضل بن شاذان سے ابن مسعود اور حذیفہ کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:
حذیفہ ہر گز ابن مسعود کی طرح نہ تھے، حذیفہ رکن تھے اور ابن مسعود خلط کا شکار ہوگئے اور
لوگوں کی طرف جھک گئے اور انہی کے ساتھ ہم نظر ہوگئے۔

، وَ قَالَ أَيْضاً إِنَّ مِنَ السَّابِقِينَ الَّذِينَ رَجَعُوا إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) أَبُو الْهَيْثَمِ بْنُ التَّيِّهَانِ وَ أَبُو أَيُّوبَ وَ خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ وَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ وَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ وَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ وَ الْبَرَاءُ بْنُ مَالِكٍ وَ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ وَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ ثُمَّ مِمَّنْ دُونَهُمْ قَيْسُ بْنُ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ وَ عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ وَ عَمْرُو بْنُ الْحَمِقِ وَ عِمْرَانُ بْنُ الْحُصَيْنِ وَ بُرَيْدَةُ الْأَسْلَمِيُّ وَ بِشْرٌ كَثِيرٌ.

فضل بن شاذان نے مزید فرمایا: ان سبقت کرنے میں جنہوں نے امام علیؑ کی طرف رجوع کیا
ابن تیہان، ابو ایوب، خزیمہ بن ثابت، جابر بن عبداللہ، زید بن ارقم، ابو سعید، سہل بن
حنیف، براء بن مالک، عثمان بن حنیف، عبادہ بن صامت ہیں اور انکے بعد قیس بن سعد، عدی
بن حاتم، عمرو بن حمق، عمران بن حصین، بریدہ اسلمی اور بشر کثیر ہیں۔

بلال[118] اور صہیب

۷۹ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ[119] الْقُمِّيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ ابْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ كَانَ بِلَالٌ عَبْداً صَالِحاً وَ كَانَ صُهَيْبٌ عَبْدَ سَوْءٍ يَبْكِي عَلَى عُمَرَ.

---

[118]۔ الموطأ ۳۲۵ ن ۷ ۱۰۴، الا ُم للشافعی اص۳۲ و ۲۲۳، الطبقات الکبری ۳ص۲۳۲، التاریخ الکبیر ۲ص۱۰۶، صحیح مسلم ۳ص۱۷۷، الجرح والتعدیل ۲ص۳۹۵، مشاہیر علماء الَامصار ۸۵ ن ۳۲۳، الثقات لابن حبان ۳ص۲۸، المعجم الکبیر للطبرانی اص۳۳۶، المستدرک للحاکم ۳ص۲۸۲، حلیۃ الَاولیاء اص۱۴۷، اِصحاب القتیا من الصحابۃ و التابعین ۱۰۳ ن ۱۱۶، رجال الطوسی ۸، الخلاف للطوسی ۳ص۲۵۳، الاستیعاب اص۱۴۵، صفۃ الصفوۃ اص۴۳۴، معجم البلدان ۳ص۳۱۵، اُسد الغابۃ اص۲۰۶، تہذیب الَاسماء واللغات اص۱۳۶، تہذیب الکمال ۴ص۲۸۸، سیر اِعلام النبلاء اص۳۴۷، تاریخ الِاسلام للذہبی (عہد الخلفاء) ۲۰۱، العبر للذہبی اص۱۸، مرآۃ الجنان اص۷۵، البدایۃ والنہایۃ ۷ص۱۰۴، الجواہر المضیہیۃ ۲ص۴۱۷، الاصابۃ اص۱۶۹، تہذیب التہذیب اص۵۰۲، تقریب التہذیب اص۱۱۰، الدرجات الرفیعۃ ۳۶۲، کنز العمال ۱۳ص۳۰۵، شذرات الذہب اص۳۱، ذخائر المواریث اص۱۱۴، اِعیان الشیعۃ ۳ص۶۰۱، معجم رجال الحدیث ۳ص۳۶۴ ن ۱۸۸۷.

[119]۔رجال الکشی، ص: ۳۹

ہشام بن سالم نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ بلال ایک نیک غلام تھے اور صہیب برے غلام تھا وہ عمر پہ روتا تھا۔

اسامہ بن زید

۸۰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّد قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زَاذَوَیْه، عَنْ أَیُّوبَ بْنِ نُوحٍ، عَمَّنْ رَوَاهُ، عَنْ أَبِی مَرْیَمَ الْأَنْصَارِیِّ، عَنْ أَبِی جَعْفَرٍ (ع) قَالَ: إِنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ (ع) كَفَّنَ أُسَامَةَ بْنَ زَیْدٍ فِی بُرْدٍ أَحْمَرَ حِبَرَةٍ.

ابو مریم نے امام باقرؑ سے روایت کی کہ امام حسنؑ اسامہ بن زید کو حبری سرخ چادر میں کفن دیا
۔

۸۱ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِیَاد، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ مُحْرِزٍ، عَنْ أَبِی جَعْفَرٍ (ع) قَالَ أَ لَا أُخْبِرُكُمْ بِهِ أَهْلَ الْوُقُوفِ! قُلْنَا بَلَى. قَالَ أُسَامَةُ بْنُ زَیْدٍ وَ قَدْ رَجَعَ فَلَا تَقُولُوا إِلَّا خَیْراً، وَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، وَ ابْنُ عُمَرَ مَاتَ مَنْكُوباً.

سلمہ بن محرز نے امام باقرؑ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں ان لوگوں کے بارے میں خبر دوں جنہوں نے توقف کیا، عرض کی ہاں، فرمایا اسامہ بن زید، کہ اس نے بعد می

رجوع کر لیا تھا پس اس کے بارے میں اچھی رائے رکھو اور محمد بن مسلمہ اور ابن عمر کہ یہ تو گمراہی میں مرا۔

٨٢ قَالَ أَبُو عَمْرٍو الْكَشِّيُّ: وَجَدْتُ فِي كِتَابِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الشَّاذَانِيِّ، قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَدَايِنِيُّ، عَنْ مُوسَى بْنِ الْقَاسِمِ الْبَجَلِيِّ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ آبَائِهِ (ع) قَالَ: كَتَبَ عَلِيٌّ (ع) إِلَى وَالِي الْمَدِينَةِ لَا تُعْطِيَنَّ سَعْداً وَ لَا ابْنَ عُمَرَ مِنَ الْفَيْءِ شَيْئاً، فَأَمَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَإِنِّي قَدْ عَذَرْتُهُ فِي الْيَمِينِ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِ.[١٢٠]

عبد الرحمٰن نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ امام علیؑ نے والی مدینہ کو لکھا کہ سعد و ابن عمر کو فئ ء میں سے کچھ نہ دو لیکن اسامہ کو میں معذور سمجھتا ہوں، اسے حصہ دو۔

[١٢٠] رجال الکشی، ص: ۴۰

ابو سعید خدری[121]

۸۳ حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنَا أَیُّوبُ، عَنْ عَبْدِ اللَّه بْنِ الْمُغِیرَة، قَالَ حَدَّثَنی ذَرِیحٌ، عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّه (ع) قَالَ، ذَکَرَ أَبُو سَعِیدِ الْخُدْرِیُّ، فَقَالَ: کَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ وَ کَانَ مُسْتَقِیماً قَالَ فَنَزَعَ ثَلَاثَةَ أَیَّامٍ فَغَسَّلَهُ أَهْلُهُ ثُمَّ حَمَلُوهُ إِلَی مُصَلَّاهُ فَمَاتَ فِیه.

ذریح نے امام صادقؑ سے روایت کی ابو سعید خدری کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ وہ رسول اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے تھا اور راہ مستقیم کا پیرو تھا، تین دن تک موت کی کشمکش میں رہا

[121]۔ الطبقات الکبری لابن سعد ۲ص ۳۷۴، المحبّر ۲۹۱، ۴۲۹، التاریخ الکبیر ۴ص ۴۴ن ۱۹۱۰، المعارف ۱۵۳، الجرح والتعدیل ۴ص ۹۳، اختیار معرفۃ الرجال ۳۸ و ۴۰، مشاہیر علماء الامصار ۳۰ ن ۲۶، الثقات لابن حبّان ۳ص ۱۵۰، حلیۃ الاولیاء ۱ص ۳۶۹، اِصحاب القتیا من الصحابۃ والتابعین ۴۷ن ۶۷، رجال الطوسی ۲۰ و ۴۳، الخلاف للطوسی ۱ص ۱۲۴ و ۳۱۹ و ۴۴۹ و ۴۶۶ طبع جماعۃ المدرسین، تاریخ بغداد ۱ص ۱۸۰، الاستیعاب ۴ص ۸۹، طبقات الفقہاء للشیرازی ۵۱، المنتظم ۶ص ۱۴۴، اُسد الغابۃ ۲ص ۲۸۹ و ۵ص ۲۱۱، تہذیب الاسماء واللغات ۲ص ۲۳۷، رجال العلّامۃ الحلی ۱۸۹، تہذیب الکمال ۱۰ص ۲۹۴، سیر اِعلام النبلاء ۳ص ۱۶۸، تاریخ الاسلام للذہبی (سنۃ ۶۰ھ) ۵۵۱، العبر ۱ص ۶۱، تذکرۃ الحفّاظ ۱ص ۴۴، الوافی بالوفیات ۱۵ص ۱۴۸، مرآۃ الجنان ۱ص ۱۵۵، البدایۃ والنہایۃ ۹ص ۴، الجواہر المضیئۃ ۲ص ۴۱۵، النجوم الزاہرۃ ۱ص ۱۹۲، الاصابۃ ۲ص ۳۲، تہذیب التہذیب ۳ص ۴۷۹، شذرات الذہب ۱ص ۸۱، الدرجات الرفیعۃ ۳۹۶، جامع الرواۃ ۱ص ۳۵۲ و ۳۵۶، تنقیح المقال ۲ص ۱۰ و ۲۰، اِعیان الشیعۃ ۲ص ۳۵۴ و ۷ص ۲۲، الکنی والالقاب للقمی ۸۲، معجم رجال الحدیث ۸ص ۴۷ن ۴۹۹۹۔

تو اس کے اہل نے اسے غسل دے کر اس کی نماز کی جگہ پر جا رکھا جس سے اس کی موت آسان ہو گئی اور وہ خدا کو پیارے ہوئے۔

۸۴ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی الْحُسَیْنُ بْنُ إِشْکِیبَ، قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَسِّنُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ لَیْثٍ الْمُرَادِیِّ، عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ: إِنَّ أَبَا سَعِیدٍ الْخُدْرِیَّ کَانَ قَدْ رُزِقَ هَذَا الْأَمْرَ، وَ أَنَّهُ اشْتَدَّ نَزْعُهُ فَأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ یَحْمِلُوهُ إِلَی مُصَلَّاهُ الَّذِی کَانَ یُصَلِّی فِیهِ فَفَعَلُوا فَمَا لَبِثَ أَنْ هَلَکَ.

نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ ابو سعید خدری کو امر ولایت کی معرفت نصیب ہوئی تھی لیکن ان کی روح نکلنے میں سختی ہوئی تو انہوں نے اپنے کو حکم دیا کہ نماز کی جگہ پر لے جائیں انہوں نے ایسا ہی کیا تو وہاں ان کی وفات ہوئی۔

۸۵ حَمْدَوَیْهِ، قَالَ حَدَّثَنَا یَعْقُوبُ بْنُ یَزِیدَ، عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، عَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ ذَرِیحٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) یَقُولُ: کَانَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ (ع) یَقُولُ إِنِّی أَکْرَهُ لِلرَّجُلِ أَنْ یُعَافَی فِی الدُّنْیَا وَ لَا یُصِیبَهُ شَیْءٌ مِنَ الْمَصَائِبِ، ثُمَّ ذَکَرَ أَنَّ أَبَا سَعِیدٍ الْخُدْرِیَّ کَانَ مُسْتَقِیماً نُزِعَ ثَلَاثَةَ أَیَّامٍ فَغَسَّلَهُ أَهْلُهُ ثُمَّ حُمِلَ إِلَی مُصَلَّاهُ فَمَاتَ فِیهِ.

ذریح نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ امام سجادؑ فرماتے تھے کہ مجھے پسند نہیں کہ دنیا میں کوئی شخص بالکل عافیت میں ہو اور اسے کوئی مصیبت نہ پہنچے پھر ابو سعید خدری کا ذکر کیا کہ وہ راہ مستقیم کا پیرو تھا، تین دن تک موت کی کشمکش میں رہا تو اس کے اہل نے اسے غسل دے کر اس کی نماز کی جگہ پر جا رکھا جس سے اس کی موت آسان ہو گئی اور وہ خدا کو پیارے ہوئے۔

جابر بن عبداللہ انصاری[۱۲۲]

۸۶ حَمْدَوَيْه وَ إِبْرَاهِيمُ ابْنَا نُصَيْرٍ، قَالا حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ نُوحٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، قَالَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ فَقُلْتُ أَخْبِرْنِي أَيَّ رَجُلٍ كَانَ عَلِيُّ بْنُ[۱۲۳]أَبِي طَالِبٍ قَالَ فَرَفَعَ حَاجِبَيْهِ عَنْ عَيْنَيْهِ وَ قَدْ كَانَ سَقَطَ عَلَى عَيْنَيْهِ، قَالَ، فَقَالَ:

---

[۱۲۲] ۔ الطبقات الکبری (ابن سعد) ۲ص۳۷۲، المحبر ۲۹۸، التاریخ الکبیر ۲ص۲۰۷، المعارف ۱۷۳، الجرح والتعدیل ۲ص۴۹۲، رجال الکشی ۴۰، مشاہیر علماء الَامصار ۳۰ ن ۲۵، الثقات (ابن حبّان) ۳ص۵۱، المعجم الکبیر للطبرانی ۲ص۱۸۰ ن ۱۸۸، سنن الدار قطنی اص۸۳، المستدرک للحاکم ۳ص۵۶۴، اِصحاب القتیا من الصحابۃ و التابعین ۴۶ ن ۱۲، جمہرۃ اِنساب العرب ۳۵۹، السنن الکبری للبیہقی اص۵۶، الخلاف للطوسی اص۷۸، الاستیعاب اص۲۲۲ (ذیل الاصابۃ)، المغنی والشرح الکبیر اص۱۰۷، اُسد الغابۃ اص۲۵۶، الکامل فی التاریخ ۴ص۴۴۷، تہذیب الَاسماء واللغات اص۱۴۲، تہذیب الکمال ۴ص۴۴۳، سیر اِعلام النبلاء ۳ص۱۸۹، تذکرۃ الحفّاظ اص۴۳، تاریخ الِاسلام للذہبی (سبۃ ۷۸ ہ-) ۳۷۷، الوافی بالوفیات ۱۱ص۲۷ ن ۴۵، مرآۃ الجنان اص۱۵۸، الجواہر المضیۃ ۲ص۴۱۵، النجوم الزاہرۃ اص۱۹۸، الاصابۃ اص۲۱۴، تہذیب التہذیب ۲ص۴۲، تقریب التہذیب اص۱۲۲، شذرات الذہب اص۸۴، ذخائر المواریث اص۲۸، تنقیح المقال اص۱۹۹، اِعیان الشیعۃ ۴ص۴۵، معجم رجال الحدیث ۴ص۱۱ ن ۲۰۱۸، قاموس الرجال ۲ص۳۱۰.

[۱۲۳] رجال الکشی، ص: ۴۱

ذَاکَ خَيْرُ الْبَشَرِ أَمَا وَ اللَّهِ إِنْ كُنَّا لَنَعْرِفُ الْمُنَافِقِينَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ (ص) بِبُغْضِهِمْ إِيَّاهُ۔

ابی زبیر مکی نے کہا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے پوچھا کہ مجھے علی بن ابی طالبؑ کے بارے مین بتاو توانہوں نے اپنے ابرو اٹھائے جبکہ ان کے ابرو گر چکے تھے اور فرمایا، وہ خیر البشر تھے، خدا کی قسم، نبی اکرمؐ کے زمانے میں ہم منافقین کو ان کے بغض سے پہچان لیا کرتے تھے"[124]۔

۸۷ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ الْقُمِّیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى الْقُمِّیُّ، عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُكَيْرٍ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ أَبِی جَعْفَرٍ (ع) قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللَّهِ أَبُو جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ مِنَ السَّبْعِينَ وَ مِنَ الِاثْنَیْ عَشَرَ وَ جَابِرٌ مِنَ السَّبْعِينَ وَ لَيْسَ مِنَ الِاثْنَیْ عَشَرَ.

زرارہ نے امام صادقؑ سے روایت کی جابر کا باپ عبداللہ ۷۰ ان ستر افراد میں سے ہیں جنہوں نے پہلی بار عقبہ میں نبی اکرمﷺ کی بیعت کی اور ان بارہ افراد میں بھی شامل ہیں جنہوں نے عقبہ دوم میں نبی پاکﷺ کی بیعت کی لیکن جابر ۷۰ میں سے تھا لیکن ۱۲ افراد میں سے نہیں تھا۔

[نبی اکرمؐ کی پیشین گوئی اور امام باقرؑ کو سلام]

۸۸ حَمْدَوَيْهِ وَ إِبْرَاهِيمُ ابْنَا نُصَيْرٍ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ حَرِيزٍ، عَنْ أَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ

[124] ۔ یہ متواتر روایات میں ثابت ہے جن کی تحقیق ہم نے متواتر الاخبار عن النبی المختار میں پیش کی ہے ۔

إِنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّه كَانَ آخِرَ مَنْ بَقِیَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّه (ص) وَ كَانَ رَجُلًا مُنْقَطِعاً إِلَيْنَا أَهْلَ الْبَيْتِ وَ كَانَ يَقْعُدُ فِی مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّه (ص) وَ هُوَ مُعْتَمٌّ بِعِمَامَةٍ سَوْدَاءَ وَ كَانَ يُنَادِی يَا بَاقِرَ الْعِلْمِ يَا بَاقِرَ الْعِلْمِ فَكَانَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَقُولُونَ جَابِرٌ يَهْجُرُ فَكَانَ يَقُولُ لَا وَ اللَّه مَا أَهْجُرُ وَ لَكِنِّی سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّه (ص) يَقُولُ إِنَّكَ سَتُدْرِكُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِی اسْمُهُ اسْمِی وَ شَمَائِلُهُ شَمَائِلِی يَبْقُرُ الْعِلْمَ بَقْراً فَذَاكَ الَّذِی دَعَانِی إِلَی مَا أَقُولُ، قَالَ، فَبَيْنَا جَابِرٌ يَتَرَدَّدُ ذَاتَ يَوْمٍ فِی بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ: إِذْ هُوَ بِطَرِيقٍ فِی ذَلِكَ الطَّرِيقِ كُتَّابٌ فِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَيْنِ (ع)، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِ قَالَ يَا غُلَامُ أَقْبِلْ! فَأَقْبَلَ ثُمَّ قَالَ أَدْبِرْ! فَأَدْبَرَ، فَقَالَ شَمَائِلُ رَسُولِ اللَّه (ص) وَ الَّذِی نَفْسُ جَابِرٍ[125] بِيَدِهِ يَا غُلَامُ مَا اسْمُكَ فَقَالَ اسْمِی مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ أَبِی طَالِبٍ، فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ يُقَبِّلُ رَأْسَهُ، وَ قَالَ: بِأَبِی أَنْتَ وَ أُمِّی رَسُولُ اللَّه (ص) يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَ يَقُولُ لَكَ، وَ يَقُولُ لَكَ، قَالَ فَرَجَعَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ (ع) إِلَی أَبِيهِ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَ هُوَ ذَعِرٌ، فَأَخْبَرَهُ الْخَبَرَ، فَقَالَ لَهُ يَا بُنَیَّ قَدْ فَعَلَهَا جَابِرٌ قَالَ نَعَمْ. قَالَ يَا بُنَیَّ الْزَمْ بَيْتَكَ. قَالَ، فَكَانَ جَابِرٌ يَأْتِيهِ طَرَفَیِ النَّهَارِ فَكَانَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَقُولُونَ وَا عَجَبَاهُ لِجَابِرٍ يَأْتِی هَذَا الْغُلَامَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَ هُوَ آخِرُ مَنْ بَقِیَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّه، فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ مَضَی عَلِیُّ

---

[125] رجال الکشی، ص: ۴۲

بْنُ الْحُسَيْنِ (ع) فَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ يَأْتِيهِ عَلَى وَجْهِ الْكَرَامَةِ لِصُحْبَتِهِ بِرَسُولِ اللَّهِ (ص) قَالَ، فَجَلَسَ فَحَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِيهِ فَقَالَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مَا رَأَيْنَا أَحَداً قَطُّ أَجْرَأُ مِنْ ذَا قَالَ: فَلَمَّا رَأَى مَا يَقُولُونَ حَدَّثَهُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ، قَالَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مَا رَأَيْنَا أَحَداً قَطُّ أَكْذَبَ مِنْ هَذَا يُحَدِّثُ عَمَّنْ لَمْ يَرَهُ، قَالَ فَلَمَّا رَأَى مَا يَقُولُونَ حَدَّثَهُمْ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ فَصَدَّقُوهُ، وَ كَانَ جَابِرٌ وَ اللَّهِ يَأْتِيهِ يَتَعَلَّمُ مِنْهُ.

ابان بن تغلب نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ اصحاب پیامبرؐ میں آخری جابر تھے اور وہ ہم اہل بیت سے شدید محبت کرتے تھے وہ سیاہ عمامہ باندھ کر مسجد میں بیٹھا کرتے تھے اور بلند آواز سے پکارتے : یا باقر العلم، یا باقر العلم، (اے علم کو شگافتہ کرنے والے) لوگ ان کا یہ جملے سن کر تعجب کرتے اور آپس میں کہتے کہ جابر بہت بڑھاپے کی وجہ سے ہذیان کہہ رہا ہے تو جابر کہتے خدا کی قسم، ہر گز مجھے کوئی ہذیان نہیں بلکہ میں نے نبی اکرمؐ سے سنا تھا کے اے جابر تو عنقریب میری نسل میں سے ایک ایسے شخص سے ملے گا جو میرا ہم نام ہوگا اور کردار و شمائل میں مجھ سے مشابہہ ہوگا وہ علم کے چشموں کو شگافتہ کریگا، جب سے میں نے نبی اکرمؐ سے یہ بات سنی ہے اسی دن سے اس کا انتظار کر رہا ہوں اور اس سے ملاقات کا منتظر ہوں۔
پھر ایک دن جابر مدینہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ انہوں نے امام زین العابدینؑ کے دروازے پہ لکھنے والوں کا ہجوم دیکھا جہاں آپکے فرزند امام محمد بن علیؑ موجود تھے جب جابر کی ان پر نظر پڑی تو محسوس کیا کہ آپ کا عادات اور شمائل نبی اکرم ﷺ سے مشابہہ ہے تو کہنے لگے جوان ذرا آگے چلنا، آپ آگے بڑھے، پھر عرض کی ذرا پیچھے ہٹنا، تو آپ پیچھے ہوئے، جابر کہنے لگے خدا کی قسم، یہ نبی اکرمؐ کے شمائل ہیں، خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں

میری جان ہے ، اے جوان آپکا نام کیا ہے ؟آپ نے فرمایا، میرا نام محمد بن علیؑ بن حسینؑ بن علیؑ ہے۔

جابر نے آگے بڑھ کر آپکے سر مبارک کا بوسہ لیااور عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کے جد امجد نبی اکرم ﷺ آپ کو سلام کہتے تھے، یہ سن کر امام باقرؑ حیران ہوئے اور امام علی سجادؑ کی خدمت میں آئے اور انہیں واقعہ کی خبر دی، توآپ نے فرمایا : اے بیٹا جان، اب تم گھر میں ہی رہا کرو، تو جابر صبح شام آپ کی زیارت کے لیے جاتے تھے تو اہل مدینہ کو تعجب ہوتا کہ یہ بوڑھا صبح شام اس جوان کی زیارت کے لیے جاتا ہے حالانکہ یہ نبی اکرمؐ کا صحابی ہے۔

جب امام زین العابدینؑ چل بسے ،اس کے بعد امام باقرؑ جابر کے پاس آتے کیونکہ اسے نبی اکرمؐ کی صحبت کا شرف تھا اور اس طرح جابر کی عزت افزائی فرماتے تھے ،آپ نے اہل مدینہ کو اپنے والد گرامی سے احادیث بیان کرنا شروع کیں تو اہل مدینہ نے کہا کہ ہم نے ان سے بڑھ کر کوئی جرات مند نہیں دیکھا، جب آپ نے ان کی یہ باتیں سنیں تو نبی اکرمؐ کی احادیث بیان کرنا شروع کردیں تو اہل مدینہ کہنے لگے یہ تو بڑے جھوٹے ہیں ان کی روایات بیان کرتے ہیں جن کو دیکھا تک نہیں ، جب آپ نے ان کی یہ حالت دیکھی تو آپ نے ان کو جابر سے روایات نقل کیں تو وہ آپ کی تصدیق کرنے لگے حالانکہ خدا کی قسم، جابر آپ سے معارف الٰہیہ کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔

۸۹ حَدَّثَنِی أَبُو مُحَمَّدٍ جَعْفَرُ بْنُ مَعْرُوفٍ، قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ أَبِیهِ، عَنْ عَاصِمٍ الْحَنَّاطِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، قَالَ قَالَ لِی أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِنَّ لِأَبِی مَنَاقِبَ مَا هُنَّ لِآبَائِی إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ (ص) قَالَ لِجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِیِّ إِنَّکَ تُدْرِکُ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِیٍّ فَاقْرَأْهُ مِنِّی السَّلَامَ قَالَ فَأَتَی جَابِرٌ مَنْزِلَ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ (ع) فَطَلَبَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِیٍّ، فَقَالَ لَهُ عَلِیٌّ

(ع) هُوَ فِی الْکُتَّابِ أُرْسِلُ لَکَ إِلَیْهِ، قَالَ لَا وَ لَکِنِّی أَذْهَبُ إِلَیْهِ، فَذَهَبَ فِی طَلَبِهِ فَقَالَ لِلْمُعَلِّمِ أَیْنَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ قَالَ هُوَ فِی تِلْکَ الرِّفْقَةِ[۱۲۶] أُرْسِلُ لَکَ إِلَیْهِ، قَالَ لَا وَ لَکِنِّی أَذْهَبُ إِلَیْهِ، قَالَ فَجَاءَهُ فَالْتَزَمَهُ وَ قَبَّلَ رَأْسَهُ، وَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ (ص) أَرْسَلَنِی إِلَیْکَ بِرِسَالَةٍ أَنْ أُقْرِئَکَ السَّلَامَ! قَالَ عَلَیْهِ وَ عَلَیْکَ السَّلَامُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ جَابِرٌ بِأَبِی أَنْتَ وَ أُمِّی اضْمَنْ لِی أَنْتَ الشَّفَاعَةَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ! قَالَ فَقَدْ فَعَلْتُ ذَلِکَ یَا جَابِرُ.

محمد بن مسلم نے امام صادقؑ سے روایت کی ،فرمایا میرے بابا کے کچھ ایسے مناقب ہیں جو میرے دیگر آباءؑ کے نہیں بے شک نبی اکرمؐ نے جابر انصاری سے فرمایا کہ تو محمد بن علی کے زمانے کو پائے گا تو انہیں میرا سلام کہنا جابر امام علی سجادؑ کے گھر آئے اور امام محمد بن علی کو طلب کیا تو امام علی سجادؑ نے فرمایا کہ وہ احادیث لکھنے والوں کے ساتھ مشغول ہیں ابھی ان کو بلاتے ہیں، عرض کی ،نہ بلکہ میں خود آپ کے پاس جاوں گا تو آپ کی طرف گئے اور معلم سے کہا[۱۲۷] : محمد بن علی کہاں ہیں؟اس نے جواب دیا کہ آپ اس گروہ کے ساتھ ہیں ابھی ان کو

---

[۱۲۶]۔رجال الکشی، ص: ۴۳

[۱۲۷]۔اولا تو جعفر بن معروف کی وثاقت اور مدح کو محققین نے قبول نہیں کیا جیسا کہ محقق خوئی کی معجم رجال سے ظاہر ہے اس لیے یہ روایت معتبر اور قابل استدلال نہیں پھر یہ چیز دیگر روایات میں ذکر بھی نہیں جن میں جابر کے امام باقرؑ سے ملاقات کا ذکر ہے اس لیے اس منفرد لاحقے کو نہیں مانا جاسکتا ثالثا یہ ائمہؑ کے علم لدنی اور خداداد معرفت کے عقیدے کے خلاف ہے جو قرآن و سنت متواترہ سے ثابت ہے ،اگرچہ بعض لوگ اس طرح تاویل کرتے ہیں کہ آپ کے دور میں کرسی علم پر امام سجادؑ تشریف فرما تھے آپ ان کے درس میں شرکت فرماتے تاکہ دیگر افراد کے سامنے علمی مسائل کے حل کی تشویق ہو اور درس کے بعد ان سے علمی بحث و مباحثہ میں افادہ عام کیا جائے اگر یہ تاویل تاریخی

بلاتے ہیں فرمایا، نہ بلکہ میں خود آپ کے پاس جاؤں گا تو آپ کے پاس گئے، ان کے سر کا بوسہ لیا اور کہا نبی اکرمؐ نے مجھے آپ کے پاس ایک پیغام دیکر بھیجا کہ میں آپکو سلام کہوں فرمایا، ان پر اور تجھ پر سلام ہو پھر جابر نے عرض کی: میرے لیے قیامت کے دن شفاعت کی ضمانت فرمائیے، تو آپ نے فرمایا اے جابر، میں نے ضمانت لی۔

[قرآن و سنت میں رجعت کا عقیدہ]

۹۰- أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْقُمِّيُّ السَّلُولِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي إِدْرِيسُ بْنُ أَيُّوبَ الْقُمِّيُّ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْعَبْدِيِّ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ: جَابِرٌ يَعْلَمُ، وَ أَثْنَى عَلَيْهِ خَيْراً، قَالَ، فَقُلْتُ لَهُ: وَ كَانَ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ (ع) قَالَ: كَانَ جَابِرٌ يَعْلَمُ قَوْلَ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَىٰ مَعَادٍ[۱۲۸].

حقائق سے ثابت نہ ہو تو اس روایت کی سند غیر معتبر ہونے کی وجہ سے اس سے یہ مطلب ثابت نہیں ہوسکتا۔

[۱۲۸]۔ قصص۲۸، آیت ۸۵، اس آیت کی حقیقی تفسیر سے آگاہی و علم کو ان چند روایات میں جابر کے لیے بیان ہوا ہے، سو واضح ہو کہ اس کے بارے میں اکثر سنی شیعہ علماء نے مکہ کی طرف لوٹانا مراد لیا ہے اور اسے نبی اکرم کے معجزات میں سے قرار دیا ہے، اگرچہ دیگر اقوال بھی نقل ہوئے ہیں، (ملاحظہ ہو: جامع البیان فی تفسیر القرآن، طبری ابو جعفر محمد بن جریر، ج۲۰، ص: ۷۹، الدر المنثور فی تفسیر المأثور، سیوطی جلال الدین ج۵، ص: ۱۴۰، الکشف و البیان عن تفسیر القرآن، ثعلبی نیشابوری ابو اسحاق احمد بن ابراہیم ج۷، ص: ۲۶۷، مفاتیح الغیب، فخر رازی، ج۲۵، ص: ۲۰، فتح القدیر، شوکانی، ج۴، ص: ۲۱۷، معالم التنزیل فی تفسیر القرآن، بغوی حسین بن مسعود، ج۳، ص: ۵۴۸، (محقق نے مکہ لوٹنے والی اہل سنت کی روایات کو غیر معتبر قرار دیا) الجامع لأحکام القرآن، قرطبی، ج۱۴، ص: ۳۲۰)

لیکن اس کے ساتھ شیعہ روائی تفاسیر میں بہت سی روایات میں اس سے مراد رجعت میں نبی اکرم ﷺ اور معصومینؑ کا لوٹنا مراد ہے ملاحظہ ہوں: تأویل الآیات الظاہرة، حسینی استرآبادی سید شرف الدین علی، ص: ۴۱۵،

تفسیر نور الثقلین، ج۴، ص: ۱۴۴، تفسیر الصافی، فیض کاشانی ملا محسن،ج۴، ص: ۱۰۷، البرہان فی تفسیر القرآن، ج۴، ص: ۲۹۱ ح ۸۱۹۳،از تفسیر القمّی ۲: ۱۴۷: علی بن إبراہیم، عن ابی، عن حماد، عن حریز، عن ابی جعفرؑ قال: سئل عن جابر، فقال: «رحم اللہ جابرا، بلغ من فقہہ انہ کان یعرف تأویل ہذہ الآیۃ: إِنَّ الَّذِی فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْآنَ لَرادُّکَ إِلی مَعادٍ یعنی الرجعۃ؛امام باقرؑ سے جابر کے بارے میں سوال ہوا فرمایا خدا ان پر رحم کرے وہ فقہ و دین فہمی کی اس بلندی پر پہنچے تھے کہ اس آیت کی تاویل جانتے تھے یعنی اس سے رجعت مراد ہے ،اسی طرح دوسری سند میں ہے: ۸۱۹۵،از تفسیر القمّی ا: ۲۵:عنہ، عن ابی، عن احمد بن النضر، عن عمرو بن شمر، قال: ذکر عند ابی جعفرؑ جابر۔

ح ۸۱۹۴،عنہ، قال: حدثنی ابی، عن النضر بن سوید، عن یحیٰ الحلبی، عن عبد الحمید الطائی، عن ابی خالد الکابلی، عن علی بن الحسین (علیہاالسلام)، فی قولہ: إِنَّ الَّذِی فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْآنَ لَرادُّکَ إِلی مَعادٍ، قال: «یرجع إلیکم نبیکم ﷺ، وامیر المؤمنین، و الائمۃ (علیہم السلام)؛ابو خالد کابلی نے امام سجادؑ سے اس آیت کے بارے میں نقل کیا فرمایا: تمہارے نبی ﷺ و امیر المومنینؑ اور ائمہؑ تمہاری طرف لوٹیں گے۔

ح۸۱۹۶از مختصر بصائر الدرجات: ۲۰۹: سعد بن عبد اللہ: عن حمید بن زیاد، قال: حدثنی عبید اللہ بن احمد بن نہیک، قال: حدثنا عبیس ابن ہشام، عن ابان، عن عبد الرحمٰن بن سیابۃ، عن صالح بن میثم، عن ابی جعفر (علیہ السلام)، قال: قلت لہ: حدثنی. قال: «الیس قد سمعت الحدیث من ابیک؟». قلت: ہلک ابی وانا صبی. قال: قلت: فأقول، فإن اصبت قلت: نعم، وإن اخطأت رددتنی عن الخطأ. قال: «ہذا اہون». قال: قلت: فإنی ازعم إن علیا (علیہ السلام) دابۃ الأرض. قال: فسکت. قال: فقال ابو جعفر (علیہ السلام): «وإراک واللہ ستقول: إن علیا (علیہ السلام) راجع إلینا وقرا: إِنَّ الَّذِی فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْآنَ لَرادُّکَ إِلی مَعادٍ». قال: قلت: واللہ لقد جعلتہا فیما ارید ان اسألک عنہا فنسیتہا. فقال ابو جعفر (علیہ السلام): «افلا اخبرک بما ہو اعظم من ہذا؟ وَما أَرْسَلْناکَ إِلَّا کافَّةً لِلنَّاسِ بَشِیراً وَنَذِیراً (سبا ۲۸)، لا تبقی ارض إلا نودی فیہا بشہادۃ ان لا إلہ إلا اللہ، و ان محمدا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ)» واشار بیدہ إلی آفاق الأرض؛ صالح بن میثم تمار کا بیان ہے کہ میں نے امام باقرؑ سے عرض کی: مولا مجھے حدیث بیان کیجئے فرمایا: کیا تم نے میرے والد گرامی سے حدیث نہیں سنی؟ عرض کی: مولا، میرے والد شہید ہوگئے جب میں بچہ تھا،اب آپ حکم دیں تو میں کچھ عرض کروں اگر صحیح ہو تو تاکید فرمائیں اور اگر خطا ہو تو درست کردیں فرمایا: یہ آسان ہے، عرض کی: میں یقین رکھتا ہوں کہ امام علیؑ اس زمین میں چلنے والے ہیں(دراصل یہ سورہ نمل کی آیت ۸۲ کی طرف اشارہ ہے جس میں حجت خدا کے لیے یہ تعبیر خدا نے استعمال کی اور قرآن کی اصطلاح میں دابۃ کا عنوان عامیانہ استعمال سے بہت مختلف اور بلند ہے الغرض)امام خاموش رہے، پھر امام نے فرمایا: خدا کی قسم میرا خیال ہے کہ تو یہ کہنا چاہتا ہے کہ امام علیؑ لوٹ کر آئیں گے اور اس آیت کی تلاوت کی کہ خدا تجھے معاد کی طرف پلٹائے گا میں نے عرض کی: خدا کی قسم! میں نے اس آیت کے بارے میں آپ سے سوال کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن اس کو اب بھول رہا تھا،امام نے فرمایا: کیا میں اس سے بڑی بات کی خبر تجھے نہ دوں؟ خدا نے فرمایا: ہم نے تجھے تمام لوگوں کے لیے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا

کر بھیجا اس وقت زمین میں کوئی نہیں بچے گا مگر وہ خدا کی وحدانیت اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرے گا اور امام نے زمین کی تمام آفاق کی طرف اشارہ فرمایا۔اس طرح اس مطلب کی دیگر بہت سی روایات تفاسیر روائی میں موجود ہیں اور سیاق سے بھی اس مطلب کو سمجھا جاسکتا اس کے باوجود علماء تفسیر نے اس سورہ کے مجموعی مضامین سے نبی اکرم کو مکہ کی طرف پلٹانے کا وعدہ الٰہی مراد لیا اور روایات میں اس موجود اس مطلب کو آیت کی تاویل اور باطنی معنی مراد لیا ہے ،ذیل میں چند مفسرین کی آراء ملاحظہ ہوں:

التبیان فی تفسیر القرآن، طوسی محمد بن حسن، ج۸، ص: ۱۸۳[و الأظہر من الأقوال: لرادک الی معاد فی النشأة الثانیة الی الجنة. و اکثر إقوال المفسرین انہ إراد الی مکة قاہراً لأہلہا؛ اقوال میں زیادہ ظاہر یہ ہے کہ انہیں آخرت میں جنت کی طرف پلٹانا مراد ہے اور اکثر مفسرین نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ کی طرف فتح کے ساتھ پلٹانا مراد لیا ہے]التفسیر المبین، مغنیہ محمد جواد، ص: ۵۱۹[إن الذی إوجب علیک إن تعمل و تذکر بالقرآن ہو الذی سیردک إلی مکة التی إخرجک منہا قومک. و قیل: المراد بالمعاد ہنا الجنة لأن السورة ہذہ مکیة و إی مانع إن تکون السورة مکیة ما عدا ہذہ الآیة؟جس خدا نے آپ کو قرآن پر عمل کرنے اور اس کی تلاوت کا حکم دیا وہی تجھے اس مکہ میں پلٹائے گا جس سے تیری قوم نے آپ کو نکالا اور ایک قول ہے کہ معاد سے مراد جنت ہے کیونکہ سورہ مکی ہے لیکن کیا مانع ہے کہ سورہ مکی ہو جبکہ یہ آیت مدنی ہو!]، تفسیر المراغی، ج۲۰، ص: ۱۰۵[و ہذہ إحدی معجزاتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لأنہ إخبر عن الغیب و وقع کما إخبر؛یہ آیت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں سے ہے کیونکہ آپ نے غیب کی خبر دی تھی اور ایسے واقع ہوئی جیسے آپ نے خبر دی تھی] ترجمہ المیزان،علامہ طباطبائی محمد حسین، ترجمہ فارسی: موسوی ہمدانی سید محمد باقر، ج۱۶، ص: ۱۲۸[اما آنچہ کہ دقت در سیاق آیات سورہ بہ دست می‌دہد، این است کہ: آیہ شریفہ تصریحی باشد بہ آنچہ کہ داستان مزبور در اول سورہ بہ آن اشارہ می‌کرد، و آیات بعد از آن ہم مؤید آن است؛اس سورہ کی آیات کے سیاق و سباق میں دقت کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آیت صریح ہے جو کچھ اس سورت کے شروع میں داستان بیان ہوئی اور بعد والی آیات بھی اس کی تائید کرتی ہیں (کہ حضرت موسی کی طرح انہیں کامیاب کرکے ان کے وطن کی طرف پلٹانا مراد ہے)] مجمع البیان، ج ۷، ص ۲۶۹،مکہ کی طرف لوٹنا مراد لیا، اور روح المعانی، ج ۲۰، ص ۱۲۹ نے بہت سے اقوال نقل کیئے، سواطع الإلہام فی تفسیر القرآن، فیضی دکنی ابوالفضل،ج۴، ص: ۲۳۱،[إِنَّ اللّہ الَّذِی فَرَضَ إرسل عَلَیۡکَ محمّد (ص) القُرآنَ الکلام المرسل إو إمرک درسہ و إعلامہ للعالم و عمل إوامرہ و إحکامہ لَرادُّکَ مسرعا إو وراء الہلاک إلی مَعادٍ إمّ الرّحم مولدک و ہو محلّ محمود و عدک ورودہ سطوا و علوّا بإعلاء إمرک و سطوع الإسلام و إہلہ؛جس خدا نے اے محمد آپ پر قرآن کریم کا دنیا کے سامنے پہنچانا اور اس کے احکام پر عمل کرنا فرض

کیا ہے وہی جلد ہی یا وفات کے بعد(دونوں اقوال کو جمع کرنے کی غرض سے یا لگائی ہے) آپ کو معاد کی طرف لوٹائے گا جو آپ کی ولادت گاہ ہے وہ بہترین جگہ ہے جہاں آپ کو فتح و سربلندی کے ساتھ لوٹائے گا اور اسلام کا بول بالا ہوگا]۔

. تفسیر نمونہ، ج۱۶، ص: ۱۸۴، و ص۱۸۶میں فرمایا:واضح تفسیر وہی ہے جو خدا نے وعدہ دیا تھا کہ نبی اکرم کو مکہ کی طرف لوٹائے گا اور شان نزول میں آیا ہے کہ یہ آیت ہجرت مدینہ کے وقت جحفہ کے مقام پر نازل ہوئی جہاں آپ حکومت اسلامی کی تشکیل دینے جارہے تھے اس کے باوجود آپ کی سرزمین مکہ سے عشق و دلبستگی آپ کو اذیت دیتی تھی اس پر نور وحی چمکا اور آپ کو مکہ کی سرزمین کی طرف پلٹانے کا وعدہ دیا گیا لیکن کچھ مفسرین نے دوسرے احتمالات دیئے کہ اس سے مراد آخرت کی زندگی کی طرف لوٹنا ،محشر و مقام شفاعت یا بہشت و بیت المقدس کی طرف لوٹنا مراد ہے لیکن یہ سب سودہ قصص کے مجموعی مضمون اور جوکچھ حضرت موسی اور بنی اسرائیل کے بارے میں بیان ہوا اور شان نزول سے بہت بعید ہے ۔

بحث کی اہمیت کے پیش نظر اس کی تکمیل کے لیے یہاں رجعت اور اس کے امکان و وقوع کی عقلی و نقلی ادلہ اختصار کے ساتھ پیش کی جاتی ہیں: "رجعت" شیعوں کا معروف عقیدہ ہے اور اس کے معنی ہیں: "امام زمانہ (ع) کے ظہور کے بعد اور روز قیامت سے پہلے "خالص مومنین" کا ایک گروہ اور "کفار اور بہت سرکش و شریر لوگوں کا ایک گروہ" اس دنیا میں لوٹایا جائے گا، پہلا گروہ (یعنی مومنین) کمال کی منزلوں کو طے کرے گا اور دوسرا گروہ بہت سخت سزا پائے گا"۔

"سید مرتضی "فرماتے ہیں: "امام مہدی (ع) کے ظہور کے بعد خداوند عالم بہت سے لوگوں کو مرنے کے بعد پھر اس دنیا میں پلٹائے گا، تاکہ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی مدد کا افتخار اور ثواب حاصل کریں، عالمی حکومت حق (وعدالت) میں شریک ہوں، اور اسی طرح سخت ترین دشمنوں کو بھی اس دنیا میں لوٹائے گا تاکہ ان سے انتقام لیا جاسکے۔اس کے بعد مزید بیان کرتے ہیں: اس عقیدہ کے صحیح ہونے پر دلیل یہ ہے کہ کوئی بھی عاقل اس کام پر خدا کی قدرت سے انکار نہیں کرسکتا، کیونکہ یہ مسئلہ کوئی محال کام نہیں ہے، حالانکہ ہمارے بعض مخالفین اس موضوع کا اس طرح انکار کرتے ہیں کہ گویا یہ کام محال اور غیر ممکن ہے۔اس کے بعد فرماتے ہیں: اس عقیدہ کی دلیل" فرقہ امامیہ کا اجماع" ہے، کیونکہ اس عقیدہ میں کسی نے بھی مخالفت نہیں کی ہے (سفینۃالبحار، جلد اول، صفحہ ۵۱۱ (مادہ رجع)۔

اگرچہ بعض قدیم شیعہ علمااور اسی طرح مرحوم طبرسی صاحب مجمع البیان کی گفتگو سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بہت ہی کم شیعہ علماء نے اس عقیدہ کی مخالفت کی ہے، اور "رجعت" کے معنی "حکومت اہل بیت علیہم السلام کی بازگشت "کئے ہیں، نہ لوگوں کی بازگشت اور مردوں کا زندہ ہونا، لیکن ان افراد کی مخالفت کچھ اس طرح ہے جس سے اجماع پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہاں پر بہت سی بحثیں ہیں خلاصہ یہ ہے :

۱۔ بے شک اس دنیا میں مردوں کا زندہ ہونا کوئی محال کام نہیں ہے، جیسا کہ قیامت میں تمام انسانوں کا زندہ ہونا مکمل طور پر ممکن ہے، اور اس (رجعت) پر تعجب کرنا گویا زمانۂ جاہلیت میں قیامت کے مسئلہ پر تعجب کی طرح ہے، اس کا مذاق اڑانا، مشرکین کا قیامت کے مذاق اڑانے کی طرح ہے، کیونکہ عقل اس طرح کے کام کو محال نہیں مانتی، اور خدا کی وسیع قدرت کے سامنے یہ کام بہت آسان ہے۔

۲۔ قرآن مجید میں اجمالی طور پر گزشتہ امتوں کے پانچ مواقع پر "رجعت" کا واقعہ پیش آیا ہے۔

۱) جیسا کہ قرآن مجید میں ایک بنی کے بارے میں ارشاد ہوا ہے: اَوْ کَالَّذِی مَرَّ عَلٰی قَرْیَۃٍ وَہِیَ خَاوِیَۃٌ عَلٰی عُرُوشِہَا قَالَ اَنّٰی یُحْیِی ہٰذِہِ اللّٰہُ بَعْدَ مَوْتِہَا فَاَمَاتَہُ اللّٰہُ مِائَۃَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَہُ قَالَ کَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ قَالَ بَلْ لَبِثْتَ مِائَۃَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِکَ وَشَرَابِکَ لَمْ یَتَسَنَّہْ وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِکَ وَلِنَجْعَلَکَ آیَۃً لِلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَی الْعِظَامِ کَیْفَ نُنْشِزُہَا ثُمَّ نَکْسُوہَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَہُ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ؛ یا اس بندہ (نبی) کی مثال جس کا گزر ایک قریہ سے ہوا جس کے سارے ستون اور چھتیں گر چکی تھیں تو اس بندہ نے کہا کہ خدا ان سب کو موت کے بعد کس طرح زندہ کرے گا؟ **تو خدا نے اس بندہ کو سو سال کے لئے موت دیدی اور پھر زندہ کیا اور پوچھا کہ کتنی دیر پڑے رہے؟ تو اس نے کہا کہ ایک دن یا اس سے کچھ کم، فرمایا: نہیں، سو سال،** ذرا اپنے کھانے اور پینے کو تو دیکھو کہ خراب تک نہیں ہوا اور اپنے گدھے پر نگاہ کرو (کہ سڑ گل گیا ہے) اور ہم اسی طرح تمہیں لوگوں کے لئے ایک نشانی بنانا چاہتے ہیں (سورہ بقرہ، آیت ۲۵۹) اس نبی کا نام عزیر تھا یا کچھ اور، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، اہم بات یہ ہے کہ قرآن مجید نے واضح الفاظ میں بیان کیا ہے کہ وہ موت کے بعد اسی دنیا میں دوبارہ زندہ ہوئے۔

۲)۔ قرآن کریم کے سورہ بقرہ میں ان لوگوں کے بارے میں گفتگو ہوئی ہے: اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِینَ خَرَجُوا مِنْ دِیَارِہِمْ وَہُمْ اُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَہُمُ اللّٰہُ مُوتُوا ثُمَّ اَحْیَاہُمْ؛ "جو ہزاروں کی تعداد میں موت کے خوف سے اپنے گھروں سے نکل پڑے (اور بعض مفسرین کے قول کے مطابق یہ لوگ طاعون کی بیماری کا بہانہ بنا کر میدان جہاد میں جانا نہیں چاہتے تھے) اور خدا نے انھیں موت کا حکم دیدیا اور پھر زندہ کردیا: (بقرہ ۲۴۳) اگرچہ اس غیر معمولی واقعہ کو ہضم نہ کرنے والے مفسرین نے اس کو صرف ایک مثال شمار کیا ہے، لیکن یہ بات واضح ہے کہ اس طرح کے الفاظ؛ ظہور بلکہ آیت کی صراحت کے مقابل، قابل قبول نہیں ہیں۔

۳)۔ سورہ بقرہ کی آیات میں "بنی اسرائیل" کے بارے میں بیان ہوا ہے کہ دیدار خدا کے تقاضا کے بعد ان لوگوں پر ہلاک کرنے والی بجلی گری اور وہ لوگ مر گئے، اس کے بعد خدا نے ان کو زندہ کیا تا کہ اس کی نعمتوں کا شکر ادا کریں: " وَاِذْ قُلْتُمْ یَا مُوسٰی لَنْ نُؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَہْرَۃً فَاَخَذَتْکُمُ الصَّاعِقَۃُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُونَ * ثُمَّ بَعَثْنَاکُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُونَ " (بقرہ ۵۵-۵۶) " پھر ہم نے تمہیں موت کے بعد زندہ کردیا کہ شاید اب شکر گزار بن جاؤ"۔

۴)۔ سورہ مائدہ، آیت نمبر ۱۱۰ میں جناب عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو شمار کیا گیا ہے کہ وہ خدا کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتے تھے: وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰی بِاِذْنِی "تم مردوں کو میرے حکم سے زندہ کرتے تھے"۔ یہ الفاظ اس بات کی عکاسی کرتے

ہیں کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام اپنے اس معجزہ (یعنی مردوں کو زندہ کرنے) سے فائدہ اٹھاتے تھے، بلکہ آیت میں "تخرج" کا لفظ استعمال ہوا ہے جو تکرار پر دلیل ہے اور یہ خود رجعت کی ایک قسم شمار ہوتی ہے۔

۵)۔ سورہ بقرہ کی آیت ۷۲-۷۳ میں بنی اسرائیل کے مقتول کے بارے میں بیان ہوا کہ جب بنی اسرائیل میں اس کے قاتل کی پہچان کے سلسلہ میں اختلاف ہوا، چنانچہ اس سلسلہ میں قرآن کا ارشاد ہے: وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْساً فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ *فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا كَذَلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَى وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ؛" تو ہم نے کہا کہ مقتول کو گائے کے ٹکڑے سے مس کردو، خدا اسی طرح مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے کہ شاید تمہیں عقل آجائے"۔

۶) وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ (۸۲) وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجاً مِمَّنْ يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ (نمل ۸۲-۸۳) ترجمہ: اور جب ان پر وعدہ (عذاب) پورا ہونے والا ہو گا تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک چلنے پھرنے والا نکالیں گے جو ان سے کلام کرے گا کہ درحقیقت لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں کرتے تھے۔ اور جس روز ہم ہر امت میں سے ایک ایک جماعت کو جمع کریں گے جو ہماری آیات کو جھٹلایا کرتی تھیں پھرانہیں روک دیا جائے گا۔

بعض مفسرین اس سے آخری زمانے میں ظاہری ہونے والے عجیب شکل والا حیوان مراد لیتے ہیں لیکن بہت سی روایات کی روشنی میں بہت سے مفسرین نے اس سے مراد ایک فوق العادہ طاقتور اور الٰہی امور کو انجام دینے والا انسان مراد لیا جس کی وصف میں حذیفہ نے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا: لا یدرکہا طالب و لا یفوتہا ہارب فتسم المؤمن بین عینیہ، و یکتب بین عینیہ مؤمن و تسم الکافر بین عینیہ و تکتب بین عینیہ کافر، و معہا عصا موسی و خاتم سلیمان؛ کوئی اس کی قدرت کو نہیں پہنچ سکتا اور کوئی اس سے نہیں بھاگ سکتا، مومن کی پیشانی پر نشانی لگائے گا اور لکھے گا: مومن ہے اور منافق کی پیشانی پر نشانی لگائے گا اور لکھے گا: کافر ہے اس کے پاس موسی کا عصا اور سلیمان نبی کی انگوٹھی ہو گی۔

تفسیر قمی میں امام صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک شخص عمار کے پاس آیا اور کہنے لگا اس آیت نے مجھے پریشان کر رکھا ہے یہ کون ہے؟ قال رجل لعمّار بن یاسر یا ابا الیقظان انّ آیۃ فی کتاب اللّٰہ قد افسدت قلبی و شکّکتنی۔۔۔ فأیّۃ دابّۃ ہذہ قال عمّار و اللّٰہ ما اجلس و لا آکل و لا اشرب حتّی اریکہا فجاء عمّار مع الرجل الی امیر المؤمنین علیہ السلام و ہو یأکل تمراً و زبداً فقال یا ابا الیقظان ہلمّ فاقبل عمّار و جلس یأکل معہ فتعجّب الرجل منہ فلمّا قام عمّار قال الرجل سبحان اللّٰہ انّک حلفت ان لا تأکل و لا تشرب و لا تجلس حتی ترینی الدابۃ قال عمّار قد اریتکہا ان کنت تعقل۔

عمار نے کہا: خدا کی قسم میں زمین پر نہیں بیٹھوں گا اور نہ ہی کچھ کھاوں پیوں گا جب تک تجھے اس کی زیارت نہ کراوں، اور عمار اسے لیکر امام علیؑ کے پاس پہنچے امام اس وقت کچھ تناول فرمارہے تھے عمار کو دعوت دی اور وہ امام کے ساتھ کھانے میں شریک ہوئے، وہ شخص تعجب سے سب دیکھتا رہا اور سمجھا کہ عمار نے اپنی قسم کی خلاف ورزی کی ہے کیونکہ مجھے اس شخص کی زیارت کرائے بغیر کھانا کھالیا، جب واپس لوٹے تو اس شخص نے کہا: آپ نے اپنا وعدہ کیے بغیر کھانا کھالیا تو عمار نے کہا:

میں نے تجھے دکھا دیا تھا اگر تو کچھ عقل سے کام لے ،اس مطلب کو تفسیر عیاشی میں ابوذر سے نقل کیا گیا (تفسیر مجمع البیان ذیل آیت، تفسیر الصافی، ج۴، ص: ۷۵)، اور معتبر السند روایت (علی بن ابراہیم از پھر خود از ابن ابی عمیر از ابوبصیر) میں امام صادقؑ سے نقل کیا: امام علیؑ مسجد میں آرام فرمارہے تھے کہ نبی پاکﷺ وہاں آئے اور فرمایا: اٹھو اے دابۃ الارض، کسی صحابی نے کہا: مولا ایسے عنوان سے کسی کو پکانے کی اجازت ہے جو آپ علی مرتضیٰؑ کو ایسے لقب سے پکارتے ہیں فرمایا: اس آیت کی روشنی میں صرف امام علیؑ کو یہ لقب دیا گیا ہے ،اور فرمایا: اے علیؑ! آخری زمانے میں خدا تجھے بہترین شکل میں زندہ کرے گا اور تو اپنے دشمنوں پر علامت لگائے گا انتہی رسول اللّٰہﷺ الی امیر المؤمنین علیہ السلام و ہو نائم فی المسجد قد جمع رملًا و وضع راسہ علیہ فحرّکہ برجلہ ثم قال لہ قم یا دابۃ الأرض فقال رجل من إصحابہ یا رسول اللّٰہ ایسمّی بعضنا بعضاً بہذا الاسم فقال لا واللّٰہ ما ہو الّا لہ خاصّۃ و ہو الدّابۃ الذی ذکرہ اللّٰہ فی کتابہ فقال عزّ و جلّ وَإِذا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ الآیۃ ثم قال یا علیّ إذا کان آخر الزمان إخرجک اللّٰہ فی احسن صورۃ و معک میسم تسم بہ إعداءک (بحار الانوار ج ۵۳ صفحہ ۵۲، تفسیر نمونہ، ج۱۵، ص: ۵۵۲، البرہان فی تفسیر القرآن، ج۴، ص: ۲۲۸)۔

ان موارد کے علاوہ قرآن مجید میں اور دیگر واقعات ملتے ہیں جیسا کہ اصحاب کہف کا واقعہ جو تقریباً "رجعت" سے مشابہ ہے، اسی طرح جناب ابراہیم علیہ السلام کا چار پرندوں کو ذبح کرنا اور ان کا دوبارہ زندہ ہونا، تاکہ انسانوں کے لئے قیامت میں دوبارہ زندہ ہونے کا تصور مجسم ہو جائے، یہ واقعہ بھی رجعت کے سلسلہ میں قابل توجہ ہے۔ اور یہ کس طرح ممکن ہے کہ کوئی قرآن مجید پر ایک آسمانی کتاب کے عنوان سے عقیدہ رکھتا ہو، لیکن ان تمام آیات کے پیش نظر رجعت کے امکان کا منکر ہو جائے؟ کیا رجعت کے معنی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے علاوہ کچھ اور ہیں؟ کیا اسی دنیا میں قیامت کا ایک نمونہ رجعت نہیں ہے؟ جو شخص قیامت کو اس کی تفصیل کے ساتھ مانتا ہے تو پھر ایسے شخص کے لئے رجعت کا انکار کرنا یا اس کا مذاق اڑانا یا احمد امین مصری کی طرح کتاب "فجر الاسلام" میں کہنا کہ "الیہودیۃ ظہرت بالتشیع بالقول بالرجعۃ!" ("عقائد الامامیہ" شیخ محمد رضا المظفر صفحہ ۷۱) "یہودیت کا ایک دوسرا رخ شیعوں کے لباس میں "رجعت" کے عقیدہ کے ساتھ ظاہر ہوا ہے" واقعاً تعجب کا مقام ہے۔ احمد امین کے اس قول اور دور جاہلیت کے مشرکین کے جسمانی معاد کے انکار میں کیا فرق ہے؟!

۳۔ سابقہ بیان سے "رجعت" کا ممکن ہونا ثابت ہو جاتا ہے، اور رجعت کے واقع ہونے کی تائید کرنے والی بہت سی روایات ہیں جن کو ائمہ معصومین علیہم السلام سے بہت سے موثق راویوں نے نقل کیا ہے، اور چونکہ یہاں پر ان تمام کو نقل نہیں کر سکتے ، لیکن صرف ان کے اعداد و شمار کو نقل کرتے ہیں جیسا کہ علامہ مجلسی رقمطراز ہیں: "کس طرح ممکن ہے کہ کوئی اہل بیت علیہم السلام کی صداقت پر ایمان رکھتا ہو لیکن رجعت کے بارے میں متواتر احادیث کو قبول نہ کرے؟ بہت ہی واضح احادیث جن کی تعداد تقریباً دو سو ہے اور تقریباً چالیس موثق راویوں اور علمانے نقل کی ہیں ،اور پچاس سے زیادہ

زرارہ نے امام باقرؑ سے روایت کی کہ جابر کلام خدا کو جانتے تھے اور ان کا ذکر خیر فرمایا، راوی کہتا ہے میں نے عرض کی: وہ امام علیؑ کے اصحاب میں سے تھے؟

کتابوں میں وارد ہوئی ہیں اگر یہ حدیث متواتر نہیں ہے تو پھر کون سی حدیث متواتر ہو سکتی ہے؟! (بحار الانوار، جلد ۵۳، صفحہ ۱۲۲، تفسیر نمونہ، جلد ۱۵، صفحہ ۵۵۵)

رجعت کا فلسفہ: اسلامی روایات کے پیش نظر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ رجعت سب لوگوں کے لئے نہیں ہے، بلکہ یہ اعمال صالحہ انجام دینے والے مومنین کے لئے ہے جو ایمان کے بلند درجہ پر فائز ہیں، اور اسی طرح ان ظالم و سرکش کفار کے لئے ہے جو کفر و ظلم میں غرق ہیں۔ ان تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دنیا میں دوبارہ زندگی مومنین کے لئے کمال کے درجات حاصل کرنے کے لئے ہے اور دوسرے گروہ کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہا جائے کہ وہ مخلص مومنین جو معنوی کمال حاصل کرنے میں موانع اور مشکلات سے دوچار ہوگئے تھے اور ان کی معنوی ترقی نامکمل رہ گئی تھی تو حکمت الٰہی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ایسے مومنین کو دوبارہ زندگی دی جائے اور وہ کمال کی منزلوں کو مکمل کریں، حق و عدالت کی عالمی حکومت کو دیکھیں، اور اس حکومت میں شریک ہوں کیونکہ ایسی حکومت میں شریک ہونا ہی بہت بڑا افتخار ہے۔ان کے برخلاف کفار و منافقین اور بڑے بڑے ظالم و جابر روزِ قیامت عذاب کے علاوہ اس دنیا میں بھی سزا بھگتیں گے جیسا کہ گزشتہ سرکش اقوام جیسے قومِ فرعون، قومِ عاد، قومِ ثمود اور قومِ لوط اپنے کیفر کردار تک پہنچی ہیں، اور یہ صرف رجعت کی صورت میں ممکن ہے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: "ان الرجعة لیست بعامة، وہی خاصة، لا یرجع الا من محض الایمان محضا، اِو محض الشرک محضا" (بحار الانوار، ج ۵۳، صفحہ ۳۹) " رجعت عام نہیں ہوگی بلکہ خاص ہوگی، رجعت صرف انھیں افراد کے لئے ہے جو خالص مومن یا جو خالص مشرک ہیں"۔ ممکن ہے کہ سورہ انبیاء کی آیت نمبر ۹۵ میں اسی بات کی طرف اشارہ ہو جیسا کہ ارشاد ہوا ہے: وَحَرامٌ عَلٰی قَرْيَةٍ اَهْلَكْنَاهَا اَنَّهُمْ لاَيَرْجِعُونَ "اور جس بستی کو ہم نے تباہ کر دیا ہے اس کے لئے بھی ناممکن ہے کہ قیامت کے دن ہمارے پاس پلٹ کر نہ آئے "کیونکہ نہ لوٹایا جانا انھیں لوگوں کے بارے میں ہے جو اسی دنیا میں اپنے کیفر کردار تک پہنچ چکے ہیں، اور اس سے یہ بھی روشن ہو جاتا ہے کہ جو لوگ اس طرح کے عذاب میں مبتلا نہیں ہوئے ہیں ان کو دوبارہ اس دنیا میں لوٹا کر ان کو سزا دی جائے گی۔

یہاں یہ بھی احتمال پایا جاتا ہے کہ ان دو جماعتوں کی بازگشت تاریخ بشریت کے اس خاص زمانہ میں (قیامت کے لئے) دو عظیم درس اور عظمت خدا کی دو نشانیاں ہوں گی ،تاکہ مومنین ان کو دیکھنے کے بعد معنوی کمال اور ایمان کے بلند درجات تک پہنچ جائیں اور کسی طرح کی کوئی کمی باقی نہ رہ جائے(تفسیر نمونہ ، جلد۱۵، صفحہ ۵۵۹)۔

فرمایا: جابر اس آیت کے تاویل کو بھی جانتے تھے، جس نے تجھ پر قرآن کو نازل کیا ہے وہ تمہیں معاد کی طرف پلٹائے گا۔

۹۱- أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ حَدَّثَنِي إِدْرِيسُ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ بِشْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ سَالِمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ وَ زُرَارَةَ، قَالا سَأَلْنَا أَبَا جَعْفَرٍ (ع) عَنْ أَحَادِيثَ فَرَوَاهَا عَنْ جَابِرٍ، فَقُلْنَا مَا لَنَا وَ لِجَابِرٍ! فَقَالَ: بَلَغَ مِنْ إِيمَانِ جَابِرٍ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَءُ هَذِهِ الْآيَةَ- إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَى مَعَادٍ.

زرارہ اور ابن مسلم کہتے ہیں کہ ہم نے امام باقرؑ سے چند چیزوں کے متعلق سوال کیا تو آپ نے جابر کی احادیث کو نقل کر دیا ہم نے عرض کی ہمیں جابر سے کیا ہے ؟

آپ نے فرمایا: جابر کے ایمان کی یہ حد تھی کہ وہ اس آیت کو پڑھا کرتے تھے، جس نے تجھ پر قرآن کو نازل کیا ہے وہ تمہیں معاد کی طرف پلٹائے گا۔

۹۲- أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْقُمِّيُّ شُقْرَانُ السَّلُولِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي إِدْرِيسُ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ أُذَيْنَةَ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ قُلْتُ مَا لَنَا وَ لِجَابِرٍ تَرْوِي عَنْهُ فَقَالَ يَا زُرَارَةُ إِنَّ جَابِراً قَدْ كَانَ يَعْلَمُ تَأْوِيلَ هَذِهِ الْآيَةِ- إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَىٰ مَعَادٍ[۱۲۹].

زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے امام باقرؑ سے عرض کی: ہمیں جابر سے کیا سروکار ہے کہ آپؑ ان کی احادیث نقل فرمارہے ہیں؟

---

[۱۲۹]۔ رجال الکشی، ص: ۴۴

آپ نے فرمایا جابر اس آیت کی تاویل کو بھی جانتے تھے، جس نے تجھ پر قرآن کو نازل کیا ہے وہ تمھیں معاد کی طرف پلٹائے گا[۱۳۰]۔

۹۳- مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّد، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ یَحْیَی، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ السَّفَرِیِّ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحَکَمِ، عَنْ فَضْلِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِی الزُّبَیْرِ، قَالَ: رَأَیْتُ جَابِراً یَتَوَکَّأُ عَلَی عَصَاهُ وَ هُوَ یَدُورُ فِی سِکَکِ الْمَدِینَةِ وَ مَجَالِسِهِمْ وَ هُوَ یَقُولُ عَلِیٌّ خَیْرُ الْبَشَرِ فَمَنْ أَبَی فَقَدْ کَفَرَ، یَا مَعَاشِرَ الْأَنْصَارِ أَدِّبُوا أَوْلَادَکُمْ عَلَی حُبِّ عَلِیٍّ فَمَنْ أَبَی فَلْیَنْظُرْ فِی شَأْنِ أُمِّهِ.

ابی زبیر سے منقول ہے کہ میں نے جابر کو دیکھا کہ اپنے عصا کا سہارا لیے مدینے کی گلیوں اور انکے محافل میں چکر لگاتے اور فرماتے تھے: علی خیر البشر ہیں، جس نے انکار کیا وہ کافر ہے اے گروہ انصار، اپنی اولاد کو حبّ علی پہ تربیت کرو اور جو انکار کرے اس کی ماں کے بارے میں جستجو کرو۔

[۱۳۰] ۔ تعجب کی بات ہے کہ یہاں جابر کے اس آیت کے معنی حقیقی سے واقف ہونے کی اتنی تاکید والی روایات بیان ہوئی ہیں لیکن ان میں یہ بیان نہیں ہوا کہ وہ اس سے کیا مراد لیتے تھے جیسے دیگر مصادر روائی میں ایسی روایات میں آیا ہے کہ وہ اس سے مراد رجعت لیتے تھے ان میں سے بعض سابقہ بحث رجعت میں ذکر ہوچکی ہیں ۔

براء بن عازب[۱۳۱]

۹۴- قَالَ الْكَشِّیُّ: رَوَی جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ الْحَضْرَمِیُّ، وَ أَبَانُ بْنُ تَغْلِبَ، وَ الْحُسَیْنُ بْنُ أَبِی الْعَلَاءِ، وَ صَبَّاحٌ الْمُزَنِیُّ، عَنْ أَبِی جَعْفَرٍ وَ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (عَلَیْهِمَا السَّلَامُ) أَنَّ أَمِیرَ الْمُؤْمِنِینَ (ع) قَالَ لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ كَیْفَ وَجَدْتَ هَذَا الدِّینَ قَالَ كُنَّا بِمَنْزِلَةِ الْیَهُودِ قَبْلَ أَنْ نَتَّبِعَكَ تَخِفُّ عَلَیْنَا الْعِبَادَةُ، فَلَمَّا اتَّبَعْنَاكَ وَ وَقَعَ حَقَائِقُ الْإِیمَانِ فِی قُلُوبِنَا وَجَدْنَا الْعِبَادَةَ قَدْ تَثَاقَلَتْ فِی أَجْسَادِنَا. قَالَ أَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ (ع) فَمِنْ ثَمَّ یُحْشَرُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فِی صُوَرِ الْحَمِیرِ وَ تُحْشَرُونَ فُرَادَی فُرَادَی یُؤْخَذُ بِكُمْ إِلَی الْجَنَّةِ، ثُمَّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ

---

[۱۳۱] ۔ الاَ عْلام ۲ص ۴۶۷ ا، الطبقات الكبری لابن سعد ۴ص ۳۶۴ و ۱۶۶، التاريخ الكبير ۲ص ۱۱۷، المعارف ۱۸۴، الجرح والتعديل ۲ص ۳۹۹، اختيار معرفة الرجال ۴۴ و ۴۵، مشاهير علماء الاَمصار ۶ ۷ ن ۲۷۲، الثقات لابن حبّان ۳ص ۲۶، المعجم الكبير للطبرانی اص ۴۱ ۳، اِصحاب الفتيا من الصحابة و التابعين ۹۷ ن ۷۰، جمهرة اِنساب العرب اص ۳۴۴، الخلاف للطوسی اص ۷۰ ۴، رجال الطوسی ۸ و ۳۵، تاريخ بغداد اص ۱۷۷، الاستيعاب اص ۱۴۳ (ذيل الاصابة)، المغنی اص ۱۶۷، اُسد الغابة اص ۱۷۱، تهذيب الاَسماء واللغات اص ۱۳۲، رجال ابن داود ۵۴، رجال العلّامة الحلی ۲۴، تهذيب الكمال ۴ص ۳۴، سير اعلام النبلاء ۳ص ۱۹۴ و ۱۶۶، تاريخ الاِسلام ذهبی (۱۷ھ) ۳۰۰، العبر للذهبی اص ۵۸، الوافی بالوفيات ۱۰ص ۱۰۴، مرآة الجنان اص ۱۴۵، الجواهر المضيئة ۲ص ۴۲۵، تهذيب التهذيب اص ۴۲۵، الاصابة اص ۱۴۶، شذرات الذهب اص ۷۷، تنقيح المقال اص ۱۶۱، اِعيان الشيعة ۳ص ۵۵۰، معجم رجال الحديث ۳ص ۲۷۵ ن ۱۶۵۳.

(ع) مَا بَدَا لَكُمْ! مَا مِنْ أَحَدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا وَ هُوَ يَعْوِي عُوَاءَ[۱۳۲] الْبَهَائِمِ أَنْ اشْهَدُوا لَنَا وَ اسْتَغْفِرُوا لَنَا! فَنُعْرِضُ عَنْهُمْ فَمَا هُمْ بَعْدَهَا بِمُفْلِحِينَ.
قال أبو عمرو الكشي: هذا بعد أن أصابته دعوة أمير المؤمنين (ع).

[حدیث غدیر کی گواہی کے منکرین کا انجام]
کشی فرماتے ہیں ؛ہمارے اصحاب کی ایک جماعت نے ، جن میں ابو بکر حضرمی ، ابان بن تغلب ، حسین بن ابی علاء ، صباح مزنی شامل ہیں ،امام باقرؑ و صادقؑ سے روایت کی کہ امام علیؑ نے براء بن عاذب سے فرمایا تو نے اس دین کو کیسے پایا ؟
اس نے عرض کی : ہم آپ کی پیروی کرنے سے پہلے یہودیوں کیطرح تھے عبادت ہمارے لیے آسان تھی ، اور جب سے آپ کی پیروی شروع کی ہے اور ایمان کی حقیقت دل میں جا گزین ہوئی ہے عبادت ہمارے جسموں پہ گران اور سنگین ہو گئی ہے۔
آپؑ نے فرمایا :اسی لیے قیامت کے دن لوگ گدھوں کی شکلوں میں محشور ہونگے اور تم ایک ایک کر کے محشور ہو گے اور تمہیں جنت میں لایا جائے گا۔
پھر امام صادقؑ نے فرمایا: تمہیں کیا معلوم کہ قیامت کے دن ہو شخص جانوروں کی طرح چیخے گا کہ ہماری مدد کرو اور ہمیں بخش دو مگر ہم ان سے رو گردانی کریں گے ، پھر اس کے بعد وہ فلاح نہیں پائیں گے ۔
کشی مزید فرماتے ہیں: براء کا یہ بیان ان کو امام علیؑ کی بد دعا لگنے کے بعد کا واقعہ ہے [۱۳۳]۔

[۱۳۲]۔رجال الکشی، ص: ۴۵

[۱۳۳] ۔حدیث نبوی غدیر کے منکرین صحابہ جن پر خدا کی طرف سے عذاب آیا ان میں حارث بن نعمان فہری سرفہرست ہے جس پر پتھر گرا اور وہ وہیں ڈھیر ہوگیا اس کے علاوہ بہت سے اصحاب جنہوں نے اس حدیث کی چھپانے کی کوشش کی وہ بھی امام علیؑ کی بدعا سے نہ بچ سکے اور طرح طرح کی

آفات و بلیات کا شکار ہوئے احمد بن حنبل نے بسند خود ریاح بن حارث سے نقل کیا : رحبہ میں ایک وفد امام کی بارگاہ میں حاضر ہوا سب نے کہا: السلام علیک یا مولانا! امام نے فرمایا: میں تمہارا مولا کیسے ہوا تم تو عرب ہو؟ انہوں نے کہا: ہم نے غدیر کے دن ارشاد نبوی سنا : فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں راوی ریاح کا بیان ہے کہ جب وہ لوگ واپس لوٹے میں ان کے پیچھے گیا اور پوچھا کون ہیں؟ جواب ملا : یہ قبیلہ انصار کے لوگ ہیں ان میں ابوایوب انصاری بھی ہیں (مسند احمد ۶ص۵۸۳ن۲۳۰۵۱و۲۳۰۵۲ اس میں ہے کہ اما م علی ؑنے خود پوچھا کون ہے ؟)اسد الغابہ میں ابن اثیر نے ابن عقدہ کی کتاب الموالاۃ کے حوالے سے زربن حبیش کی روایت نقل کی کہ امام علیؑ تشریف لائے کچھ سوار تلواریں حمائل کئے ہوئے آپ کے سامنے آئے اور اس طرح سلام کیا: السلام علیک یا امیر المومنین، السلام علیک یا مولانا و رحمۃ اللہ و برکاتہ، امام نے فرمایا: یہاں کتنے اصحاب پیامبر ﷺ ہیں؟ یہ سن کر بارہ حضرات کھڑے ہوئے جن میں قیس بن ثابت بن شماس، ہاشم بن عتبہ، حبیب بن بدیل بن ورقا، تھے انہوں نے گواہی دی کہ ہم نے نبی اکرمﷺ سے "من کنت مولاہ فعلی مولاہ "سنا تھا (اسد الغابہ اص۴۴۱ن۱۰۳۸،اصابہ بن حجر اص۳۰۴،ریاض نضرہ طبری ۳ص۱۱۳، بدایہ و نہایہ ۵ص۲۳۱حوادث ۱۰ھ، ۷ص۳۸۴حوادث ۴۰ھ، مجمع الزوائد ۹ص۱۰۴، المعجم الکبیر طبرانی ۴ص۱۷۳ح۴۰۵۳)۔

ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں لکھا : ابواسرائیل از حکم از ابوسلیمان موذن روایت کی کہ امام علی ؑنے حدیث غدیر سننے والوں کو قسم دی کہ وہ گواہی دیں بہت سے افراد نے گواہی دی لیکن زید بن ارقم نے باخبر ہونے کے باوجود گواہی نہ دی امام نے اس کے اندھے ہونے کی بددعا کی اور اس کی بصار ت جاتی رہی وہ نابینا حالت میں لوگوں سے حدیث بیان کرتا تھا (شرح نہج البلاغہ حدیدی ۴ص۷۴خطبہ ۱۵۶احمد نے مسند ۶ص۵۱۰ح۲۲۶۳۳ میں خود زید بن ارقم سے نقل کیا کہ بارہ بدری صحابیوں نے گواہی دی میں نے انکار کیا تو میری بینائی چلی گئی،مجمع الزوائد ہیثمی ۹ص۱۰۶ معجم کبیر طبرانی ۵ص۱۷۵ن۴۹۹۶ ،مناقب ابن مغازلی ص۲۳ن۳۳ میں بھی یہی اعتراف ہےکنز العمال۱۳ص۱۳۱ح۳۶۴۱۷ میں ایک گروہ کے گواہی چھپانے کی وجہ سے برص یا اندھے پن کا شکار ہونے کا ذکر ہے ،ابونعیم نے حلیتہ الاولیاء۵ص۲۶ میں عمیرہ سے نقل کیا کہ امام علی نے منبر سے مناشدہ کیا ارد گرد ابوسعید خدری ،ابوہریرہ ، اور انس تھے آپ نے لوگوں کو قسم دی بارہ آدمیوں نے گواہی دی ایک شخص بیٹھا رہا حضرت نے چھپانے کی وجہ پوچھی کہنے لگا: اے امیر المومنین ! میں بوڑھا ہونے کی وجہ سے بھول گیا ہوں آپ نے بددعا دی وہ آفت میں مبتلا ہوا،الغدیر امینی ص۲۱۶ج۱،میں ان لوگوں کے ناموں میں جنہوں نے غدیر

۹۵ فِيمَا رُوِيَ مِنْ جِهَةِ الْعَامَّةِ: رَوَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مَرْيَمَ الْأَنْصَارِيُّ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، قَالَ خَرَجَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ (ع) مِنَ الْقَصْرِ فَاسْتَقْبَلَهُ رُكْبَانٌ مُتَقَلِّدُونَ بِالسُّيُوفِ عَلَيْهِمُ الْعَمَائِمُ، فَقَالُوا السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَ رَحْمَةُ اللَّهِ وَ بَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَوْلَانَا! فَقَالَ عَلِيٌّ (ع) مَنْ هَاهُنَا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ (ص) فَقَامَ خَالِدُ بْنُ زَيْدٍ أَبُو أَيُّوبَ، وَ خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ ذُو الشَّهَادَتَيْنِ، وَ قَيْسُ بْنُ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، وَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُدَيْلِ بْنِ وَرْقَاءَ، فَشَهِدُوا جَمِيعاً أَنَّهُمْ سَمِعُوا رَسُولَ اللَّهِ (ص) يَقُولُ يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ. فَقَالَ عَلِيٌّ

کی گواہی چھپائی اور آفت میں مبتلا ہوئے ان میں یزید بن ودیعہ و عبدالرحمٰن بن مدلج بھی شامل ہیں ، احمد بن جابر بلاذری م ۲۷۹ھ نے انساب الاشراف ۲ص۱۵۶ان۱۶۹ میں لکھا:امام علیؑ نے منبر سے غدیر کی حدیث کی گواہی مانگی انس بن مالک، براء بن عاذب، جریر بن عبداللہ منبر کے نیچے تھے علی نے اپنی قسم کو مکرر بیان کیا کس نے جواب نہیں دیا اس وقت حضرت نے بددعا کی خدایا جو بھی اس گواہی کو جان بوجھ کر چھپائے اسے دنیا سے اس وقت تک نہ اٹھانا جب تک کوئی علامت قرار نہ دے جس سے وہ پہنچان لیا جائے نتیجہ میں انس مبروص ہوگیا ،براء اندھا ہوگیا اور جریر اسلام کے بعد صحراء جاہلیت میں سرگشتہ رہا بعد میں ماں کے مکان میں فوت ہوا، تاریخ دمشق ۳ص۱۷۴ میں احمد بن صالح عجلی ہے کہ دو صحابی مبتلائے عذاب ہوئے ایک معیقب بن ابی فاطمہ دوسی کوڑھ کا مریض ہوا اور انس مبروص ہوا،سید حمیری نے قصیدہ لامیہ میں نظم کیا: فی ردّہ سید کل الوری ، مولاھم فی المحکم المنزل، فاصدہ ذوالعرش عن رشدہ، وشانہ بالبرص الانکل؛ اس انس کی تردید سردار کائنات نے کی جو قرآن کی آیات میں مولا لقب ہیں پس آسمان والے نے اس کو راہ راست سے روک دیا اس کو ذلت آمیز برص نمایاں ہوگیااور مناقب خوارزمی ص۳۷۸ح۳۹۶ میں بحوالہ مناقب ابن مردویہ ایک شخص کے جھٹلانے سے اندھے ہونے کا ذکر ہے ۔

(ع) لِأَنَسِ بْنِ مَالِک، وَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، مَا مَنَعَکُمَا أَنْ تَقُومَا فَتَشْهَدَا فَقَدْ سَمِعْتُمَا کَمَا سَمِعَ الْقَوْمُ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ إِنْ کَانَا کَتَمَاهَا مُعَانَدَةً فَابْتَلِهِمَا! فَعَمِیَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ، وَ بَرِصَ قَدَمَا أَنَسِ بْنِ مَالِک، فَحَلَفَ أَنَسُ بْنُ مَالِک أَنْ لَا یَکْتُمَ مَنْقَبَةً لِعَلِیِّ بْنِ أَبِی طَالِبٍ وَ لَا فَضْلًا أَبَداً، وَ أَمَّا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ فَکَانَ یُسْأَلُ عَنْ مَنْزِلِهِ فَیُقَالُ هُوَ فِی مَوْضِعِ کَذَا وَ کَذَا، فَیَقُولُ کَیْفَ یَرْشُدُ مَنْ أَصَابَتْهُ الدَّعْوَةُ[۱۳۴].

عامہ کی سند سے زرّ بن حبیش سے مروی ہے کہ امام علیؑ قصر دار الامارہ سے باہر تشریف لائے ان کی ملاقات عمامہ پہنے ہوئے اور تلواریں لٹکائے ہوئے گھوڑے سواروں سے ہوئی انہوں نے امام کو اس طرح سلام عقیدت پیش کیا: السَّلَامُ عَلَیْکَ یَاأَمِیرَالْمُؤْمِنِینَ وَرَحْمَةُاللَّهِ وَ بَرَکَاتُهُ،السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَوْلَانَا۔

امامؑ نے فرمایا: یہاں اصحاب رسولؐ میں سے کون ہے ؟ تو خالد بن زید ابوایوب، خزیمہ بن ثابت، قیس بن سعد، عبداللہ بن بدیل، کھڑے ہوئے اور انہوں نے گواہی دی کہ انہوں نے غدیر خم کے دن نبی اکرم ﷺ سے سنا تھا کہ جس جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے ،امام نے انس بن مالک اور براء بن عاذب سے فرمایا کہ تم کیوں شہادت کے لیے کھڑے نہیں ہوتے حالانکہ تم نے بھی ان لوگوں کی طرح نبی اکرم ﷺ سے یہ فرمان سنا تھا اور پھر فرمایا: خدایا! اگر یہ دشمنی کی وجہ سے اس گواہی کو چھپا رہے ہیں تو ان کو مبتلا فرما، تو براء بن عاذب اندھا ہو گیا اور انس بن مالک کے قدموں پر برص لاحق ہوا۔

---

[۱۳۴]۔ رجال الکشی، ص: ۴۶

انس بن مالک نے قسم کھائی کہ اس کے بعد امام علیؑ کی کوئی فضیلت نہ چھپائے اور براء بن عاذب اپنے گھر کے بارے میں لوگوں سے پرچھتا تھا اور اسے بتایا جاتا کہ وہاں ہے تو کہتا تھا جسے امام علیؑ کی بد دعا لگی ہو وہ کیسے رہنمائی کو حاصل کر سکتا ہے؟![۱۳۵]

---

[۱۳۵] ۔حدیث غدیر متواتر روایات میں سے ہے اور امام علیؑ نے اس سے اپنی خلافت بلافصل اور امامت و ولایت پر استدلال بھی کیا اور لوگوں پر حجت تمام کی یہ سب بھی متواتر روایات سے ثابت ہے حدیث غدیر کو ۱۱۰ صحابہ نے نقل کیا اور آیت تبلیغ ولایت، آیت اکمال دین و منکر ولایت پر عذاب نازل ہونے والی آیات نے اس کو بیان کیا لیکن بعض متعصب ان حقایق کو چھپانے کے لیے حدیث غدیر کو غیر معتبر کہہ کر ٹھکرانے کی کوشش کرتے ہیں اور اسے طرح طرح کے من پسند اقوال کی نذر کرنا چاہتے ہیں مگر جب سند کا تواتر ثابت ہوجاتا ہے تو بعض اس کی دلالت میں چہ میگوئیاں کرتے ہیں اور جب وہ نص در ولایت ثابت ہوتو کہتے ہیں اگر اتنی بڑی دلیل ولایت کی تھی تو امام علیؑ نے اس سے استدلال کیوں نہیں کیا حالانکہ امام نے کئی بار اس سے استدلال کیا اس کے ذریعے حجت تمام کی اور اس پر صحابہ سے گواہی طلب کی اور منکرین کے لیے عذاب کی دعا کی اور وہ بہت سے لوگوں کے بارے میں ظاہر ہوئی بعض منکرین ولایت یا ولایت کی گواہی چھپانے والوں کا نام یہاں ذکر ہے اختصار کے ساتھ یہاں حدیث غدیر کو ذکر کیا جاتا ہے اگرچہ اس کی تحقیق ہم نے متواتر الاخبار عن النبی المختارﷺ میں پیش کی ہے ۔

یا اَیُّہَا الرَّسُولُ بَلِّغْ ما اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَبِّکَ وَ اِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَما بَلَّغْتَ رِسالَتَہٗ وَ اللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النّاسِ اِنَّ اللّٰہَ لا یَہْدِی الْقَوْمَ الْکافِرِین؛"اے پیغمبر! آپ اس حکم کو پہنچادیں جو آپ کے پرورد گار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے، اور اگر یہ نہ کیا تو گویا اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا اور خدا آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا"۔اہل سنت کی متعدد کتابوں نیز تفسیر و حدیث اور تاریخ کی (تمام شیعہ مشہور کتابوں میں) بیان ہوا ہے کہ مذکورہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

ان احادیث کو بہت سے اصحاب نے نقل کیا ہے، منجملہ: ابوسعید خدری،زید بن ارقم،جابر بن عبد اللہ انصاری"، "ابن عباس،براء بن عازب،حذیفہ،ابوہریرہ،ابن مسعوداور عامر بن لیلیٰ، اور ان تمام روایات میں بیان ہوا کہ یہ آیت واقعہ غدیر سے متعلق ہے اور حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔قابل توجہ بات یہ ہے کہ ان میں سے بعض روایات متعدد طریقوں سے نقل ہوئی ہیں، منجملہ: حدیث ابوسعید خدری ۱۱/طریقوں سے۔حدیث ابن عباس بھی ۱۱/ طریقوں سے۔اور حدیث براء بن عازب تین طریقوں سے نقل ہوئی ہے۔جن افراد نے ان احادیث کو (مختصر یا تفصیلی طور

پر) اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے ان کے اسما درج ذیل ہیں: حافظ ابو نعیم اصفہانی نے اپنی کتاب "ما نُزِّل من القرآن فی علیؑ" میں (الخصائص ص۲۹) ابو الحسن واحدی نیشاپوری "اسباب النزول" صفحہ ۱۵۰، ابن عساکر شافعی (الدر المنثور سے نقل کیا ہے، جلد دوم، صفحہ ۲۹۸) فخر الدین رازی نے اپنی "تفسیر کبیر" ، جلد ۳، صفحہ ۶۳۶ ،ابو اسحاق حموینی نے "فرائد السمطین" ابن صباغ مالکی نے "فصول المهمہ" صفحہ ۲۷۔ جلال الدین سیوطی نے اپنی تفسیر الدر المنثور، جلد ۲، صفحہ ۲۹۸ ، قاضی شوکانی نے "فتح القدیر" ، جلد سوم صفحہ ۵۷ ، شہاب الدین آلوسی شافعی نے "روح المعانی" ، جلد ۶، صفحہ ۱۷۲ ، شیخ سلیمان قندوزی حنفی نے اپنی کتاب "ینابیع المودة" صفحہ ۱۲۰ ، بدر الدین حنفی نے "عمدة القاری فی شرح صحیح البخاری" ، جلد ۸، صفحہ ۵۸۴ ، شیخ محمد عبدہ مصری "تفسیر المنار" ، جلد ۶، صفحہ ۴۶۳، حافظ بن مردویہ (متوفی ۴۱۸ھ) (الدر المنثور سیوطی سے نقل کیا ہے) اور ان کے علاوہ بہت سے علمانے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ البتہ بہت سے مذکورہ علمانے حالانکہ شان نزول کی روایت کو نقل کیا ہے لیکن بعض وجوہات کی بنا پر سر سری طور سے گزر گئے ہیں یا ان پر تنقید کی ہے، واقعۂ غدیر : یہ آیۂ شریفہ بے شمار شواہد کی بنا پر امام علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے، اور اس سلسلہ میں (شیعہ کتابوں کے علاوہ) خود اہل سنت کی مشہور کتابوں میں وارد ہونے والی روایات اتنی زیادہ ہیں کہ کوئی بھی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ ان روایات کے علاوہ بھی متعدد روایات ہیں جن میں وضاحت کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ یہ آیت غدیر خم میں اس وقت نازل ہوئی کہ جب پیغمبر اکرم (ص) نے خطبہ دیا اور حضرت علی علیہ السلام کو اپنا وصی و خلیفہ بنایا، ان کی تعداد گزشتہ روایات کی تعداد سے کہیں زیادہ ہے، یہاں تک محقق بزرگوار علامہ امینی نے کتابِ "الغدیر" میں ۱۱۰/ اصحاب پیغمبر سے زندہ اسناد اور مدارک کے ساتھ نقل کیا ہے، اسی طرح ۸۴/ تابعین اور مشہور و معروف ۳۶۰/ علماو دانشوروں سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ اگر کوئی خالی الذہن انسان ان اسناد و مدارک پر ایک نظر ڈالے تو اس کو یقین ہو جائے گا کہ حدیث غدیر یقینا متواتر احادیث میں سے ہے بلکہ متواتر احادیث کا بہترین مصداق ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ان احادیث کے تواتر میں شک کرے تو پھر اس کی نظر میں کوئی بھی حدیث متواتر نہیں ہو سکتی۔ حدیث غدیر کا مضمون: پیغمبر اکرم (ص) کی زندگی کا آخری سال تھا "حجۃ الوداع" کے مراسم جس قدر با وقار اور با عظمت ہو سکتے تھے وہ پیغمبر اکرم کی ہمراہی میں اختتام پذیر ہوئے، سب کے دل روحانیت سے سرشار تھے ابھی ان کی روح اس عظیم عبادت کی معنوی لذت کا ذائقہ محسوس کر رہی تھی۔ اصحاب پیغمبر کی کثیر تعداد [پیغمبر کے ساتھیوں کی تعداد بعض کے نزدیک ۹۰ ہزار اور بعض کے نزدیک ایک لاکھ بارہ ہزار اور بعض کے نزدیک ایک لاکھ بیس ہزار اور بعض کے نزدیک ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے] آنحضرت (ص) کے ساتھ اعمال حج انجام دینے کی عظیم سعادت پر بہت زیادہ خوش نظر آرہے تھے۔ نہ صرف مدینہ کے لوگ اس سفر میں پیغمبر کے ساتھ تھے بلکہ جزیرہ نمائے عرب کے دیگر مختلف حصوں کے مسلمان بھی یہ عظیم تاریخی اعزاز وافتخار حاصل کرنے کے لئے آپ کے ہمراہ تھے۔

سر زمین حجاز کا سورج در و دیوار اور پہاڑوں پر آگ برسا رہا تھا لیکن اس سفر کی بے نظیر روحانی حلاوت نے تمام تکلیفوں کو آسان بنا رہا تھا۔ زوال کا وقت نزدیک تھا، آہستہ آہستہ "جحفہ" کی سر زمین اور اس کے بعد خشک اور جلانے والے "غدیر خم" کا بیابان نظر آنے لگا۔ در اصل یہاں ایک چوراہا ہے جو حجاز کے لوگوں کو ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے، شمالی راستہ مدینہ کی طرف دوسرا مشرقی راستہ عراق کی طرف، تیسرا مغربی ممالک اور مصر کی طرف اور چوتھا جنوبی راستہ سر زمین یمن کو جاتا ہے یہی وہ مقام ہے جہاں اخری اور اس عظیم سفر کا اہم ترین مقصد انجام دیا جانا تھا اور پیغمبر مسلمانوں کے سامنے اپنی آخری اور اہم ذمہ داری کی بنا پر آخری حکم پہچانا چاہتے تھے۔

جمعرات کا دن تھا اور ہجرت کا دسواں سال، آٹھ دن عید قربان کو گزرے تھے کہ اچانک پیغمبر کی طرف سے سب کو ٹھہرنے کا حکم دیا گیا، مسلمانوں نے بلند آواز سے قافلہ سے آگے چلے جانے والے لوگوں کو واپس بلایا اور اتنی دیر تک رکے رہے کہ پیچھے آنے والے لوگ بھی پہنچ گئے۔ آفتاب خط نصف النہار سے گزر گیا تو پیغمبر کے مؤذن نے "اللہ اکبر" کی صدا کے ساتھ لوگوں کو نماز ظہر پڑھنے کی دعوت دی، مسلمان جلدی جلدی نماز پڑھنے کے لئے تیار ہو گئے، لیکن فضا اتنی گرم تھی کہ بعض لوگ اپنی عبا کا کچھ حصہ پاؤں کے نیچے اور باقی حصہ سر پر رکھنے کے لئے مجبور تھے ورنہ بیابان کی گرم ریت اور سورج کی شعاعیں ان کے سر اور پاؤں کو تکلیف دے رہی تھیں۔

اس صحرا میں کوئی سایہ نظر نہیں آتا تھا اور نہ ہی کوئی سبزہ یا گھاس صرف چند خشک جنگلی درخت تھے جو گرمی کا سختی کے ساتھ مقابلہ کر رہے تھے کچھ لوگ انہی چند درختوں کا سہارا لئے ہوئے تھے، انہوں نے ان برہنہ درختوں پر ایک کپڑا ڈال رکھا تھا اور پیغمبر کے لئے ایک سائبان بنا رکھا تھا لیکن سورج کی جلا دینے والی گرم ہوا اس سائبان کے نیچے سے گزر رہی تھی، بہر حال ظہر کی نماز ادا کی گئی۔ مسلمان نماز کے بعد فوراً اپنے چھوٹے چھوٹے خیموں میں جا کر پناہ لینے کی فکر میں تھے لیکن رسول اللہ نے انہیں آگاہ کیا کہ وہ سب کے سب خداوند تعالیٰ کا ایک نیا پیغام سننے کے لئے تیار ہو جائیں جسے ایک مفصل خطبہ کے ساتھ بیان کیا جائے گا۔ جو لوگ رسول اللہ (ص) سے دور تھے وہ اس عظیم اجتماع میں پیغمبر کا ملکوتی اور نورانی چہرہ دیکھ نہیں پا رہے تھے لہٰذا اونٹوں کے پالانوں کا منبر بنایا گیا، پیغمبر اس پر تشریف لے گئے:

پہلے پروردگار عالم کی حمد و ثنا بجالائے اور خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے یوں خطاب فرمایا: میں عنقریب خداوند متعال کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے تمہارے درمیان سے جانے والا ہوں، میں بھی جوابدہ ہوں اور تم لوگ بھی جوابدہ ہو، تم میرے بارے میں کیا کہتے ہو؟ سب لوگوں نے بلند آواز میں کہا: "ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے فریضۂ رسالت انجام دیا اور خیر خواہی کی ذمہ داری کو انجام دیا اور ہماری ہدایت کی راہ میں سعی و کوشش کی، خدا آپکو جزائے خیر دے"۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا: کیا تم لوگ خدا کی وحدانیت، میری رسالت اور روز قیامت کی حقانیت اور اس دن مردوں کے قبروں سے مبعوث ہونے کی گواہی نہیں دیتے؟ سب نے کہا: کیوں نہیں ہم سب گواہی دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: خدایا! گواہ رہنا۔ آپ نے مزید فرمایا: اے لوگو! کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ اس کے بعد سارے بیابان پر

سکوت کا عالم طاری ہو گیا، سوائے ہوا کی سنسناہٹ کے کوئی چیز سنائی نہیں دیتی تھی، پیغمبر نے فرمایا: **دیکھو! میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں بطور یادگار چھوڑے جارہاہوں تم ان کے ساتھ کیا سلوک کرو گے؟**

حاضرین میں سے ایک شخص نے پکار کر کہا: یا رسول اللہ (ص) وہ دو گرانقدر چیزیں کونسی ہیں؟ تو پیغمبر اکرم نے فرمایا: پہلی چیز تو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جو ثقل اکبر ہے، اس کا ایک سرا پروردگار عالم کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھ میں ہے، اس سے ہاتھ نہ ہٹانا ورنہ تم گمراہ ہو جاؤ گے، دوسری گرانقدر یادگار میرے اہل بیتؑ ہیں اور مجھے خدائے لطیف وخبیر نے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ بہشت میں مجھ سے آملیں گے۔ ان دونوں سے آگے بڑھنے (اور ان سے تجاوز کرنے) کی کوشش نہ کرنا اور نہ ہی ان سے پیچھے رہنا کہ اس صورت میں بھی تم ہلاک ہو جاؤ گے۔

اچانک لوگوں نے دیکھا کہ رسول اللہ اپنے ارد گرد نگاہیں دوڑا رہے ہیں گویا کسی کو تلاش کر رہے ہیں جو نہی آپ کی نظر حضرت علی علیہ السلام پر پڑی فوراً ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور انہیں اتنا بلند کیا کہ دونوں کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی اور سب لوگوں نے انہیں دیکھ کر پہچان لیا کہ یہ تو اسلام کا وہی سپہ سالار ہے کہ جس نے کبھی شکست کا منہ نہیں دیکھا۔ اس موقع پر پیغمبر کی آواز زیادہ نمایاں اور بلند ہو گئی اور آپ نے ارشاد فرمایا: ایہاالناس من اولی الناس بالمؤمنین من انفسہم ؛اے لوگو! بتاؤ وہ کون ہے جو تمام لوگوں کی نسبت مومنین پر خود ان سے زیادہ اولویت رکھتا ہے؟ اس پر سب حاضرین نے بہ یک آواز جواب دیا کہ خدا اور اس کا پیغمبر بہتر جانتے ہیں۔

تو پیغمبر نے فرمایا: خدا میرا مولا اور رہبر ہے اور میں مومنین کا مولا اور رہبر ہوں اور میں ان کی نسبت خود ان سے زیادہ حق رکھتا ہوں (اور میرا ارادہ ان کے ارادے پر مقدم ہے)۔ اس کے بعد فرمایا: فمن کنت مولاہ فعلی مولاہ؛ "یعنی جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کے مولا اور رہبر ہیں"۔

پیغمبر اکرم نے اس جملے کی تین مرتبہ تکرار کی، اور بعض راویوں کے قول کے مطابق پیغمبر نے یہ جملہ چار مرتبہ دہرایا اور اس کے بعد آسمان کی طرف سر بلند کر کے بارگاہ خداوندی میں عرض کی: اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ واحب من احبہ وابغض من ابغضہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ وادر الحق معہ حیث دار ؛یعنی بارالٰہا! جو اس کو دوست رکھے تو اس کو دوست رکھ اور جو اس سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ، جو اس سے محبت کرے تو اس سے محبت کر اور جو اس سے بغض رکھے تو اس سے بغض رکھ، جو اس کی مدد کرے تو اس کی مدد کر، جو اس کی مدد سے کنارہ کشی کرے تو اسے اپنی مدد سے محروم رکھ اور حق کو ادھر موڑ دے جدھر وہ رخ کرے۔ اس کے بعد فرمایا: الا فلیبلغ الشاہد الغائب ؛ تمام حاضرین آگاہ ہو جائیں کہ یہ سب کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس بات کو ان لوگوں تک پہنچائیں جو یہاں پر اس وقت موجود نہیں ہیں"۔

پیغمبر کا خطبہ ختم ہو گیا پیغمبر پسینے میں شرابور تھے حضرت علی علیہ السلام بھی پسینہ میں غرق تھے، دوسرے تمام حاضرین کے بھی سر سے پاؤں تک پسینہ بہہ رہا تھا۔ ابھی اس جمعیت کی صفیں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئی تھیں کہ جبرئیل امین

وحی لے کر نازل ہوئے اور پیغمبر کو ان الفاظ میں تکمیل دین کی بشارت دی: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ ...آج کے دن ہم نے تمہارے لئے تمہارے دین اور آئین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر تمام کر دیا"۔

اتمام نعمت کا پیغام سن کر پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضی الرب برسالتی والولایۃ لعلی من بعدی؛ "ہر طرح کی بزرگی وبڑائی خدا ہی کے لئے ہے کہ جس نے اپنے دین کو کامل فرمایا اور اپنی نعمت کو ہم پر تمام کیا اور میری نبوت ورسالت اور میرے بعد علی کی ولایت کے لئے خوش ہوا۔"

پیغمبر کی زبان مبارک سے امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہا السلام کی ولایت کا اعلان سن کر حاضرین میں مبارک باد کا شور بلند ہوا لوگ بڑھ چڑھ کر اس اعزاز ومنصب پر حضرت علی کو اپنی طرف سے مبارک باد پیش کرنے لگے چنانچہ معروف شخصیتوں میں سے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی طرف سے مبارک باد کے یہ الفاظ تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں کہ انہوں نے کہا: بخ بخ لک یا بن ابی طالب اصبحت وامسیت مولای و مولا کل مؤمن ومؤمنۃ: مبارک ہو! مبارک! اے فرزند ابو طالب کہ آپ میرے اور تمام صاحبان ایمان مردوں اور عورتوں کے مولا اور رہبر ہوگئے"۔

اس وقت ابن عباس نے کہا: بخدا یہ عہد وپیمان سب کی گردنوں میں باقی رہے گا۔اس موقع پر مشہور شاعر حسان بن ثابت نے پیغمبر اکرم (ص) سے اجازت طلب کی کہ اس موقع کی مناسبت سے کچھ شعر کہوں، چنانچہ انھوں نے یہ مشہور و معروف اشعار پڑھے:

یناديهم يوم الغدیر نبيهم بخم واسمع بالرسول مناديا

فقال فمن مولاکم و نبیکم؟ فقالوا ولم یبدوا ہناک التعامیا

إلہک مولانا وانت نبینا ولم تلق منا فی الولایۃ عاصیا

فقال لہ قم یا علی فاننی رضیتک من بعدی اماما وہادیا

فمن کنت مولاہ فہذا ولیہ فکونوا لہ اتباع صدق موالیا

ہناک دعا اللہم وال ولیہ وکن للذی عادا علیا معادیا

یعنی: "پیغمبر اکرم (ص) روز غدیر خم یہ اعلان کر رہے تھے اور واقعاً کس قدر عظیم اعلان تھا۔فرمایا: تمہارا مولا اور نبی کون ہے؟ تو مسلمانوں نے صاف صاف کہا:

"خداوند عالم ہمارا مولا ہے اور ہمارے نبی ہیں، ہم آپ کی ولایت کے حکم کی مخالفت نہیں کریں گے۔ اس وقت پیغمبر اکرم (ص) نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: یا علی اٹھو، کیونکہ میں نے تم کو اپنے بعد امام اور ہادی مقرر کیا ہے۔

اس کے بعد فرمایا: جس کا میں مولا وآقا ہوں اس کے یہ علی مولا اور رہبر ہیں، لہٰذا تم سچے دل سے اس کی اطاعت و پیروی کرنا۔

اس وقت پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: پالنے والے! اس کے دوست کو دوست رکھ! اور اس کے دشمن کو دشمن۔

ان اشعار کو اہل سنت کے بڑے بڑے علمانے نقل کیا ہے ، جن میں سے حافظ "ابونعیم اصفہانی،حافظ "ابو سعید سجستانی"، "خوارزمی مالکی"، حافظ "ابو عبد اللہ مرزبانی"، "گنجی شافعی"، "جلال الدین سیوطی"، سبط بن جوزی" اور "صدر الدین حموی" شامل ہیں۔

اگر بفرض شان نزول کو چھوڑ کر صرف آیۂ بلغ اور اس کے بعد والی آیتوں پر غور کریں تو ان آیات سے امامت اور پیغمبر اکرم (ص) کی خلافت کا مسئلہ واضح و روشن ہو جائے گا۔ کیونکہ آیت میں بیان ہونے والے مختلف الفاظ اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اس مسئلہ کی تین اہم خصوصیت ہیں :

۱۔ اسلامی نقطہ نظر سے اس مسئلہ کی ایک خاص اہمیت ہے ، کیونکہ پیغمبر اکرم (ص) کو حکم دیا گیا ہے کہ اس پیغام کو پہنچادو، اور اگر اس کام کو انجام نہ دیا تو گویا اپنے پروردگار کی رسالت کو نہیں پہنچایا! دوسرے الفاظ میں یوں کہیں کہ ولایت کا مسئلہ نبوت کی طرح تھا، کہ اگر اس کو انجام نہ دیا تو پیغمبر اکرم کی رسالت ناتمام رہ جاتی ہے۔واضح ہے کہ اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ یہ خدا کا کوئی معمولی حکم تھا، اور اگر خدا کے کسی حکم کو نہ پہنچایا جائے تو رسالت خطرہ میں پڑ جاتی ہے، کیونکہ یہ بات بالکل واضح ہے اور اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے، حالانکہ آیت کا ظاہر یہ ہے کہ یہ مسئلہ ایک خاص اہمیت کا حامل ہے جو رسالت و نبوت سے خاص ربط رکھتا ہے۔

۲۔ یہ مسئلہ اسلامی تعلیمات جیسے نماز، روزہ، حج، جہاد اور زکوۃ وغیرہ سے متعلق نہیں تھا کیونکہ یہ آیت سورہ مائدہ کی ہے، اور ہم جانتے ہیں کہ یہ سورہ پیغمبر اکرم (ص) پر سب سے آخر میں نازل ہوا ہے، (یا آخری سوروں میں سے ہے) یعنی پیغمبر اکرم (ص) کی عمر بابرکت کے آخری دنوں میں یہ سورہ نازل ہوا ہے جس وقت اسلام کے تمام اہم ارکان بیان ہو چکے تھے۔

۳۔آیت کے الفاظ اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ یہ مسئلہ ایک ایسا عظیم تھا جس کے مقابلہ میں بعض لوگ سخت قدم اٹھانے والے تھے، یہاں تک کہ پیغمبر اکرم (ص) کی جان کو بھی خطرہ تھا، اسی وجہ سے خداوند عالم نے اپنی خاص حمایت کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا: "اور خداوند عالم تم کو لوگوں کے (احتمالی) خطرے سے محفوظ رکھے گا"۔

آیت کے آخر میں اس بات کی تاکید کی گئی ہے: "خداوند عالم کافروں کی ہدایت نہیں فرماتا" آیت کا یہ حصہ خود اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ بعض مخالف آنحضرت (ص) کے خلاف کوئی منفی قدم اٹھانے والے تھے۔ یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اس آیت کا مقصد پیغمبر اکرم (ص) کی جانشینی اور خلافت کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ پیغمبر اکرم (ص) کی آخری عمر میں صرف یہی چیز مورد بحث واقع ہو سکتی ہے نہ کہ اسلام کے دوسرے ارکان ، کیونکہ دوسرے ارکان تو اس وقت تک بیان ہو چکے تھے، صرف یہی مسئلہ رسالت کے ہم وزن ہو سکتا ہے، اور اسی مسئلہ پر بہت سی مخالفت ہو سکتی تھی اور اسی خلافت کے مسئلہ میں پیغمبر اکرم (ص) کی جان کو خطرہ ہو سکتا تھا۔اگر آیت کے لئے ولایت، امامت اور خلافت کے علاوہ کوئی دوسری تفسیر کی جائے تو وہ آیت سے ہم آہنگ نہ ہو گی۔

مولا کا معنی: حدیث غدیر "من کنت مولاه فعلی مولاه" تمام شیعہ اور سنی کتابوں میں نقل ہوئی ہے: اس سے بہت سے حقائق روشن ہو جاتے ہیں۔اگرچہ بہت سے اہل سنت مؤلفین نے یہ بات باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ "مولی" کے معنی "ناصر یا دوست" کے ہیں، کیونکہ مولی کے مشہور معنی میں سے یہ بھی ہیں، لیکن یہاں پر بہت سے قرائن و شواہد ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے مذکورہ حدیث میں "مولیٰ" کے معنی "ولی، سرپرست اور رہبر" کے ہیں،ان قرائن و شواہد کو مختصر طور پر بیان کیا جاتا ہے:

ا۔ حضرت علی علیہ السلام سے تمام مومنین کی دوستی کوئی مخفی اور پیچیدہ چیز نہ تھی کہ جس کے لئے اس قدر تاکید اور بیان کی ضرورت ہوتی، اور اس بات کی کوئی ضرورت نہ تھی کہ اس بے آب و گیاہ اور جلتے ہوئے بیابان میں اس عظیم قافلہ کو دوپہر کی دھوپ میں روک کر ایک طویل و مفصل خطبہ دیا جائے اور سب لوگوں سے اس دوستی کا اقرار لیا جائے۔قرآن مجید نے پہلے ہی وضاحت کے ساتھ یہ اعلان فردیا ہے: "مومنین آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں"،ایک دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے: "مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے ولی اور مددگار ہیں"۔خلاصہ یہ کہ اسلامی اخوت اور مسلمانوں کی ایک دوسرے سے دوستی اسلام کے سب سے واضح مسائل میں سے ہے جو پیغمبر اکرم (ص) کے زمانہ سے چلی آ رہی ہے، اور خود آنحضرت (ص) نے اس بات کو بارہا بیان فرمایا اور اس سلسلہ میں تاکید فرمائی ہے، اور یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں تھا جس سے آیت کا لب و لہجہ اس قدر شدید ہو جاتا، اور پیغمبر اکرم (ص) اس راز کے فاش ہونے سے کوئی خطرہ محسوس کرتے۔

۲۔ "اَلَسْتُ اَوْلٰی بِکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ" (کیا میں تم لوگوں پر تمہارے نفسوں سے زیادہ اولی اور سزاور نہیں ہوں؟) حدیث کا یہ جملہ بہت سی کتابوں میں بیان ہوا ہے جو ایک عام دوستی کو بیان کرنے کے لئے بے معنی ہے، بلکہ اس جملہ کا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح مجھے تم پر اولویت و اختیار حاصل ہے اور جس طرح میں تمہارا رہبر اور سرپرست ہوں بالکل اس طرح علی علیہ السلام کے لئے بھی ثابت ہے، اور اس جملے کے معنی کے علاوہ دوسرے معنی انصاف اور حقیقت سے دور ہیں، خصوصاً "من انفسکم" کے پیش نظر یعنی میں تمہاری نسبت تم سے اولیٰ ہوں۔

۳۔اس تاریخی واقعہ پر تمام لوگوں کی طرف سے خصوصاً حضرت "عمر" اور حضرت "ابو بکر" کا امام علی علیہ السلام کی خدمت میں مبارکباد پیش کرنا اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ یہ مسئلہ صرف خلافت کا مسئلہ تھا، جس کی وجہ سے تبریک و تہنیت پیش کی جارہی تھی، کیونکہ حضرت علی علیہ السلام سے دوستی کا مسئلہ تو سب کو معلوم تھا اس کے لئے تبریک کی کیا ضرورت تھی؟! مسند احمد میں بیان ہوا ہے کہ پیغمبر اکرم (ص) کے اعلان کے بعد حضرت عمر نے حضرت علی علیہ السلام کو ان الفاظ میں مبارک باد دی: "مبارک ہو مبارک! اے ابو طالب کے بیٹے! آج سے تم ہر مومن اور مومنہ کے مولا بن گئے"۔فخر الدین رازی نے آیت "بلغ" کے ذیل میں اسے عمر سے نقل کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کو خود حضرت عمر اپنا اور ہر مومن و مومنہ کا مولا سمجھتے تھے۔

تاریخ بغداد میں روایت کے الفاظ یہ ہیں "بخٍ بخٍ لک یا بن ابی طالب اصبحتَ وَاَمسیتَ مولای و مولا کُلّ مسلم؛"اے ابو طالب کے بیٹے مبارک ہو مبارک! آپ آج سے میرے اور ہر مسلمان کے مولا ہو گئے"۔ فیض القدیر اور صواعق محرقہ دونوں کتابوں میں نقل ہوا ہے کہ حضرت ابو بکر اور عمر دونوں نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا: " وَاَمسیتَ یا بن ابی طالبٍ مولی کُلّ مؤمن و مؤمنۃ؛ یہ بات واضح ہے کہ ایک عام دوستی تو سبھی مومنین کے درمیان پائی جاتی تھی، تو پھر اتنا اہتمام کیسا؟! لہٰذا معلوم یہ ہوا کہ یہ اس وقت صحیح ہے جب مولی کے معنی صرف اور صرف حاکم اور خلیفہ ہوں۔

۴۔ حسان بن ثابت کے اشعار بھی اس بات پر بہترین گواہ ہیں کہ جن میں بلند مضامین اور واضح الفاظ میں خلافت کے مسئلہ کو بیان کیا گیا ہے۔

دیگر آیات: بہت سے مفسرین اور راویوں نے سورہ معارج کی ابتدائی چند آیات: سَاَلَ سائِلٌ بِعَذابٍ واقِعٍ* لِلکافِرینَ لَیْسَ لَہُ دافِعٌ*مِنَ اللّٰہِ ذِی المَعارِج؛ایک سائل نے واقع ہونے والے عذاب کا سوال کیا جس کا کافروں کے حق میں کوئی دفع کرنے والا نہیں ہے، یہ بلندیوں والے خدا کی طرف سے ہے،) کی شان نزول کو بیان کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے: "پیغمبر اکرم (ص) نے حضرت علی علیہ السلام کو غدیر خم میں خلافت پر منصوب کیا، اور ان کے بارے میں فرمایا: من کنت مولاہ فعلی مولاہ ؛ تھوڑی ہی دیر میں یہ خبر عام ہو گئی، نعمان بن حارث فہری (۸) (جو کہ منافقوں میں سے تھا) پیغمبر اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے: آپ نے ہمیں حکم دیا کہ خدا کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کی گواہی دیں ہم نے گواہی دی، لیکن آپ اس پر بھی راضی نہ ہوئے یہاں تک کہ آپ نے (حضرت علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے کہا) اس جوان کو اپنی جانشینی پر منصوب کر دیا اور کہا: من کنت مولاہ فعلی مولاہ ؛کیا یہ کام اپنی طرف سے کیا ہے یا خدا کی طرف سے؟ پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: اس خدا کی قسم جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے، یہ کام میں نے خدا کی طرف سے انجام دیا ہے"۔ نعمان بن حارث نے اپنا منھ پھیر لیا اور کہا: خداوندا! اگر یہ کام حق ہے اور تیری طرف سے ہے تو مجھ پر آسمان سے پتھر برسا! اچانک آسمان سے ایک پتھر آیا اور اس کے سر پر لگا، جس سے وہ وہیں ہلاک ہو گیا، اس موقع پر سورہ معارج کی یہ آیات نازل ہوئیں (تفسیر نمونہ ذیل آیت ٦٧ سورہ مائدہ، الغدیر امینی ج۱، عبقات الانوار، احقاق الحق، متواتر الاخبار)۔

عمرو بن حمق[۱۳۶]

۹۶۔ جِبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ الْفَارَيَابِيُّ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ وَ هُوَ مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمَّارٍ (إِنْ شَاءَ اللَّهُ) رَفَعَهُ، قَالَ أَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) سَرِيَّةً، فَقَالَ لَهُمْ إِنَّكُمْ تَضِلُّونَ سَاعَةَ كَذَا مِنَ اللَّيْلِ فَخُذُوا ذَاتَ الْيَسَارِ، فَإِنَّكُمْ تَمُرُّونَ بِرَجُلٍ فِي شَأْنِهِ فَتَسْتَرْشِدُونَهُ، فَيَأْبَى أَنْ يُرْشِدَكُمْ حَتَّى تُصِيبُوا مِنْ طَعَامِهِ فَيَذْبَحُ لَكُمْ كَبْشاً فَيُطْعِمُكُمْ ثُمَّ يَقُومُ فَيُرْشِدُكُمْ، فَاقْرَأُوهُ مِنِّي السَّلَامَ وَ أَعْلِمُوهُ أَنِّي قَدْ ظَهَرْتُ بِالْمَدِينَةِ.

مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک قافلہ روانہ فرمایا اور اس قافلہ میں شامل افراد سے فرمایا کہ تم لوگ رات کے فلاں وقت میں راستہ بھول جاو گے اور جب تم راستہ بھول جاو تو بائیں ہاتھ کی سمت پر سفر کرنا وہاں تمہاری ملاقات ایک ایسے شخص سے ہو گی جو راہ سے واقف ہو گا لیکن وہ تمہیں اس وقت تک راستہ نہیں بتائے گا جب تک تم اس کے پاس کھانا نہ کھاو، وہ تمہارے لیے گوسفند ذبح کریگا، پھر تمہیں راستہ بتائے گا، جب وہ ایسا کرے تو اسے میرا سلام کہنا اور اس سے کہنا کہ پیامبر اسلامؐ کا مدینے میں ظہور ہو چکا ہے۔

[۱۳۶] ۔ رجال بن داود، ص۱۴۵، نمبر۱۱۱۷، رجال برقی ذیل شرطہ خمیس، مناقب ابن شہر آشوب، ج۲ص۷، معجم رجال الحدیث نمبر۸۹۰۳، رجال شیخ، اصحاب امام علی، نمبر۶، شہید الولاء حجر بن عدی کندی، مولفہ ہاشم محمد، طبقات، ج۶ص۲۱۷، مستدرک حاکم، ج۳ص۴۶۸، مستدرک سفینہ بحار، ج۲ص۵، الاستیعاب، ج۱ص۳۵۵، الاصابہ، ج۱ص۳۱۵، مروج الذہب، ج۳ص۳، اعیان الشیعہ، ج۴ص۵۸۲، دائرۂ معارف فرید وجدی، ج۶ص۲۴۳، الدرجات الرفیعہ، ص۱۰، الغدیر، ج۱۱ص۵۳، تنقیح المقال، ج۱ص۲۵۷۔

فَمَضَوْا فَضَلُّوا الطَّرِيقَ، فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ أَ لَمْ يَقُلْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ (ص) تَيَاسَرُوا! فَفَعَلُوا فَمَرُّوا بِالرَّجُلِ الَّذِى قَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ (ص) فَاسْتَرْشَدُوهُ فَقَالَ لَهُمُ الرَّجُلُ لَا أَفْعَلُ حَتَّى تُصِيبُوا مِنْ طَعَامِى! فَفَعَلُوا، فَأَرْشَدَهُمُ الطَّرِيقَ. وَ نَسَوْا أَنْ يُقْرِءُوهُ السَّلَامَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ (ص) قَالَ فَقَالَ لَهُمُ الرَّجُلُ وَ هُوَ عَمْرُو بْنُ الْحَمِقِ (رَضِىَ اللَّهُ عَنْهُ) أَ ظَهَرَ النَّبِىُّ (ع) بِالْمَدِينَةِ فَقَالُوا نَعَمْ. فَلَحِقَ بِهِ وَ لَبِثَ مَعَهُ مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ (ص) ارْجِعْ إِلَى الْمَوْضِعِ الَّذِى مِنْهُ هَاجَرْتَ فَإِذَا تَوَلَّى أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ع فَأْتِهِ!

چنانچہ وہ جماعت روانہ ہوئی اور آپ کے فرمان کے عین مطابق وہ رات کو راستہ بھول گئے پھر انہوں نے دائیں سمت چلنا شروع کر دیا اور چلتے چلتے عمرو بن حمق خزاعی کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ ہم راستہ بھول گئے ہیں آپ ہماری رہنمائی کر دیں، انہوں نے کہا جب تک تم میرے پاس کھانا نہ کھاو میں تمہیں راستہ نہیں بتاوں گا، یہ سن کر سب لوگ سواریوں سے اتر پڑے اور انہیں آپ ﷺ کا فرمان یاد نہ رہا، عمرو بن حمق خزاعی نے اپنی طرف سے کلام کا آغاز کرتے ہوئے کہا: کیا مدینہ میں پیامبر اسلامؐ کا ظہور ہو چکا ہے؟ تو انہیں آپؐ کا فرمان یاد آیا اور کہنے لگے: ہاں، پیامبر اسلامؐ کا مدینے میں ظہور ہو چکا ہے، اور آپ نے تمہیں سلام بھجوایا ہے، یہ سن کر وہ بہت خوش ہوا اور اہل قافلہ کو راستہ بتایا اور اس کے کچھ دنوں بعد پیامبر اسلامؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک عرصہ تک آپ کی خدمت میں ٹھہرا رہا، پھر پیامبر اسلامؐ نے ان سے فرمایا: تم اپنی قوم کی طرف لوٹ جاو اور جب امام علیؑ کی حکومت کوفہ میں قائم ہو تو ان کے پاس چلے جاو۔

فَانْصَرَفَ الرَّجُلُ حَتَّى إِذَا تَوَلَّى أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) الْكُوفَةَ، أَتَاهُ فَأَقَامَ مَعَهُ بِالْكُوفَةِ، ثُمَّ إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ (ع) قَالَ لَهُ لَکَ دَارٌ قَالَ نَعَمْ. قَالَ بِعْهَا وَ اجْعَلْهَا فِي الْأَزْدِ، فَإِنِّي غَداً لَوْ غِبْتُ[۱۳۷] لَطُلِبْتَ، فَمَنَعَکَ الْأَزْدُ حَتَّى تَخْرُجَ مِنَ الْكُوفَةِ مُتَوَجِّهاً إِلَى حِصْنِ الْمَوْصِلِ، فَتَمُرُّ رَجُلٌ مُقْعَدٌ فَتَقْعُدَ عِنْدَهُ ثُمَّ تَسْتَسْقِيَهُ فَيُسْقِيکَ، وَ يَسْأَلُکَ عَنْ شَأْنِکَ فَأَخْبِرْهُ وَ ادْعُهُ إِلَى الْإِسْلَامِ فَإِنَّهُ يُسْلِمُ، وَ امْسَحْ بِيَدِکَ عَلَى وَرِكَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ يَمْسَحُ مَا بِهِ وَ يَنْهَضُ قَائِماً فَيَتَّبِعُکَ، وَ تَمُرُّ بِرَجُلٍ أَعْمَى عَلَى ظَهْرِ الطَّرِيقِ فَتَسْتَسْقِيَهُ فَيُسْقِيکَ، وَ يَسْأَلُکَ عَنْ شَأْنِکَ فَأَخْبِرْهُ وَ ادْعُهُ إِلَى الْإِسْلَامِ فَإِنَّهُ يُسْلِمُ، وَ امْسَحْ يَدَکَ عَلَى عَيْنَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يُعِيدُهُ بَصِيراً فَيَتَّبِعُکَ، وَ هُمَا يُوَارِيَانِ بَدَنَکَ فِي التُّرَابِ۔

پیامبر اسلامؐ کا فرمان سن کر عمرو بن حمق خزاعی اپنی قوم کی طرف چلا گیا اور امام علی ؑ کی حکومت کوفہ میں قائم ہونے تک اپنی قوم میں رہا اور جب امام علیؑ نے اپنی حکومت کا پایہ تخت کوفہ کو قرار دیا تو وہ حاضر ہوا اور مسلسل آپ کی خدمت کرتا رہا، ایک دفعہ امام نے فرمایا کیا تیرے پاس گھر ہے ؟اس نے جواب دیا ؛ہاں مولا ،آپ نے فرمایا اسے بیچ کر بنی ازد میں گھر خرید و، کل جب میں چلا جاوں گا تو تمہیں تلاش کیا جائے گا تو ازد تیری حفاظت کریں گے ، حتی تو کوفہ سے نکل کر موصل کے قلعہ کی طرف چلا جائے گا وہاں تمہیں ایک زمین گیر شخص ملے گا تجھے پیاس لگی ہو گی وہ تجھے سیر اب کریگا ،اور وہ تجھ سے تیری حالت کے متعلق سوال کریگا اسے بتا دینا اور اسے اسلام کی دعوت دینا وہ اسلام لائے گا اور اپنے ہاتھ اسکی ٹانگوں پہ پھیر نا کہ

[۱۳۷]۔رجال الکشی، ص: ۴۷

خدااس کی وجہ سے اس کی بیماری کو دور کریگااور وہ اٹھ کو چلنے لگے گااور تیری پیروی کریگا، پھر تجھے راستے میں ایک اندھا ملے گا تو اس سے پانی مانگے گا وہ تجھے سیراب کریگااور تجھ سے تیری حالت کے متعلق سوال کریگا اسے بتا دینا اور اسے اسلام کی دعوت دینا وہ اسلام لائے گا اور اس کی آنکھوں پہ اپنے ہاتھ مسح کرنا کہ خدااس کی وجہ سے اسکی بصارت لوٹا دیگا اور وہ تیری پیرو ی کریگا اور وہی تیرے بدن کو مٹی میں دفن کریں گے۔

ثُمَّ تَتَّبِعُکَ الْخَیْلُ فَإِذَا صِرْتَ قَرِیباً مِنَ الْحِصْنِ فِی مَوْضِعِ کَذَا وَ کَذَا رَهَقَتْکَ الْخَیْلُ، فَانْزِلْ عَنْ فَرَسِکَ وَ مُرَّ إِلَی الْغَارِ فَإِنَّهُ یَشْتَرِکُ فِی دَمِکَ فَسَقَةٌ مِنَ الْجِنِّ وَ الْإِنْسِ. فَفَعَلَ مَا قَالَ أَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ (ع) قَالَ، فَلَمَّا انْتَهَی إِلَی الْحِصْنِ قَالَ لِلرَّجُلَیْنِ: اصْعَدَا فَانْظُرَا هَلْ تَرَیَانِ شَیْئاً قَالا نَرَی خَیْلًا مُقْبِلَةً، فَنَزَلَ عَنْ فَرَسِهِ وَ دَخَلَ الْغَارَ وَ عَارَ فَرَسُهُ فَلَمَّا دَخَلَ الْغَارَ ضَرَبَهُ أَسْوَدُ سَالِخٌ فِیهِ، وَ جَاءَتِ الْخَیْلُ فَلَمَّا رَأَوْا فَرَسَهُ عَائِراً قَالُوا هَذَا فَرَسُهُ وَ هُوَ قَرِیبٌ، فَطَلَبَهُ الرِّجَالُ فَأَصَابُوهُ فِی الْغَارِ فَکُلَّمَا ضَرَبُوا أَیْدِیَهُمْ إِلَی شَیْءٍ مِنْ جِسْمِهِ تَبِعَهُمُ اللَّحْمُ فَأَخَذُوا رَأْسَهُ فَأَتَوْا بِهِ مُعَاوِیَةَ فَنَصَبَهُ عَلَی رُمْحٍ وَ هُوَ أَوَّلُ رَأْسٍ نُصِبَ فِی الْإِسْلَامِ.

پھر گھوڑے سوار تیرا پیچھا کریں گے جب تو اس قلعے کے قریب ہو تو وہ تجھے آملیں گے تو اپنے گھوڑے سے اتر کر اس غار میں چلا جائے گا ، وہاں فاسق جن اور انس تیرے خون میں شریک ہونگے تو عمرو نے اس طرح کیا آخر جب قلعے میں پہنچا تو دو مردوں سے کہا ذرا کھڑے ہو کر دیکھنا کیا تم کوئی چیز دیکھتے ہو ؟ انہوں نے کہا ہم گھوڑے آتے ہوئے دیکھ رہے ہیں تو وہ گھوڑے سے اتر کر غار میں چلے گئے ،جب وہ غار میں داخل ہوئے تو انہیں ایک بڑے سانپ نے ڈس لیا جب گھوڑے سوار وہاں پہنچے ، ان کا گھوڑا خالی دیکھ کر کہا یہ اسی کا گھوڑا ہے اور وہ

یہیں قریب ہی ہو نگے تو انہوں نے انہیں تلاش کرنا شروع کیا، انہیں غار میں پایا جب وہ ان کے جسم کے کسی حصے کو پکڑتے تو اس سے گوشت ٹوٹ کو جدا ہو جاتا، انہوں نے ان کا سر کاٹ کو معاویہ کے پاس بھیج دیا اس سے اسے نیزے پہ لٹکا دیا اور اسلام میں یہ پہلا سر تھا جو نیزے پہ لٹکایا گیا۔

معاویہ کے نام امام حسینؑ کا خط

۹۷- قَالَ الْكَشِّيُّ: وَ رُوِيَ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَتَبَ إِلَى مُعَاوِيَةَ وَ هُوَ[۱۳۸] عَامِلُهُ عَلَى الْمَدِينَةِ: أَمَّا بَعْدُ. فَإِنَّ عَمْرَو بْنَ عُثْمَانَ ذَكَرَ أَنَّ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ وَ وُجُوهِ أَهْلِ الْحِجَازِ يَخْتَلِفُونَ إِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، وَ ذَكَرَ أَنَّهُ لَا يَأْمَنُ وُثُوبَهُ، وَ قَدْ بَحَثْتُ عَنْ ذَلِكَ فَبَلَغَنِي أَنَّهُ لَا يُرِيدُ الْخِلَافَ يَوْمَهُ هَذَا، وَ لَسْتُ آمَنُ أَنْ يَكُونَ هَذَا أَيْضاً لِمَا بَعْدَهُ، فَاكْتُبْ إِلَيَّ بِرَأْيِكَ فِي هَذَا! وَ السَّلَامُ. فَكَتَبَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ: أَمَّا بَعْدُ- فَقَدْ بَلَغَنِي كِتَابُكَ وَ فَهِمْتُ مَا ذَكَرْتَ فِيهِ مِنْ أَمْرِ الْحُسَيْنِ، فَإِيَّاكَ أَنْ تَعَرَّضَ لِلْحُسَيْنِ فِي شَيْءٍ وَ اتْرُكْ حُسَيْناً مَا تَرَكَكَ، فَإِنَّا لَا نُرِيدُ أَنْ تَعَرَّضَ لَهُ فِي شَيْءٍ مَا وَفَى بِبَيْعَتِنَا وَ لَمْ يَنْزُ عَلَى سُلْطَانِنَا، فَاكْمُنْ عَنْهُ مَا لَمْ يُبْدِ لَكَ صَفْحَتَهُ! وَ السَّلَامُ.

کشی فرماتے ہیں کہ منقول ہے کہ مروان بن حکم نے معاویہ کو لکھا جب وہ مدینہ کا عامل تھا، اما بعد، عمرو بن عثمان نے بتایا ہے کہ اہل عراق کے کچھ لوگ اور اہل حجاز کے سر کردہ افراد حسین ابن علی کے پاس آتے جاتے ہیں اور یہ بھی بتایا ہے کہ انکے حملے سے امان نہیں ہے میں نے اس مسئلے کی تحقیق کی ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ ابھی تو اختلاف نہیں کرنا چاہتا لیکن

[۱۳۸] رجال الکشی، ص: ۴۸

مجھے بعد میں ان سے اطمینان نہیں ہے تو اس مسئلے میں اپنی رائے مجھے لکھ، والسلام، تو معاویہ نے اسے لکھا: تیرا خط مجھے ملا اور تو نے جو حسین بن علی کے متعلق لکھا میں نے سمجھ لیا، پس تو ان سے کسی معاملے میں مت تعرض رکھ اور جب تک تجھے کچھ نہ کہے اسے چھوڑ دے، ہم اس وقت تک ان سے کسی معاملے میں الجھنا نہیں چاہتے جب تک وہ ہماری بیعت کی پاسداری کرے اور ہماری حکومت سے نہ الجھے، پس جب تک وہ تجھے اپنا رخ دکھا نہ دے اسے چھپائے رکھ، والسلام۔

۹۸- وَ كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ (ع) أَمَّا بَعْدُ- فَقَد انْتَهَتْ إِلَيَّ أُمُورٌ عَنْكَ: إِنْ كَانَتْ حَقّاً فَقَدْ أَظُنُّكَ تَرَكْتَهَا رَغْبَةً فَدَعْهَا وَ لَعَمْرُ اللَّه إِنَّ مَنْ أَعْطَى اللَّهُ عَهْدَهُ وَ مِيثَاقَهُ لَجَدِيرٌ بِالْوَفَاءِ، وَ إِنْ كَانَ الَّذِى بَلَغَنِى بَاطِلًا فَإِنَّكَ أَنْتَ أَعْزَلُ النَّاسِ لِذَلِكَ وَ عِظْ نَفْسَكَ فَاذْكُرْ وَ لِعَهْدِ اللَّه أَوْفِ! فَإِنَّكَ مَتَى تُنْكِرْنِى أُنْكِرْكَ وَ مَتَى تَكِدْنِى أَكِدْكَ، فَاتَّقِ شَقَّكَ عَصَا هَذِهِ الْأُمَّةِ وَ أَنْ يَرُدَّهُمُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْكَ فِى فِتْنَةٍ، فَقَدْ عَرَفْتَ النَّاسَ وَ بَلَوْتَهُمْ، فَانْظُرْ لِنَفْسِكَ وَ دِينِكَ[۱۳۹] وَ لِأُمَّةِ مُحَمَّدٍ (ص) وَ لَا يَسْتَخِفَّنَّكَ السُّفَهَاءُ وَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ.

معاویہ نے امام حسین بن علیؑ کو لکھا؛ مجھے تمہارے متعلق کچھ معاملات کی خبر ملی ہے اگر وہ سچ ہے تو میرا خیال ہے، تو تم اسے خوشی سے چھوڑ دو گے خدا کی قسم! جس نے خدا کو اپنا عہد دیا ہو تو مناسب ہے کہ اسکو پورا کرے، اور اگر وہ خبریں باطل ہیں تو تم لوگوں میں زیادہ دور رہنے والے ہو اپنے آپ کو نصیحت کرو اور عہد خدا کو پورا کرو، اور اگر تم میرا انکار کرو گے تو

[۱۳۹] رجال الکشی، ص: ۴۹

میں تمہارا انکار کروں گا ،اگر مجھے دھوکا دو گے تو میں تم سے دغا کروں گا ،تم اس امت کی وحدت کی عصا کو توڑنے سے ڈرو کہیں خدا تمہاری وجہ سے اس امت کو فتنہ میں نہ ڈال دے تم لوگوں کی طبیعتوں اور دلوں کو جانتے ہو تو اپنے دین اور امت مصطفیؐ کا خیال کرو، کہیں تمہیں سفیہ و بے وقوف لوگ اور جہلاء کمزور نہ کردیں۔

۹۹- فَلَمَّا وَصَلَ الْكِتَابُ إِلَى الْحُسَيْنِ (ع) كَتَبَ إِلَيْهِ: أَمَّا بَعْدُ- فَقَدْ بَلَغَنِي كِتَابُكَ، تَذْكُرُ أَنَّهُ قَدْ بَلَغَكَ عَنِّي أُمُورٌ أَنْتَ لِي عَنْهَا رَاغِبٌ وَ أَنَا بِغَيْرِهَا عِنْدَكَ جَدِيرٌ: فَإِنَّ الْحَسَنَاتِ لَا يَهْدِي لَهَا وَ لَا يُسَدِّدُ إِلَيْهَا إِلَّا اللَّهُ، وَ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَيْكَ عَنِّي: فَإِنَّهُ إِنَّمَا رَقَّاهُ إِلَيْكَ الْمُلَاقُونَ الْمَشَّاءُونَ بِالنَّمِيمِ، وَ مَا أُرِيدُ لَكَ حَرْباً وَ لَا عَلَيْكَ خِلَافاً، وَ ايْمُ اللَّهِ إِنِّي لَخَائِفٌ لِلَّهِ فِي تَرْكِ ذَلِكَ وَ مَا أَظُنُّ اللَّهَ رَاضِياً بِتَرْكِ ذَلِكَ وَ لَا عَاذِراً بِدُونِ الْإِعْذَارِ فِيهِ إِلَيْكَ وَ فِي أَوْلِيَائِكَ الْقَاسِطِينَ الْمُلْحِدِينَ حِزْبِ الظَّلَمَةِ وَ أَوْلِيَاءِ الشَّيَاطِينِ،

جب امام حسین بن علیؑ کو معاویہ کا خط ملا تو آپ نے اسے یہ جواب لکھا: اما بعد! مجھے تیرا خط ملا، جس میں تو نے لکھا کہ میرے متعلق تجھے کچھ خبریں ملی ہیں جنہیں تو نے ناپسند کیا ہے اور اگر یہ باتیں ظہور میں نہ آتیں تو تیرے ہاں زیادہ بہتر ہوتا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ نیکیوں کی ہدایت کرنے والا اور توفیق میں شامل کرنے والا صرف خدا ہے ،جو تو نے لکھا کہ تجھے میرے متعلق کچھ باتیں پہنچی ہیں تو معلوم ہو کہ یہ باتیں تجھ تک چغل خور اور پھوٹ ڈالنے والے جھوٹے گمراہ لوگوں نے پہنچائیں ہیں میرا تجھ سے جنگ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں اور نہ مخالفت کرنے کا قصد ہے اگرچہ ایسا نہ کرنے کی وجہ سے میں خدا سے ڈرتا ہوں کہ وہ مجھ سے جواب طلب نہ کرے کہ میں نے تیرے مقابلے میں اور تیرے ان ستمگار و بے دین ساتھیوں

کے مقابلے میں جو ظالموں کا گروہ اور شیطانوں کے پیرو ہیں، پوری پوری امکانی کوشش کیوں نہ کی۔

أَ لَسْتَ الْقَاتِلَ حُجْرِ بْنِ عَدِیٍّ أَخَا کِنْدَۃَ وَ الْمُصَلِّینَ الْعَابِدِینَ الَّذِینَ کَانُوا یُنْکِرُونَ الظُّلْمَ وَ یَسْتَعْظِمُونَ الْبِدَعَ وَ لَا یَخَافُونَ فِی اللَّہِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ ثُمَّ قَتَلْتَھُمْ ظُلْماً وَ عُدْوَاناً مِنْ بَعْدِ مَا کُنْتَ أَعْطَیْتَھُمُ الْأَیْمَانَ الْمُغَلَّظَۃَ وَ الْمَوَاثِیقَ الْمُؤَکَّدَۃَ لَا تَأْخُذُھُمْ بِحَدَثٍ کَانَ بَیْنَکَ وَ بَیْنَھُمْ وَ لَا بِإِحْنَۃٍ(الحقد، خ) تَجِدُھَا فِی نَفْسِکَ،

أَ وَ لَسْتَ قَاتِلَ عَمْرِو بْنِ الْحَمِقِ صَاحِبِ رَسُولِ اللَّہِ (ص) الْعَبْدِ الصَّالِحِ الَّذِی أَبْلَتْہُ الْعِبَادَۃُ فَنَحِلَ جِسْمُہُ وَ اصْفَرَّتْ لَوْنُہُ بَعْدَ مَا آمَنْتَہُ وَ أَعْطَیْتَہُ مِنْ عُھُودِ اللَّہِ وَ مَوَاثِیقِہِ مَا لَوْ أَعْطَیْتَہُ طَائِراً لَنَزَلَ إِلَیْکَ مِنْ رَأْسِ الْجَبَلِ، ثُمَّ قَتَلْتَہُ جُرْأَۃً عَلَی رَبِّکَ وَ اسْتِخْفَافاً بِذَلِکَ الْعَھْدِ،

۱۔ کیا تو نے قبیلہ کندہ کے حجر بن عدی اور ان کے عبادت گزار ساتھیوں کو قتل نہیں کیا جو ظلم و ستم کے منکر اور بدعتوں کے مخالف تھے اور خدا کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے پھر تو نے انہیں سخت قسم کے عہد و پیمان کرنے اور ٹھوس وعدے دینے کے باوجود ظلم کے ساتھ ان کو شہید کر دیا۔

۲۔ کیا تو نے عمرو بن حمق کو قتل نہیں کیا جو نبی اکرم ﷺ کا صحابی اور اللہ کا نیکوکار بندہ تھا ، جنہیں عبادت نے اتنا لاغر کر دیا تھا کہ ان کا جسم کاہیدہ و کمزور، ان کا رنگ زرد ہو گیا تھا، جبکہ تو نے انہیں ایسے سخت قسم کے عہد و پیمان کرنے اور ٹھوس وعدے دیئے تھے کہ اگر کسی پرندے کو دیتا تو وہ بھی پہاڑ چھوڑ کر تیرے پاس آ جاتا پھر تو نے خدا پر جرات و جسارت کرتے ہوئے اور اس کے عہد کو خفیف سمجھ کر ظلم کے ساتھ ان کو شہید کر دیا۔

أوَ[۱۴۰]لَسْتَ الْمُدَّعِیَ زِیَادِ ابْنِ سُمَیَّةَ الْمَوْلُودِ عَلَی فِرَاشِ عُبَیْدِ ثَقِیفٍ فَزَعَمْتَ أَنَّهُ ابْنُ أَبِیکَ وَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّه (ص) الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَ لِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ، فَتَرَکْتَ سُنَّةَ رَسُولِ اللَّه (ص) تَعَمُّداً وَ تَبِعْتَ هَوَاکَ بِغَیْرِ هُدًی مِنَ اللّه، ثُمَّ سَلَّطْتَهُ عَلَی الْعِرَاقَیْنِ یَقْطَعُ أَیْدِیَ الْمُسْلِمِینَ وَ أَرْجُلَهُمْ وَ یَسْمُلُ أَعْیُنَهُمْ وَ یُصَلِّبُهُمْ عَلَی جُذُوعِ النَّخْلِ کَأَنَّکَ لَسْتَ مِنْ هَذِه الْأُمَّةِ وَ لَیْسُوا مِنْکَ، أَ وَ لَسْتَ صَاحِبَ الْحَضْرَمِیِّینَ الَّذِینَ کَتَبَ فِیهِمْ ابْنُ سُمَیَّةَ أَنَّهُمْ کَانُوا عَلَی دِینِ عَلِیٍّ (ع) فَکَتَبْتَ إِلَیْه أَنِ اقْتُلْ کُلَّ مَنْ کَانَ عَلَی دِینِ عَلِیٍّ! فَقَتَلَهُمْ وَ مَثَّلَ بِهِمْ بِأَمْرِکَ، وَ دِینُ عَلِیٍّ (ع) وَ اللَّه الَّذِی کَانَ یَضْرِبُ عَلَیْه أَبَاکَ وَ یَضْرِبُکَ، وَ بِه جَلَسْتَ مَجْلِسَکَ الَّذِی جَلَسْتَ، وَ لَوْ لَا ذَلِکَ لَکَانَ شَرَفُکَ وَ شَرَفُ أَبِیکَ الرِّحْلَتَیْنِ،

۳۔ کیا تو نے زیاد بن سمیہ کے بارے میں دعوی نہیں کیا جو ثقیف کے غلام کے گھر پیدا ہوا اس کو اپنا بھائی بنا لیا اور کہا کہ وہ تیرے باپ کا بیٹا ہے ،حالانکہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا : لڑکا شوہر کا ہے اور زناکار کے لیے پتھر ہیں ،تو نے جان بوجھ کر رسول اکرم ﷺ کی شریعت اور طریقے کو چھوڑ دیا ہے اور خدا کی ہدایت سے دور اپنی خواہشات کی پیروی کرنے لگا ہے ،(اور پھر اسی پر بس نہیں بلکہ)اس کو عراق کے مسلمانوں پہ مسلط کر دیا ہے کہ وہ انکے ہاتھ پاوں کاٹے اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیرے اور انہیں کھجور کے تنوں پہ پھانسی دے ،ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو اس امت سے نہیں اور نہ ہی یہ امت اسلام تجھ سے کوئی تعلق رکھتی ہے۔

---

[۱۴۰] رجال الکشی، ص: ۵۰۔

۴۔ کیا تو نے حضرمی جماعت کو قتل نہیں کیا جن کے بارے میں سمیہ کے بیٹے نے تجھے لکھا تھا کہ وہ علیؑ کے دین پر ہیں تو تو نے اسے لکھا کہ ہر اس شخص کو قتل کردے جو علی ؑ کے دین پر ہو، تو تیرے حکم سے اس نے ان کو قتل کیا اور ان کا مثل کیا اور انکے ہاتھ پیر کاٹے، خدا کی قسم علیؑ تو دین اسلام کی خاطر تیرے باپ اور تجھ سے برسرپیکار تھے اور انہی کی وجہ سے آج تو اس مقام حکومت پہ بیٹھا ہے اور اگر وہ نہ ہوتے تو تیرا اور تیرے باپ کا کام سردیوں اور گرمیوں میں پھیریاں لگانا ہوتا۔

وَ قُلْتَ فِيمَا قُلْتَ انْظُرْ لِنَفْسِكَ وَ لِدِينِكَ وَ لِأُمَّةِ مُحَمَّدٍ وَ اتَّقِ شَقَّ عَصَا هَذِهِ الْأُمَّةِ وَ أَنْ تَرُدَّهُمْ إِلَى فِتْنَةٍ: وَ إِنِّي لَا أَعْلَمُ فِتْنَةً أَعْظَمَ عَلَى هَذِهِ الْأُمَّةِ مِنْ وَلَايَتِكَ عَلَيْهَا وَ لَا أَعْظَمَ نَظَراً لِنَفْسِي وَ لِدِينِي وَ لِأُمَّةِ مُحَمَّدٍ (ص) وَ عَلَيْنَا أَفْضَلَ مِنْ أَنْ أُجَاهِدَكَ، فَإِنْ فَعَلْتُ فَإِنَّهُ قُرْبَةٌ إِلَى اللَّهِ وَ إِنْ تَرَكْتُهُ فَإِنِّي أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِدِينِي وَ أَسْأَلُهُ تَوْفِيقَهُ لِإِرْشَادِ أَمْرِي،

اور تو نے لکھا کہ میں اپنے آپ اور اپنے دین اور امت جد کے بارے میں فکر کروں اور اس امت کی عصا وحدت کو نہ توڑوں اور انہیں فتنہ میں نہ ڈالوں حالانکہ میری رائے میں اس سے بڑا فتنہ اس امت کے لیے کیا ہوگا کہ تو اس امت پہ حکومت کرے اور نہ مجھے اپنے آپ اور اپنے دین اور امت جد کے بارے میں کچھ بہتر نظر آتا ہے کہ تجھ سے جہاد کروں اور اگر میں یہ کام کروں اس سے مجھے خدا کا قرب حاصل ہوگا اور اگر اسے چھوڑ دوں تو مجھے خدا سے اس دینی فریضہ کے ترک کی وجہ سے طلب مغفرت کرنا ہوگی اور اسی سے دعا ہے کہ مجھے اپنے امر کے اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَ قُلْتَ فِيمَا قُلْتَ إِنِّي إِنْ أَنْكَرْتُكَ تُنْكِرُنِي وَ إِنْ أَكِدْكَ تَكِدْنِي: فَكِدْنِي مَا بَدَا لَكَ فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ لَا يَضُرَّنِي كَيْدُكَ فِيَّ وَ أَنْ لَا يَكُونَ عَلَى

أحَد أضَرَّ مِنْهُ عَلَى نَفْسِکَ، عَلَى أنَّکَ قَدْ رَکِبْتَ[۱۴۱] بِجَهْلِکَ وَ تَحَرَّضْتَ عَلَى نَقْضِ عَهْدِکَ، وَ لَعَمْرِی مَا وَفَیْتَ بِشَرْطٍ وَ لَقَدْ نَقَضْتَ عَهْدَکَ بِقَتْلِکَ هَؤُلَاءِ النَّفَرَ الَّذِینَ قَتَلْتَهُمْ بَعْدَ الصُّلْحِ وَ الْأَیْمَانِ وَ الْعُهُودِ وَ الْمَوَاثِیقِ، فَقَتَلْتَهُمْ مِنْ غَیْرِ أنْ یَکُونُوا قَاتَلُوا وَ قَتَلُوا، وَ لَمْ تَفْعَلْ ذَلِکَ بِهِمْ إلَّا لِذِکْرِهِمْ فَضْلَنَا وَ تَعْظِیمِهِمْ حَقَّنَا، فَقَتَلْتَهُمْ مَخَافَةَ أمْرٍ لَعَلَّکَ لَوْ لَمْ تَقْتُلْهُمْ مِتَّ قَبْلَ أنْ یَفْعَلُوا أوْ مَاتُوا قَبْلَ أنْ یُدْرِکُوا۔

اور تو نے لکھا کہ اگر میں تیرا انکار کروں تو تو میرا انکار کرے گا اور اگر میں تیرے خلاف تدبیر کروں تو تو مجھ سے دغا کرے گا،ارے تو جو چاہے کرلے مجھے امید ہے کہ تیرے حیلے مجھے کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتے بلکہ ان کا سب سے زیادہ ضرر تجھے خود کو ہوگا،اس لیے کہ تو اپنی جہالت کی سواری پہ سوار ہے اور اپنے عہد و پیان کو توڑنے کی فکر میں ہے اور مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے کہ تو نے ایک بھی شرط پوری نہیں کی اور تو نے اپنے عہد و پیان کو اس وقت سے توڑ دیا ہے جب سے تو نے ان لوگوں کو قتل کیا جن سے تو نے صلح اور عہد و پیان کر رکھے تھے پس تو نے انکو بغیر اس کے کہ وہ کوئی جنگ کریں یا کسی کو قتل کریں تو نے انہیں قتل کیا اور اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ ہمارے فضائل کو بیان کرتے تھے اور ہمارے حق کا احترام کرتے تھے اور تو نے ان کو قتل کر ڈالا صرف ان خطرات کے توہم کی وجہ سے جو اگر تو ان کو قتل نہ کرتا تو وہ تیری زندگی میں پیش نہ آتے یعنی انکے پیش آنے سے پہلے تو مر جاتا یا ایسے اقدام سے پہلے وہ مر جاتے۔

[۱۴۱] رجال الکشی، ص: ۵۱

فَأَبْشِرْ يَا مُعَاوِيَةُ بِالْقِصَاصِ وَ اسْتَيْقِنْ بِالْحِسَابِ وَ اعْلَمْ أَنَّ لِلَّهِ تَعَالَى كِتَاباً لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَ لَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا[۱۴۲]،وَ لَيْسَ اللَّهُ بِنَاسٍ لِأَخْذِكَ بِالظِّنَّةِ وَ قَتْلِكَ أَوْلِيَائَهُ عَلَى التُّهَمِ وَ نَفْيِكَ أَوْلِيَائَهُ مِنْ دُورِهِمْ إِلَى دَارِ الْغُرْبَةِ،وَ أَخْذِكَ لِلنَّاسِ بِبَيْعَةِ ابْنِكَ غُلَامٍ حَدَثٍ يَشْرَبُ الْخَمْرَ وَ يَلْعَبُ بِالْكِلَابِ، لَا أَعْلَمُكَ إِلَّا وَ قَدْ خَسِرْتَ نَفْسَكَ وَ تَبَّرْتَ دِينَكَ وَ غَشَشْتَ رَعِيَّتَكَ وَ أَخْرَبْتَ أَمَانَتَكَ وَ سَمِعْتَ مَقَالَةَ السَّفِيهِ الْجَاهِلِ وَ أَخَفْتَ الْوَرِعَ التَّقِيَّ لِأَجْلِهِمْ- وَ السَّلَامُ.

اے معاویہ تجھے مبارک ہو ان کا حساب تجھ سے ضرور لیا جائے گا اور تجھے آخرت کے حساب کا یقین ہونا چاہیے اور جان لے کہ اللہ تعالی کے ہاں ہر شخص کا ایک اعمال نامہ مرتب ہو رہا ہے جس میں کوئی چھوٹا بڑا کام نہیں جو اس میں درج نہ ہوتا ہو اور خدا کو نہیں بھولیں گے تیرے وہ کام جو تونے محض بدگمانیوں کی بناء پر لوگوں کو گرفتار کیا اور خدا کے اولیاء کو محض تہمتوں کی بناء پر قتل کیا اور انہیں ان کے گھروں سے جلاوطن کیا۔

اور لوگوں سے اپنے اس لڑکے کے لیے بیعت لی جو شراب خور ہے اور کتوں سے کھیلنے والا ہے[۱۴۳]، میں سمجھتا ہوں کہ تونے اپنے آپ کو خسارے میں ڈال دیا ہے اور اپنے دین کو برباد

---

[۱۴۲] کہف ۱۸آیت ۴۹

[۱۴۳]۔ معاویہ نے ارباب حلّ و عقد، مہاجرین و انصار اور بزرگ صحابہ کو نظرانداز کر کے یزید کی ولیعہدی کے لیے سعی و کوشش کی حکومت پانے کے اول دن سے ہی قہر واستبداد اور مظالم کا سلسلہ شروع کر دیا اور اس فکر میں تھا کہ اپنے بعد یزید کو ولیعہد بنائے اور لوگوں سے اس سلسلے میں بہر صورت بیعت لے تاکہ اموی حکومت موروثی شکل میں دوام پیدا کرے ،سات سال تک اس کے لیے فضاء ہموار کی اور اپنوں کو انعام واکرم سے نوازا کبھی دل کی بات ظاہر کی کبھی چھپائی اور چونکہ زیاد سخت مخالف تھا وہ ۵۳ھ میں چل بسا تو جعلی خطوط لوگوں کو دکھائے جس میں اس بات کا عہد تھا کہ معاویہ کی حکومت

یزید کو ملنی چاہیے مدائنی کے مطابق اس طرح وہ فضاء ہموار کرتا رہا، امام حسن کی زندگی میں اسے ہمت نہ ہوئی لیکن ان کے شہادت کے بعد اس نے اس کو کام کو تکمیل تک پہنچانے کا پروگرام بنالیا"[۱۴۳]

ابن کثیر لکھتا ہے: معاویہ نے ۵۶ھ میں لوگوں کو یزید کی بیعت کی دعوت دی اس بات کا ارادہ اصل میں مغیرہ بن شعبہ نے دل میں ڈالا تھا، معاویہ نے مغیرہ کو کوفہ کی گورنری سے معزول کر دیا، مغیرہ سخت شرمندہ ہوا، یزید کے پاس آیا اور کہا کہ اپنی ولیعہدی کے لیے باپ پر دباؤ ڈالے۔ یزید نے باپ سے ولیعہدی کا تقاضا کیا معاویہ کو مغیرہ کی بات پسند آئی اور کوفے کی گورنری پر بحال کر دیا اور حکم دیا کہ اس سلسلے میں فضا ہموار کرے، مغیرہ نے زیاد سے خط وکتابت کی چونکہ زیاد کو یزید کے فسق و فجور اور بدکاریوں کی اطلاع تھی اس لیے اس نے مخالفت کی اور اپنے دوست عبید بن کعب کو معاویہ کے پاس بھیجا تا کہ معاویہ کو اس کام سے باز رکھے، یزید نے اس کے بعد عملاً اس کام سے اختیار کر لی اور زیاد کی موت کے بعد معاویہ نے اس سلسلے میں کوشش شروع کر دی"[۱۴۴]۔

اصل میں یزید کی ولیعہدی کا ڈھونگ مغیرہ نے رچایا، معاویہ نے چاہا کہ مغیرہ کو کوفہ کی گورنری سے معزول کر کے سعید بن عاص کو مقرر کرے بظاہر مغیرہ نے لاتعلق کا مظاہرہ کیا لیکن یزید سے چپکے سے کہا کہ تمام مہاجرین وانصار اٹھتے جارہے ہیں صرف ان کے صاحب زادگان ہی باقی رہ گئے ہیں ان میں آپ سب سے بہتر ہیں، ولیعہدی کے لیے کوشش کریں، معاویہ نے پوچھا: کیا یہ ممکن ہے؟ مغیرہ نے کہا: ہاں۔ پھر یزید نے اس بات کو باپ سے کہا، معاویہ نے اسے بلا کر پوچھا مغیرہ نے کہا: آپ سعی کریں کوئی مخالفت نہیں کرے گا، واپس آکر مغیرہ نے لوگوں سے کہا: میں معاویہ کے پاوں دلدل میں ڈال آیا ہوں جس سے کبھی نہیں نکل سکتے، امت محمد کے اس زخم کا کبھی درمان نہ ہو سکے گا۔

مغیرہ نے کوفہ پہنچ کر بنی امیہ کے ہواخواہوں کے سامنے ولیعہدی کا معاملہ رکھا، حاضرین نے اس کی بیعت کی، دس یا اس سے زیادہ افراد کا وفد معاویہ کے پاس بھیجا ہر ایک کو تیس ہزار دیکر موسیٰ بن مغیرہ کو سربراہ وفد بنایا۔ معاویہ نے موسیٰ سے پوچھا: تمہارے باپ نے ان لوگوں کے دین کو کتے میں خریدا؟ جواب دیا: تیس ہزار میں، معاویہ نے کہا: بہت سستا رہا۔

بعض نے وفد میں چالیس افراد بھی لکھے ہیں اور سربراہ وفد اپنے بیٹے عروہ کو بنایا تھا معاویہ نے ارادہ پکا کر لیا تو زیاد کو خط لکھا زیاد نے عبید کو معاویہ کے پاس بھیج کہ اس خیال سے باز رہے کیونکہ مسلمانوں کی امامت سنگین اور نازک ترین مسئلہ ہے اس کام میں احتیاط کرنی چاہیے۔

عبید نے کہا: تم معاویہ کو اس خیال سے باز نہیں رکھ سکتے، زیاد نے معاویہ کو لکھا: لوگ یزید کی بیعت کے مخالف ہیں، پہلے یزید کی بدکاریوں پر پابندی لگاو۔ عبید معاویہ کے پاس گیا، نتیجے میں یزید نے بہت سے سنگین پاپوں کو بظاہر ترک کر دیا زیاد کے مرنے کے بعد ایک لاکھ درہم عبداللہ بن عمر کے پاس بھیجا لیکن ابن عمر نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میرا دین اس قدر سستا نہیں ہے۔

شام میں یزید کی بیعت کی راہ ہموار کرنا

معاویہ کے حکم سے گورنروں کا وفد شام پہنچا۔احنف بن قیس بھی ان لوگوں میں شامل تھا،معاویہ نے ضحاک بن قیس کو بلا کر کہا کہ جب میں منبر پر خطبہ ختم کرلوں تب تم مجھ سے تقریر کی اجازت مانگنا پھر تقریر کے درمیان یزید کی تعریف کر کے مجھ سے اس کی ولیعہدی کا مطالبہ کرنا کیونکہ میں یہ تہیہ کرچکا ہوں کہ یزید کو اپنا جانشین بنادوں۔اس سلسلے میں خدا سے دعا ہے کہ بخیر معاملہ طے ہوجائے پھر عبدالرحمٰن بن عثمان ثقفی،عبداللہ بن سعدہ فزاری،ثور بن معن سلمی اور عبداللہ بن عصام کو طلب کر کے حکم دیا کہ تم لوگ ضحاک کی تائید کرنا اور یزید کی جانشینی کا مجھ سے مطالبہ کرنا۔

معاویہ نے تقریر کی اور جیسا اس نے پروگرام بنایا تھا لوگوں نے اس سے یزید کی جانشینی کا مطالبہ کیا معاویہ نے کہا کہ احنف کہا ہے؟ کیا تم تقریر نہیں کروگے؟ اس نے تقریر میں کہا: لوگ سخت آزمائش میں مبتلا ہیں اے امیر! آپ کا چل چلاو ہے اس لیے غور کرلے کہ اپنے بعد کسے اپنا جانشین بناتے ہو؟ معاشرے کے مفادات کو سامنے رکھو اور دیکھو کہ کس قدر لوگوں کی اطاعت حاصل کرتے ہو جب تک امام حسنؑ زندہ ہیں لوگ یزید کی بیعت نہیں کریں گے [۱۴۳]۔

یہ سن کر ضحاک نے غصے میں کھڑے ہوکر کہا: عراق والے منافق ہیں وہ اتحاد کی بجائے تفرقے کو اختیار کرتے ہیں انکا دین ان کی خواہش ہے،غرور اور نادانی ان کا شعار ہے،خدا کا ذرا بھی لحاظ نہیں ابلیس کو اپنا معبود کہتے ہیں،دوستوں کے لیے مفید نہیں،دشمن کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچاتے،ان کی باتوں پر توجہ نہ دیں،امام حسن کو بھلا ایسی خلافت سے کیا مطلب؟ معاویہ جسے چاہے اپنا جانشین بنائے۔

احنف نے کھڑ ہوکر کہا: امیر! تو سمجھدار ہے،تونے امام حسنؑ سے صلح میں کچھ عہد و پیمان کیا ہے،تو عراقیوں کو زور و زبردستی سے قبضہ میں نہیں کرسکتا،اگر تونے امام حسنؑ سے بدعہدی کی تو امام حسنؑ کی پشت پر شہسواروں کی فوج ہے،اگر تو اچھی طرح جانتا ہے کہ عراقی تجھ سے دشمنی رکھتے ہیں وہ کبھی تیرے دوست نہیں،پھر یہ کہ امام حسنؑ اور ان کے والد امام علیؑ کی مدح میں آیات نازل ہوئی ہیں جن کی وجہ سے لوگ ان کے دوستدار ہیں جنگ صفین کے کینے تیرے خلاف آج بھی برقرار ہیں،خدا کی قسم! عراق والے حضرت امام علیؑ سے زیادہ امام حسنؑ سے بھی محبت کرتے ہیں۔

پھر عبدالرحمٰن نے اٹھ کر یزید کی تعریف کی اور معاویہ کو جانشینی پر ابھارا،معاویہ نے کھڑے ہوکر کہا: لوگو! شیطان کے دوستوں نے محاذ قائم کررکھا ہے انہیں کی زبان سے بولتا ہے،فتنہ و نفاق پیدا کرتا ہے یہ اس وقت تک راہ راست پر نہیں آئیں گے جب تک ذلت و مصیبت سے دوچار نہ ہوں،پھر ضحاک کو کوفہ اور عبدالرحمٰن کو عراق کا گورنر بنادیا،اس وقت احنف بن قیس نے کہا: اے امیر! تو اچھی طرح جانتے ہیں کہ یزید دن رات کیسی حرکتیں کرتا ہے؟ کہاں آتا جاتا ہے؟ لہٰذا خوشنودی خدا کا تقاضا ہے کہ اس بارے میں امت سے مشورہ کریں جبکہ تو خود آخرت کا رخ کرچکا ہے،یزید کے لیے دنیامت سنوار،کیونکہ آخرت صرف عمل صالح سے سنورتی ہے سمجھ لے کہ اگر تونے یزید کو امام حسن و امام حسین سے مقدم کیا وار

اسے ان پر فضیلت دی حالانکہ تو جانتا ہے کہ وہ کس مرتبے پر فائز ہیں تو خدا کے سامنے کوئی عذر نہیں ہوگا ہمارا کام تو خدا کے احکام پر عمل کرنا ہے [۱۴۳]۔

ابوالفرج اصفہانی لکھتا ہے کہ معاویہ نے یزید کی بیعت لینی چاہی تو سب سے بڑی رکاوٹ امام حسن اور سعد بن ابی وقاص تھے اس لیے اس نے ان دونوں کو زہر دلا دی [۱۴۳]۔

عبدالرحمٰن بن خالد اور یزید کی بیعت

معاویہ نے ایک دن شامیوں کے سامنے تقریر کی: لوگو! میں بوڑھا ہو گیا ہوں، اس لیے چاہتا ہوں کہ کسی کو اپنا جانشین بنادوں، تم لوگ اپنی رائے دو، لوگوں نے عبدالرحمٰن بن خالد کا نام لیا، معاویہ کو سخت ناگوار گزرا لیکن اپنا غصہ پی گیا، کچھ دن بعد عبدالرحمٰن بیمار ہوا معاویہ نے اپنے یہودی طبیب "ابن آثال" کو بھیج کر تاکید کی کہ شربت میں زہر گھول کر پلادے، شربت پیتے ہی اس کے کلیجے کے ٹکڑے گرنے لگے، اسی اثر سے وہ مر گیا، کچھ دن بعد مہاجر بن خالد نے رات کو اس طبیب کو قتل کر دیا۔

آغانی میں ہے کہ لوگوں نے مہاجر کو قید کر کے معاویہ کے پاس پیش کیا، معاویہ نے پوچھا: میرے طبیب کو کیوں مارا؟ مہاجر نے کہا: ابھی تو حکم پر عمل کرنے والے کو قتل کیا ہے، حکم دینے والے کو قتل کرنا باقی ہے [۱۴۳]۔

سعید بن عثمان

عثمان کے بیٹے سعید نے ۵۵ھ خراسان کی گورنری مانگی تو معاویہ نے کہا: وہاں کا گورنر ابن زیاد ہے، سعید نے کہا: میرے باپ کی وجہ سے تو اس مرتبے تک پہنچا ہے تجھے ان کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا چاہیے، تو یزید کو مجھ پر برتری دیتا ہے حالانکہ میرے ماں باپ اس کے ماں باپ سے افضل ہیں۔

معاویہ نے کہا: میں نے عثمان کا حق اس کی خونخواہی کا مطالبہ کر کے ادا کر دیا جہاں تک ماں باپ کے افضل ہونے کا سوال ہے تو عثمان و نائلہ مجھ و میری بیوی سے افضل ہیں اب تیری برتری کی بات مہمل ہے میں یزید پر تجھے برتری نہیں دیتا۔

یزید نے کہا: اے امیر! یہ تیرا چچازاد بھائی ہے تجھے اس کے معاملے میں غور کرنا چاہیے [۱۴۳]۔

بیعت کے متعلق معاویہ کے خطوط

معاویہ نے مروان کو خط لکھا کہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں اس لیے اپنے بعد اختلاف امت سے بچنے کے لیے کسی کو جانشین بنانا چاہتا ہوں لیکن مدینے والوں کی رائے کے بغیر یہ بات طے نہیں ہو سکتی۔ اس لیے ان لوگوں کے سامنے اس معاملے کو پیش کر اور ان کے جواب کو مجھے لکھ۔

مروان نے لوگوں کو اطلاع دی، لوگوں نے کہا: اچھی بات ہے لیکن معاویہ کو نام بھی پیش کرنا چاہیے۔

مروان نے معاویہ کو خط لکھا تو اس نے یزید کا نام پیش کیا۔ جب یہ بات مدینے والوں کو معلوم ہوئی کہ معاویہ اپنے بیٹے یزید کو جانشین بنانا چاہتا ہے تو عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے تقریر کی: خدا کی قسم! اے مروان! تو نے غلط کہا، معاویہ بھی غلطی پر ہے

اور تم لوگ بہترین شخص کو چھوڑ کر حکومت کو شہنشاہت میں بدلنا چاہتے ہو، مروان نے اس کی طرف اشارہ کرکے کہا: اسی شخص کے لیے قرآن میں مذمت ہے: جس شخص نے اپنے ماں باپ سے کہا تم پر وائے ہو، یہ سن کر عائشہ نے پس پردہ کہا: تو نے اس کے لیے ایسی بات کہی، خدا کی قسم! تو جھوٹا ہے، یہ آیت فلاں شخص کے لیے نازل ہوئی، البتہ تیرے اوپر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا لعنت کی ہے"[۱۴۳]۔

امام حسین نے کھڑے ہو کر معاویہ کی تجویز کی مذمت کی اور عبداللہ بن عمر و ابن زبیر نے بھی مذمت کی، مروان نے سارا قصہ معاویہ کو لکھ بھیجا اس سے پہلے معاویہ نے اپنے گورنروں کو خط لکھ کر یزید کی تعریف کرنا شروع کردی تھی اور انہیں تاکید کی تھی کہ اس سلسلے میں اپنے یہاں سے وفود بھیجیں اس حکم کے مطابق محمد بن عمرو مدینے سے اور احنف بن قیس بصرے سے آیا، محمد نے معاویہ سے کہا: ہر حاکم پر ذمہ داری ہے کہ امت محمدی کے لیے کیسے شخص کو حاکم بناتا ہے اس کی باتوں سے معاویہ سخت برہم ہوا اور اسے واپس کردیا اور احنف کو حکم دیا کہ یزید سے ملے جب وہ واپس آیا تو پوچھا: اپنے بھائی کو کیسا پایا؟

احنف نے جواب دیا: میں نے اس کو عیش و نشاط میں ڈوبا ہوا جوان پایا، کچھ دن بعد جب تمام گورنر جمع ہوئے ضحاک بن قیس سے کہا: میں کچھ تقریر کرنا چاہتا ہوں جب ختم کرو تو تم مجھ سے بیعت یزید کا تقاضا کرنا، معاویہ نے اپنی تقریر میں اسلامی انتظام کی اہمیت نیز حق وخلافت کے متعلق تقریر کی، درمیان میں یزید کا نام بھی لایا اور اس کے متعلق لوگوں کو ابھارا۔

ضحاک نے اٹھ کر حمد و ثناء خدا کے بعد کہا: لوگ آپ کے بعد ایک حاکم کے محتاج ہیں اور تجربوں نے ہم کو بتادیا کہ اتحاد ملت خونریزی کو روکتا ہے اور اسی میں امن وصلاح ہے، جیسا تم جانتے ہو کہ یزید خوش اخلاق اور نیک چلن ہے، علم، حلم اور تدبر سے بھی آراستہ ہے، تم اس کو اپنا ولی عہد بنادو تاکہ تیرے بعد ہمارا پشت پناہ ہو، عمرو بن سعید اشدق نے بھی ایسی تقریر کی پھر یزید بن مقنع نے کہا: اے امیر! اگر لوگ یزید کو ناپسند کریں گے تو تلوار کی طرف اشارہ کرکے کہا: یہ ان کے لیے ہے۔

معاویہ نے کہا: بیٹھ جا، تو شہنشاہ خطابت ہے۔

اس کے بعد تمام گورنروں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا، بعد میں معاویہ نے احنف سے رائے مانگی تو اس نے کہا: اگر صحیح رائے دوں تو تجھ سے ڈرتا ہوں اور غلط رائے دوں تو خدا سے ڈرتا ہوں، تو یزید کو مجھ سے بہتر جانتا ہے کہ اس کی آمد و رفت کہاں ہے؟ اس کی چال ڈھال کیسی ہے؟ اگر خدا کی خوشنودی چاہیے تو اس سے باز آ، ہم تو بہر حال اطاعت کرنے والے ہیں۔

ایک شامی نے کہا: پتہ نہیں، یہ عراقی دیہاتی کیا بکتا ہے؟ ہمارا کام صرف یہ ہے کہ تلوار کے زور سے تیری بات منوائیں، اس کے بعد لوگ متفرق ہوگئے، معاویہ نے دوستوں کو انعام و اکرام سے نوازا اور مخالفوں کے ساتھ نرمی کا برتاو کیا، اس طرح زیادہ تر لوگ بیعت یزید کے لیے آمادہ ہوگئے"[۱۴۳]۔

مدینہ کے گورنر سعید بن عاص کو معاویہ نے خط لکھا لوگوں کو یزید کی بیعت کی دعوت دے اور جو لوگ آمادہ ہوں یا انکار کریں ان کے نام مجھ لکھ بھیج۔ خط ملتے ہی سعید نے سختی سے عمل کیا لیکن چند افراد کے علاوہ کسی نے بیعت نہیں کی، خاص طور پر بنی ہاشم کی کسی ایک فرد نے بھی بیعت نہیں کی۔ سعید نے تمام واقعہ معاویہ کو لکھا کہ لوگ اس سے کترا رہے ہیں۔ بنی ہاشم کے کسی ایک فرد نے بھی بیعت نہیں کی، سب سے زیادہ مخالفت میں آگے آگے عبداللہ بن زبیر ہے، اگر میرے پاس کافی جنگی سوار ہوتے تو اسے پکڑتا، اب تو حالات سے نپٹ لے۔

معاویہ نے ابن عباس، ابن زبیر، عبداللہ بن جعفر اور امام حسینؑ کو بھی خطوط لکھے اور سعید کو تاکید کی کہ ان کے جوابات میرے پاس بھیج، سعید کو جواب دیا: تیرے خط سے معلوم ہوا کہ مدینے قطعی بے اعتنائی برت رہے ہیں، خاص طور پر بنی ہاشم، ابن زبیر کی رائے بھی معلوم ہوچکی ہے، میں نے روساء کو خط لکھ دیا ہے، ان کے جواب مجھے بھیج دو، سب سے نرمی سے پیش آو، اپنا ارادہ مستحکم رکھو، خاص طور سے امام حسین کا احترام ملحوظ رکھو کیونکہ وہ تمہارے رشتہ دار ہیں اور ان کا عظیم حق ہماری گردنوں میں ہے، کسی مسلمان کو ان کے حق سے انکار نہیں، وہ شیر دل اور بہادر ہیں مجھے ڈر ہے کہ اگر تو نے ان سے بحث کی تو شکست کھا جاوگے لیکن ابن زبیر درندہ ہے وہ روڑا اٹکائے گا ، اس سے احتیاط کرو، میں خود جلدی آرہا ہوں۔

معاویہ نے عبداللہ بن جعفر کو خط لکھا کہ تم جانتے ہو کہ میں تمہیں دوسروں پر ترجیح دیتا ہوں، تمہارے خاندان پر میری عنایت ہے لیکن مجھے تمہارے متعلق ناخوشگوار اطلاع ملی ہے، اگر تم نے یزید کی بیعت کی تو شکریہ ادا کروں گا ورنہ مجبور کروں گا۔

عبداللہ بن جعفر نے جواب دیا: تو نے لکھا ہے کہ مجھے دوسروں پر ترجیح دیتا ہے، اگر ایسا کرتا ہے تو اپنی خوشبختی کا سامان کرتا ہے اور اگر ہاتھ روکتا ہے تو تقصیر کرتا ہے، تو نے لکھا کہ مجھے بیعت کے لیے مجبور کرے گا تو سن لے اپنی جان کی قسم ! کل میں نے تجھے اور تیرے باپ کو اسلام لانے کے لیے مجبور کیا تھا اور تو بے رغبت اور مجبوری کے ساتھ مسلمان ہوا تھا[۱۴۳]۔

معاویہ نے ابن زبیر کے خط میں کچھ اشعار لکھے جن کا مفہوم یہ تھا: میرے حلم و بر باری سے تو بہت گستاخ ہوگیا ہے، تو دوغلا پن کر رہا ہے، تجھ سے پہلے ابلیس نے بھی دوغلا پن کیا تھا اور اس نے خود اپنا نقصان کیا، وہ معزز و محترم تھا پھر ملعون ہوگیا۔

ابن زبیر نے جواب میں یہ اشعار لکھے: ہم اس خدا کی پرستش کرتے ہیں جس نے ظالموں کو رسوا کیا ہے، جو شخص خدا کے حلم و بر باری کے مقابلے میں گناہ کی جسارت کر رہا ہے کیا وہ مغرور ہوگیا ہے، اگر تو نے اپنے منصوبے پر عمل کیا تو میں تلوار سے جواب دوں گا[۱۴۴]۔

بیعت یزید کے لیے معاویہ کا مدینہ میں پہلا سفر

معاویہ نے ۵۰ھ میں حج اور رجب ۵۶ھ میں عمرے کا سفر کیا، دونوں سفروں میں اس کا خاص مقصد یزید کی بیعت کے لیے فضا ہموار کرنا تھا، اس نے اس سلسلے میں بات چیت کی اور اصحاب و معزز شخصیات سے تبادلہ خیال کیا۔

پہلے سفر کی تفصیل یہ ہے کہ معاویہ ۵۰ھ میں مدینے آیا، لوگ اس کے استقبال کے لیے آئے، جب وہ ایک گھر میں بیٹھا تو عبداللہ بن عباس، ابن جعفر، ابن عمر، ابن زبیر کے پاس آدمی بھیج کر بلوایا، پھر اپنے دربان کو حکم دیا کہ جب یہ لوگ میرے پاس ہیں کسی کو اندر نہ آنے دینا، جب یہ لوگ بیٹھے تو معاویہ نے خدا کا شکر ادا کیا اور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجا پھر کہا: میں بوڑھا ہو چکا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ یزید کو اپنا جانشین بنادوں، مجھے امید ہے کہ تم لوگ بھی اسے پسند کرو گے، میں حسن و حسین کی موجودگی میں اسے لیے یہ بات نہیں رکھنا چاہتا کہ یہ لوگ فرزند رسول ﷺ ہیں، اب تم لوگ امیر کے سامنے رائے دو۔

ابن عباس نے حمد و ثناء کے بعد کہا: ہم نے تیری بات سنی، خدا نے اپنے نبی پاک ﷺ کو وحی کے ذریعے امت کی تبلیغ پر معین کیا، اس لیے انہیں کے خاندان کے لوگ حکومت کے زیادہ حق دار ہیں، امت کو حکم رسول ﷺ کی اطاعت کرنی چاہیے۔

ابن جعفر نے تقریر کی کہ قرآن کی روشنی میں یہ خلافت رسول ﷺ کے قرابت داروں کا حق ہے اور اگر ابو بکر و عمر کے طریقے پر عمل کیا جائے تو خاندان رسولؐ کے افضل شخص کو حکومت اسلامی سپرد کرنی چاہیے، خدا کی قسم! اگر لوگوں نے ایسا ہوتا تو اسلام ہمیشہ ترقی کرتا رہتا، اور حکم خدا پر عمل ہوتا رہتا، آپس میں اختلاف و کشت و خون بھی نہ ہوتا، تجھے اس سلسلے میں لوگوں کی مصلحت کا خیال رکھنا چاہیے کیونکہ قیامت کے دن تیری باز پرس ہوگی، تو نے امام حسن و حسینؑ کو دعوت نہ دیکر اچھا نہیں کیا، ان دونوں کی مرضی کے بغیر یہ کام مکمل بھی نہیں، تو جانتا ہے کہ وہ معدن علم و فضیلت ہیں خواہ مان یا نہ۔

ابن زبیر نے یہ کہا: خدا نے اپنے نبی کے ذریعے ہمیں اسلام سے بہرہ مند کیا، یہ خلافت صرف قریش کا حق ہے، جو پسندیدہ کردار سے آراستہ ہوں، اس لیے اے معاویہ! تجھے خدا سے ڈرنا چاہیے اور اپنے رحم کرنا چاہیے کیونکہ یہ رسول اکرم کے چچا زاد ابن عباس ہیں اور یہ ذوالجناحین جعفر کے فرزند عبداللہ ہیں اور میں ابن زبیر ہوں رسول کی پھوپھی کا بیٹا، خود امام علی نے امام حسن و حسین جیسے فرزند چھوڑے ہیں جنکی عظمت سے تو اچھی طرح واقف ہے لہٰذا خدا سے ڈر اور اپنے و ہمارے درمیان خود ہی انصاف کر۔

اس کے بعد ابن عمر نے تقریر کی کہ خدا نے اپنے رسول پاک کے ذریعے ہمیں عزت و افتخار سے نوازا، یہ خلافت ایرانی و رومی شہنشاہت کی طرح نہیں کہ باپ اپنے بیٹے کو جانشین بنادے، اگر ایسا ہوتا تو اپنے بعد کے میں خلیفہ ہوتا، انہوں نے چھ افراد پر مشتمل شوریٰ کے ذریعے خلیفہ منتخب کیا، یہ خلافت تمام قریش کا حق ہے اور ان میں جو نیک صالح ہو اور مسلمان اس پر

راضی ہوں اور قریش کے جوانوں کو چاہتا ہے تو یزید قریش کا جوان ہے، تجھے خدا کے سامنے جواب دہی کے لیے تیار ہونا چاہیے۔
اس وقت معاویہ نے کہا: میں نے اپنی بات کہی اور تم نے اپنی بات کہی، حقیقت یہ ہے کہ باپ چلے گئے اور بیٹے رہ گئے، مجھے ان اصحاب کے بیٹوں کے مقابلے میں اپنا بیٹا زیادہ عزیز ہے، پھر یہ اگر تم میرے بیٹے سے ملاقات کرو تو بات کرنے میں تیز طرار پاؤ گے۔ حکومت، بنی عبد مناف کا حق ہے کہ وہ نبی اکرم کے رشتہ دار ہیں لیکن نبی پاک کی وفات کے بعد لوگوں نے ابو بکر و عمر کو بغیر اس کے کہ ان کے خاندان میں بادشاہی رہی ہو منصب حکومت دے دیا پھر یہ کہ انہوں نے اچھا طریقہ اپنایا اس کے بعد حکومت بنی عبد مناف میں پلٹ آئی اور قیامت تک اسی خاندان میں رہے گی۔
ابن زبیر و ابن عمر! سن لو خدا تمہیں اس حکومت سے محروم کر چکا ہے لیکن میرے یہ دونوں چچازاد بھائی ابن عباس و ابن جعفر حکومت سے بہر حال وابستہ ہیں ان شاء اللہ۔
پھر معاویہ نے کوچ کا حکم دیا اور بیعت یزید کی کوئی بات نہیں کی اور موافق اور مخالف افراد کے وظائف بھی بند نہیں کئے اور شام چلا گیا[۱۴۳]۔
اس واقعے کو دوسری طرح بھی نقل کیا گیا ہے کہ جب معاویہ حج کے قصد سے مدینے میں آیا تو مدینے کے جوان، بوڑھے، عورت و مرد سبھی پیادہ و سوار ہو کر استقبال کے لیے نکلے، معاویہ نے ان سے ملاقات کی اور نرم کلامی اور رضاجوئی کی ہر ممکن کوشش کی، اور خوش آمدید کے لیے آنے والوں سے کہا کہ فقط تمہاری محبت اور شوق ملاقات میں یہ طویل اور تھکا دینے والا سفر کیا ہے تاکہ نبی اکرمﷺ کے ہمسائے میں رہنے والی کی زیارت کر سکوں، جواب میں بہت سے لوگوں نے خوش آمد کی باتیں کیں، معاویہ مقام "جرف" پہنچا تو امام حسینؑ و ابن عباس سے ملاقات ہوئی، دونوں کی طرف اشارہ کر کے معاویہ نے کہا: یہ دونوں بنی عبد مناف ہیں، پھر ان دونوں سے خصوصی توجہ سے باتیں کیں، اعزاز و اکرام کا لحاظ کیا، مدینہ پہنچے تو امام حسینؑ اپنے گھر اور ابن عباس مسجد چلے گئے اور معاویہ شامی کی کثیر جماعت کے ساتھ حضرت عائشہ سے ملنے چلا گیا، عائشہ نے تنہا اندر آنے کی اجازت دی تو جب ان کے پاس پہنچا تو وہاں صرف حضرت عائشہ کا غلام ذکوان موجود تھا، حضرت عائشہ نے کہا: تجھے ڈر نہیں لگا کہ میں اپنے بھائی محمد بن ابی بکر کا بدلہ لینے کے لیے کسی کو تیری گھات میں بٹھا دیتی جو تجھے قتل کر دیتا۔
معاویہ نے کہا: آپ ایسا ہرگز نہ کرتیں، پوچھا: کیوں؟ جواب دیا: چونکہ میں نبی اکرم کے گھر آیا ہوں جو امن کا گھر ہے، پھر حضرت عائشہ نے حمد خدا کے بعد کہا: تجھے ابو بکر و عمر کی پیروی کرنی چاہیے۔
معاویہ خاموش رہا اور حضرت عائشہ کے سامنے ان کی تعریف کرنے لگا: اے امّ المومنین! آپ نے ہمیں خدا اور رسولﷺ کو پہچنوایا، دین کی معرفت کرائی، آپ اس لائق ہیں کہ آپکی ہر حال میں اطاعت کی جائے لیکن یزید کی بیعت کا معاملہ خدا کی

کیا ہے اور اپنی رعیت سے دھوکہ کیا ہے اور اپنی امانت کو خراب کر دیا ہے اور بے وقوف و جاہلوں کی باتوں میں آ گیا ہے اور ان کی وجہ سے متقی و پرہیزگار افراد کو خوف و دہشت میں مبتلا کر رہا ہے، والسلام۔

فَلَمَّا قَرَأَ مُعَاوِيَةُ الْكِتَابَ، قَالَ: لَقَدْ كَانَ فِی نَفْسِه ضَبٌّ مَا أَشْعُرُ بِه. فَقَالَ يَزِيدُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَجِبْهُ جَوَاباً تُصْغِرُ إِلَيْهِ نَفْسَهُ وَ تَذْكُرُ فِيه أَبَاهُ بِشَرِّ فِعْلِه! قَالَ، وَ دَخَلَ عَبْدُ اللَّه بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: أَ مَا[۱۴۴] رَأَيْتَ مَا كَتَبَ بِه الْحُسَيْنُ قَالَ وَ مَا هُوَ قَالَ، فَاقْرَأْهُ الْكِتَابَ، فَقَالَ وَ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُجِيبَهُ بِمَا يُصَغِّرُ إِلَيْهِ نَفْسَهُ وَ إِنَّمَا قَالَ ذَلِكَ فِی هَوَى مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ يَزِيدُ كَيْفَ رَأَيْتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ رَأْيِی فَضَحِكَ مُعَاوِيَةُ فَقَالَ أَمَّا يَزِيدُ فَقَدْ أَشَارَ عَلَیَّ بِمِثْلِ رَأْيِكَ، قَالَ عَبْدُ اللَّه فَقَدْ أَصَابَ يَزِيدُ. فَقَالَ مُعَاوِيَةُ أَخْطَأْتُمَا أَ رَأَيْتُمَا لَوْ أَنِّی ذَهَبْتُ لِعَيْبِ عَلِیٍّ مُحِقّاً مَا عَسَيْتُ أَنْ أَقُولَ فِيه، وَ مِثْلِی لَا يُحْسِنُ أَنْ يَعِيبَ بِالْبَاطِلِ وَ مَا لَا يَعْرِفُ، وَ مَتَى مَا عِبْتُ رَجُلًا بِمَا لَا يَعْرِفُهُ النَّاسُ لَمْ يَحْفِلْ بِصَاحِبِه وَ لَا يَرَاهُ النَّاسُ شَيْئاً

تقدیر میں واقع ہوا ہے لوگوں کو ان اس میں کوئی اختیار نہیں ہے کیونکہ سب لوگ اس کی بیعت کر چکے ہیں اور اس کی اطاعت کا پیمان باندھ چکے ہیں۔

جب حضرت عائشہ نے دیکھا کہ وہ یزید کی بیعت کا مصمم ارادہ کر چکا ہے تو کہنے لگیں: دیکھ خدا سے ڈر، اور مسلمانوں کے حق میں نامناسب ویہ اختیار نہ کر، جلدی بازی کا انجام برا ہوتا ہے۔ معاویہ اٹھنے لگا تو حضرت عائشہ نے کہا: تونے حجر و ان کے نیک و پارسا ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ معاویہ نے جواب دیا: اس معاملے کو ہم اور حجر پر چھوڑیں، ہم قیامت میں سمجھ لیں گے۔ ذکوان کے بازوں کا سہارا لیئے گھر سے باہر نکل آیا اور کہا: نبی اکرم ﷺ کے بعد ایسا خطیب نہیں دیکھا اور اپنی قیام گاہ میں پہنچ گیا۔

[۱۴۴]۔ رجال الکشی، ص: ۵۲۔

كَذَّبُوهُ، وَ مَا عَسَيْتُ أَنْ أَعِيبَ حُسَيْناً، وَ وَ اللَّهِ مَا أَرَى لِلْعَيْبِ فِيهِ مَوْضِعاً وَ قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَكْتُبَ إِلَيْهِ أَتَوَعَّدُهُ وَ أَتَهَدَّدُهُ ثُمَّ رَأَيْتُ أَلَّا أَفْعَلَ وَ لَا أُمَحِّلَهُ.

جب معاویہ نے امام حسین بن علیؑ کا خط پڑھا تو کہنے لگا ان کا سینہ مخفی کینے سے لبریز تھا جسے میں نہیں جانتا تھا، اور یزید سے کہا: اے امیر ! ان کا ایسا جواب لکھو کہ جس میں انکے نفس کی ذلت اور انکے والد کے برے اعمال کو ذکر کرو، اسی اثنا میں عبداللہ بن عمرو بن عاص آ گیا اور معاویہ نے اس سے کہا: کیا تو نے حسین بن علیؑ کا یہ خط نہیں دیکھا، اس نے کہا: کیا ہے ؟

معاویہ نے کہا : اسے پڑھ ،اس نے کہا : تجھے کیا مانع ہے انہیں ایسا خط لکھ جس میں انکے نفس کی ذلت ہو، اس نے یہ معاویہ کی محبت میں کہا، تو یزید کہنے لگا : اے امیر ! تجھے میری رائے کیسی لگی، معاویہ نے ہنس کر جواب دیا :یزید نے تیری طرح مشورہ دیا ہے، عبداللہ کہنے لگا :یزید نے صحیح مشورہ دیا ہے۔

اس وقت معاویہ نے کہا : تم دونوں غلط کہہ رہے ہو، اگر میں زندگی بھر علی کے عیب تلاش کروں تو یقینا مجھے ان کا کوئی عیب نہیں ملے گا اور میں کوئی جھوٹا اور باطل عیب لگانا نہیں چاہتا، کیونکہ جب میں ایسا عیب لگاوں جو لوگ نہیں جانتے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں، بلکہ لوگ مجھے ہی جھٹلائیں گے ،اور میں حسین میں بھی کوئی عیب نہیں لگا سکتا، خدا کی قسم مجھے ان میں کوئی عیب نظر نہیں آتا، ہاں میری رائے یہ ہے کہ انکو دھمکی اور تہدید آمیز خط لکھوں مگر یہ بھی نہیں کر رہا (کہ اس سے ان کی تقویت ہو گی)۔

خزیمہ بن ثابت[۱۴۵]

۱۰۰ رُوِیَ عَنِ الْفُضَیْلِ بْنِ دُکَیْنٍ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَبَّاسِ الشَّامِیُّ، عَنْ أَبِی إِسْحَاقَ قَالَ لَمَّا قُتِلَ عَمَّارٌ دَخَلَ خُزَیْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ فُسْطَاطَهُ وَ طَرَحَ عَنْهُ سِلَاحَهُ ثُمَّ شَنَّ عَلَیْهِ الْمَاءَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ قَاتَلَ حَتَّی قُتِلَ.

ابواسحاق سے منقول ہے کہ جب عمار (صفین میں) شہید ہوئے تو خزیمہ بن ثابت ان کی قتل گاہ میں آئے اور ان سے اسلحہ کر کے ان پر پانی ڈالا، پھر غسل کیا اور جنگ کرنے لگے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

۱۰۱ وَ رَوَی أَبُو مَعْشَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ بْنِ خُزَیْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: مَا زَالَ جَدِّی بِسِلَاحِهِ یَوْمَ الْجَمَلِ وَ یَوْمَ الصِّفِّینِ حَتَّی قُتِلَ عَمَّارٌ، فَلَمَّا قُتِلَ

۱۴۵۔ الطبقات الکبری (ابن سعد) ۴ص۳۸۷، المعرفۃ والتاریخ اص۳۸۰، الجرح والتعدیل ۳ص۳۸۱، اختیار معرفۃ الرجال ۵۲، مشاہیر علماء الَامصار ۷۷ن ۲۷۷، الثقات ۳ص۱۰۷، المعجم الکبیر للطبرانی ۴ص۸۳، المستدرک للحاکم ۳ص۳۸۵، جمہرۃ اِنساب العرب ۴۳۳۴، رجال الطوسی ۱۹و۴۰، الاستیعاب اص۴۱۶، صفۃ الصفوۃ اص۲۹۳، اُسد الغابۃ ۲ص۱۱۴، تہذیب الَاسماء واللغات اص۱۷۵، تہذیب الکمال ۸ص۲۴۳، سیر اِعلام النبلاء ۲ص۴۸۵، تاریخ الِاسلام للذہبی (عہد الخلفاء) ۵۶۴، الوافی بالوفیات ۱۳ص۳۱۰، مرآۃ الجنان اص۱۰۱، البدایۃ والنہایۃ ۷ص۳۲۲، الاصابۃ اص۴۲۵، تہذیب التہذیب ۳ص۱۴۰، کنز العمال ۱۳ص۳۷۹، شذرات الذہب اص۴۵، الدرجات الرفیعۃ ۳۱۰، تنقیح المقال: اص۳۹۷ن ۳۶۷۸، اِعیان الشیعۃ ۶ص۳۱۸و۸ص۳۷۴، معجم رجال الحدیث: ۷ص۴۷.

عَمَّارٌ سَلَّ سَيْفَهُ وَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ (ص) يَقُولُ عَمَّارٌ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ[۱۴۶] فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا.

ابو معشر نے خزیمہ بن ثابت کے پوتے محمد بن عمارہ سے روایت کی کہ میرے داداجنگ جمل وصفین میں اسلحہ اٹھائے رہے (اور جنگ نہیں کی[۱۴۷]) یہاں تک کہ عمار (صفین میں) شہید ہوئے۔

جب عمار (صفین میں) شہید ہوئے تو تلوار سونت لی اور کہنے لگے: میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا تھا کے اے عمار! تجھے باغی گروہ قتل کریگا،اور جنگ کرنے لگے، یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔

[۱۴۶]۔رجال الکشی، ص: ۵۳
[۱۴۷]۔تنقیح المقال،ج۲۵،ص۲۷۷-۲۸۸

عبداللہ بن عباس[۱۴۸]

[۱۴۸]۔ الطبقات الکبری لابن سعد ۲ص۳۶۵، التاریخ الکبیر ۵ص ۲، المعرفۃ والتاریخ اص۲۱۷، المعارف ۳۷، رجال البرقی ۲، الجرح والتعدیل ۵ص۱۱۶، الثقات لابن حبّان ۳ص۲۴۸، مشاهیر علماء الَامصار ۲۸ن ۱۷، المعجم الکبیر للطبرانی ۱۰ص۲۳۲، المستدرک حاکم ۳ص۵۳۳، حلیۃ الَاولیاء اص۳۱۴، اِصحاب الفتیا من الصحابۃ و التابعین ۳۴ن ۷، رجال الطوسی ۲۲ن ۶، تاریخ بغداد اص۱۷۳، الاستیعاب ۲ص۳۴۲- ۳۴۹، طبقات الفقهاء للشیرازی ۳۹ و ۴۲ و ۴۶ و ۴۸ و ۴۹، صفۃ الصفوۃ اص۳۱۴، اُسد الغابۃ ۳ص۱۹۲، تهذیب الَاسماء واللغات اص۲۷۴، رجال ابن داود ۱۲۱ن ۸۸۰، رجال العلّامۃ الحلی ۱۰۳، تهذیب الکمال ۱۵اص۱۵۴، سیر اِعلام النبلاء ۳ص۳۳۱، العبر اص۵۶، تذکرۃ الحفّاظ اص۴۰، تاریخ الِاسلام للذهبی (سنہ ۶۸ھ) ۱۴۸، نکت الهمیان ۱۸۰، الوافی بالوفیات ۱۷اص۲۳۱، مرآۃ الجنان اص۱۴۳، البدایۃ والنهایۃ ۸ص۲۹۸، الجواهر المضیئۃ ۲ص۴۱۵، تهذیب التهذیب ۵ص۲۷۶، تقریب التهذیب اص۴۲۵، الاصابۃ ۲ص۳۲۲-۳۲۶، شذرات الذهب اص۲۵، مجمع الرجال قهپائی ۴ص۲۴، جامع الرواۃ اص۴۹۴، تنقیح المقال ۲ص۱۹۱ن ۶۹۲۱، اِعیان الشیعۃ ۸ص۵۵-۵۷، الَاعلام ۴ص۹۵، معجم رجال الحدیث ۱۰اص۲۲۹ن ۶۹۴۳، قاموس الرجال ۶ص ۳۔

عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب ہاشمی، نبی اکرم ﷺ کے چچازاد تھے جو شعب ابی طالب میں ہجرت سے تین سال پہلے اس وقت پیدا ہوئے جب بنو ہاشم محاصرے کی حالت میں تھے ،انہوں نے نبی اکرم ﷺ ،امام علیؑ ، ابی بن کعب ، عمار بن یاسر ، ابوذر غفاری اور بریدہ بن حصیب اسلمی وغیرہ سے روایت کی اور ان سے سعید بن جبیر ، ابوامامہ اسعد بن سہل بن حنیف ، ابو طفیل عامر بن واثلہ ، عطاء بن ابی رباح ، عمرو بن دینار ، ابو شعثاء جابر بن زید وغیرہ نے روایت کی۔ وہ فقیہ ، مفتی، محدث اور مفسر تھے انہوں نے سب سے پہلے امام علیؑ سے منقول تفسیر کو املاء کیا اور ان کے کثرت علم و دانش کو دیکھتے ہوئے انہیں "بحر "اور "حبر " کے القاب دیئے گئے اور وہ ایک فصیح و بلیغ خطیب اور قدرت مند مناظر تھے اور خلفاء ان سے مشورہ لیا کرتے اور ان کے زمانے میں وہ فتوی دیا کرتے تھے۔ عطاء کا کہنا ہے : میں نے ابن عباس کی محفل سے بڑھ کر کوئی باعظمت محفل نہیں دیکھی ، صاحبان قرآن ان سے قرآن کے بارے میں سوال کرتے تھے اور شعر و ادب کا ذوق رکھنے والے ان سے اشعار کے بارے میں سوال کرتے تھے اور فقہ اور احکام کا شغف رکھنے والے ان سے احکام کے بارے میں سوال کرتے تھے اور وہ ان سب کو بہترین جواب دیا کرتے تھے۔

ابن عباس، امام علیؑ کے بے حد محبت کرتے تھے اور ہمیشہ آپ کے دامن سے متمسک رہے اور ان سے پوچھا گیا: تیرے علم کی نسبت تیرے چچازاد کے علم سے کیا ہے؟ کہنے لگے: جیسے بارش کے ایک قطرے کو وسیع سمندر سے ہوتی ہے۔انہوں نے امام علیؑ کے ساتھ تمام معرکوں (جمل، صفین اور نہروان) میں شرکت کی اور امام علی نے جنگ جمل کے بعد انہیں بصرہ کا گورنر مقرر فرمایا تھااور بہت سے اہم مواقع پر امام علیؑ انہیں بھیجا کرتے تھے جیسے جنگ جمل کے بعد انہیں امّ المومنین کے پاس بھیجا، صفین میں اپنی طرف سے اس کو مقرر کرنا چاہتے تھے مگر فوج نے اس پر اعتراض کر دیا اور نہروان کے دن انہیں خوارج کے پاس بھیجا تو انہوں نے بلیغ طریقے سے ان پر اتمام حجت کیا۔

وہ امام علیؑ اور آپ کے فرزندان کے مدد میں مشہور تھے حتی منقول ہے کہ جب امام حسن و حسینؑ سوار ہونے لگتے تو وہ رکاب تھام لیتے تھے،جب امام حسینؑ نےیزید کی بیعت سے انکار فرمایا اور مکہ سے عراق جانے لگے تو ابن عباس نے عرض کی: آپ اسی شہر میں ٹھہریں بے شک آپ ہی اہل حجاز کے سید و سردار ہیں اور اگر جانا ہے تو یمن جائیں... تو امام حسینؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں جانتا ہوں کہ آپ صدق دل سے مشورہ دے رہے مگر میں نے اپنے ارادے سے اپنی راہ معین کی ہے۔

جب امام حسینؑ نے کوفہ کی طرف سفر شروع کیا تو ابن عباس اور ابن زبیر مکہ میں اکٹھے ہوئے تو ابن عباس نے اس کے لیے ایک شعر پڑھا: اے فاختہ! فضاء خالی ہے،انڈے دو،چوزے دو اور اپنی مرضی کرو، اور فرمایا: اے ابن زبیر! خدا کی قسم! تیرے لیے میدان خالی ہے،تو اس نے کہا: خدا کی قسم! تم اہل بیت تو صرف اپنے آپ کو اس امر کے لیے زیادہ حقدار سمجھتے ہو؟ابن عباس نے کہا: سمجھتا وہ ہے جو شک وتردید میں ہو ہمیں تو اس بات کا یقین ہے۔

ابن زبیر ان سے شدید نفرت کرتا تھااور اس کے مشہور قصے مورخین نے کتابوں میں ثبت کئے ہیں،جب انہوں نے ابن زبیر کی بیعت سے انکار کیا تو اس نے ابن عباس کو مکہ سے طائف نکال باہر کیا تھا اور وہ ۶۸ھ کو وہیں فوت ہوئے اور جب انہیں دفن کیا گیا تو محمد بن حنفیہؒ نے فرمایا: الیوم مات ربّانی ہذہ الامۃ،آج اس امت کا الٰہی انسان فوت ہو گیا۔

اس طرح ابن عباس کی عظمت اور جلالت میں کوئی شکّ و شبہ نہیں ہونا چاہیے لیکن رجال و حدیث کی بعض کتابوں میں ان کے متعلق مذمت کی کچھ روایات منقول ہیں جن سے ان کی عظیم شخصیت کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کئے جاتے ہیں خصوصاً جب انہیں امام علیؑ سے خیانت کرنے اور آپ کے احکام کی نافرمانی کرنے کی جھوٹی نسبتیں دی جاتی ہیں اور اس مسئلے میں اس قدر سنگینی پیدا ہو گئی ہے کہ بعض نامور مورخین اور ماہرین رجال نے توقف کیا یا ان کے بارے میں ان جھوٹی نسبتوں کو قبول کر لیا اور ان کے خاتمہ بالخیر کا انکار کر دیا۔

ان کی شخصیت کے تمام پہلوؤں کی تحقیق کرنے کے لیے ہم نے شاگرد ولایت کے عنوان سے مکمل بحث کی ہے اس کی طرف رجوع کیا جائے، ان باتوں کی تفصیل اور دقیق تحقیق کرنے کے لیے یہ بحث کی گئی ہے اور اس میں علمی بنیادوں پر سندوں کو پرکھا گیا ہے اور محض کتابوں میں ایک روایت کے ملنے کو کسی بات کی دلیل کے طور پر اخذ نہیں کیا گیا اگرچہ وہ حدیث کی کتاب کس قدر اعتبار کے لحاظ سے مشہور ہو گئی ہو اور ثانیاً عظیم شخصیات کے بارے میں ان کے مخالفین کی طرف

۱۰۲ وَ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ بَكْرٍ الْوَاسِطِيِّ، عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) اللَّهُمَّ الْعَنْ ابْنَيْ فُلَانٍ وَ أَعْمِ أَبْصَارَهُمَا كَمَا عَمِيَتْ قُلُوبُهُمَا الإجلين فِي رَقَبَتِي وَ اجْعَلْ عَمَى أَبْصَارِهِمَا دَلِيلًا عَلَى عَمَى قُلُوبِهِمَا.

فضیل بن یسار نے امام باقرؑ سے روایت کی کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا ،خدایا ، فلاں کے دو بیٹوں پر لعنت فرمااور ان کی آنکھوں کو اس طرح اندھا کردے جس طرح انکے دلوں کو بے بصیرت قرار دیا ہے ،جو میری گردن میں پھندا بنے ہوئے ہیں اور ان کی آنکھوں کے اندھے پن کو ان کے دلوں کی بے بصیرتی کی نشانی قرار دے۔

۱۰۳ -جَعْفَرُ بْنُ مَعْرُوفٍ، قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ يَزِيدَ الْأَنْبَارِيُّ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُمَرَ الْيَمَانِيِّ، عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ أَتَى رَجُلٌ أَبِي (ع) فَقَالَ إِنَّ فُلَاناً يَعْنِي عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْعَبَّاسِ يَزْعُمُ أَنَّهُ يَعْلَمُ كُلَّ آيَةٍ نَزَلَتْ فِي الْقُرْآنِ فِي أَيِّ يَوْمٍ نَزَلَتْ وَ فِيمَ نَزَلَتْ، قَالَ فَسَلْهُ فِيمَنْ نَزَلَتْ: وَ مَنْ كٰانَ فِي هٰذِهِ أَعْمىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمىٰ وَ أَضَلُّ سَبِيلًا. وَ فِيمَ نَزَلَتْ: وَ لا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِي إِنْ أَرَدْتُ أَنْ أَنْصَحَ لَكُمْ.وَ فِيمَ نَزَلَتْ:ی ٰا

سے پروپیگنڈے کے احتمال کی جستجو کی گئی ہے کہ ایسی روایات جو مذمت کے لیے پیش ہوئی ہیں ان کی سندیں سب مخالفین کی طرف منتہی ہوتی ہیں ، بالآخر اس بحث سے ثابت ہوگا کہ حدیث کی تحقیق کے لیے پہلا زینہ علم رجال کی مدد سے سند کو پرکھنا ہے بصورت دیگر بہت سے متواتر اور یقینی قضایا زیر سوال اور مشکوک ہو سکتے ہیں ۔اس لیے ان دلائل و براہین اور معتبر و مفصل بحثوں کو تکرار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

أَيُّهَا الَّذينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَ صابِرُوا وَ رابِطُوا. فَأَتَاهُ الرَّجُلُ. وَ قَالَ: وَدِدْتُ الَّذى أَمرَکَ بِهذَا واجَهَنى بِهِ فَأَسْأَلُهُ وَ لَكِنْ سَلْهُ مَا الْعَرْشُ وَ مَتى خُلِقَ وَ كَيْفَ هُوَ فَانْصَرَفَ الرَّجُلُ إِلَى أَبى فَقَالَ لَهُ مَا قَالَ، فَقَالَ: وَ هَلْ أَجَابَکَ فِى الْآيَاتِ قَالَ لَا، قَالَ: وَ لَكِنِّى أُجِيبُکَ فِيهَا بِنُورٍ وَ عِلْمٍ غَيْرَ الْمُدَّعِى وَ الْمُنْتَحِلِ،

فضیل بن یسار نے امام باقرؑ سے روایت کی کہ ایک شخص میرے والد گرامیؑ کے پاس آیا اور کہنے لگا فلاں شخص یعنی عبداللہ بن عباس گمان کرتا ہے کہ اسے قرآن کی ہر آیت کے متعلق علم ہے کہ وہ کس دن نازل ہوئی اور اس موضوع میں نازل ہوئی، آپ نے فرمایا تو اس سے ان آیات کے متعلق پوچھ کہ یہ کس موضوع میں نازل ہوئیں، وہ شخص اس کے پاس گیا تو وہ کہنے لگا میں چاہتا تھا کہ میں ان کے بارے میں اس سے سوال کرتا جس نے مجھے اس سے روبرو کیا ہے، لیکن ان سے یہ بھی سوال کرنا کہ عرش کیا ہے؟، اور کب اور کیسے خلق ہوا؟ وہ شخص میرے والد گرامیؑ کے پاس آیا اور اس کی بات بتا دی، تو آپ نے فرمایا کیا اس سے آیات کا جواب دیا، اس نے کہا نہیں، فرمایا لیکن میں تجھے ان کے متعلق ایسے علم و نور کی بنیاد پر جواب دوں گا جس میں بے جا دعوی اور جھوٹی نسبت نہیں ہوگی۔

أَمَّا الْأُولَيَانِ فَنَزَلَتَا فِى أَبِيهِ وَ أَمَّا الْأَخِيرَةُ فَنَزَلَتْ فِى أَبِى وَ فِينَا[۱۴۹] وَ ذِكْرُ الرِّبَاطِ الَّذى أُمِرْنَا بِهِ بَعْدُ وَ سَيَكُونُ ذَلِکَ مِنْ نَسْلِنَا الْمُرَابِطُ وَ مِنْ نَسْلِهِ الْمُرَابَطُ، فَأَمَّا مَا سَأَلْتَ عَنْهُ، فَمَا الْعَرْشُ: فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ جَعَلَهُ أَرْبَاعاً لَمْ

۱۴۹۔ رجال الکشی، ص: ۵۴

يَخْلُقْ قَبْلَهُ شَيْئاً إِلَّا ثَلَاثَةَ أَشْيَاءَ الْهَوَاءَ وَ الْقَلَمَ وَ النُّورَ ثُمَّ خَلَقَهُ مِنْ أَلْوَانٍ مُخْتَلِفَةٍ مِنْ ذَلِكَ، النُّورِ الْأَخْضَرُ الَّذِي مِنْهُ اخْضَرَّتِ الْخُضْرَةُ وَ مِنْ نُورٍ أَصْفَرَ اصْفَرَّتْ مِنْهُ الصُّفْرَةُ وَ نُورٍ أَحْمَرَ احْمَرَّتْ مِنْهُ الْحُمْرَةُ وَ نُورٍ أَبْيَضَ وَ هُوَ نُورُ الْأَنْوَارِ وَ مِنْهُ ضَوْءُ النَّهَارِ،

پہلی دو آیتیں اس کے باپ کے بارے میں نازل ہوئیں اور آخری آیت میرے والد گرامیؑ اور ہمارے متعلق نازل ہوئی اور اس آیت میں جس مضبوط دلی کا ذکر ہے اس کا ہمیں حکم دیا گیا ہے، پس ہماری نسل میں سے ایسے لوگ ہونگے جو صبر واستقامت کرنے والے ہونگے اور اس کی نسل میں سے ظلم وستم کرنے والے ہونگے۔

اور جو تونے اس سے عرش کے متعلق سوال کیا تو خدا نے اسے چوتھے نمبر پر خلق کیا اور اس سے پہلے صرف تین چیزیں (ہوا، قلم، اور نور) خلق ہوا تھا پھر خدا نے عرش کو مختلف رنگوں میں خلق کیا، ایک سبز نور جس سے سبزے کو سبزہ نصیب ہوا، ایک زرد نور جس سے زردی کو زردی ملی، ایک سرخ نور جس سے سرخی کو سرخی ملی اور ایک سفید نور جو تمام نوروں کا نور ہے اور اسی سے دن کو روشنی ہے۔

ثُمَّ جَعَلَهُ سَبْعِينَ أَلْفَ طَبَقٍ غِلَظُ كُلِّ طَبَقٍ كَأَوَّلِ الْعَرْشِ إِلَى أَسْفَلِ السَّافِلِينَ، وَ لَيْسَ مِنْ ذَلِكَ طَبَقٌ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَ يُقَدِّسُهُ بِأَصْوَاتٍ مُخْتَلِفَةٍ وَ أَلْسِنَةٍ غَيْرِ مُشْتَبِهَةٍ وَ لَوْ سَمِعَ وَاحِداً مِنْهَا شَيْءٌ مِمَّا تَحْتَهُ لَانْهَدَمَ الْجِبَالُ وَ الْمَدَائِنُ وَ الْحُصُونُ وَ لَخُسِفَ الْبِحَارُ وَ لَهَلَكَ مَا دُونَهُ، لَهُ ثَمَانِيَةُ أَرْكَانٍ يَحْمِلُ كُلَّ رُكْنٍ مِنْهَا مِنَ الْمَلَائِكَةِ مَا لَا يُحْصِي عَدَدَهُمْ إِلَّا اللَّهُ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَ النَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ، وَ لَوْ حَسَّ حَسَّ شَيْءٍ مِمَّا فَوْقَهُ مَا أَقَامَ لِذَلِكَ طَرْفَةَ عَيْنٍ، بَيْنَهُ وَ

بَیْنَ الْإِحْسَاسِ الْجَبَرُوتُ وَ الْکِبْرِیَاءُ وَ الْعَظَمَةُ وَ الْقُدْسُ وَ الرَّحْمَةُ ثُمَّ الْعِلْمُ، وَ لَیْسَ وَرَاءَ هٰذَا-

پھر اسے ۷۰ ہزار طبقوں میں قرار دیا اور ہر طبقہ نیچے کے پہلے عرش کی طرح پختہ تھا اور ہر طبق خدا کی حمد کی تسبیح کرتا اور مختلف آوازوں اور آپس میں نہ ملنے والی زبانوں میں اس کی تقدیس کرتا تھا، اگر ان میں سے کسی چیز کو اس سے نیچے کی کوئی چیز سن لیتی تو پہاڑ، شہر اور قلعے منعدم اور ختم ہو جاتے، اور سمندروں میں طغیانی آجاتی اور ان کی تمام مخلوقات تباہ ہو جاتیں، اسکے آٹھ ستون ہیں جنہیں اتنے زیادہ ملائکہ نے اٹھایا ہوا ہے جن کی تعداد کو صرف خدا جانتا ہے وہ دن رات اسکی تسبیح کررہے ہیں اور ہرگز نہیں تھکتے، اگر کوئی اپنے سے بلند مرتبے کو محسوس کرے تو پلک جھپکنے تک بھی نہیں ٹھہرے گی اس کے اور احساس کے درمیان جبروت، کبریاء، عظمت، قدس اور رحمت کا فاصلہ ہے پھر علم ہے اور اس کے پیچھے کچھ نہیں۔

لَقَدْ طَمَعَ الْخَائِنُ فِی غَیْرِ مَطْمَعٍ، أَمَا إِنَّ فِی صُلْبِهِ وَدِیعَةً قَدْ ذُرِئَتْ لِنَارِ جَهَنَّمَ سَیَخْرُجُونَ أَقْوَامٌ مِنْ دِینِ اللَّهِ أَفْوَاجاً کَمَا دَخَلُوا فِیهِ، وَ سَتُصْبَغُ الْأَرْضُ بِدِمَاءِ الْفِرَاخِ مِنْ فِرَاخِ آلِ مُحَمَّدٍ، تَنْهَضُ تِلْکَ الْفِرَاخُ فِی غَیْرِ وَقْتٍ وَ تَطْلُبُ غَیْرَ مَا تُدْرِکُ، وَ یُرَابِطُ الَّذِینَ آمَنُوا[۱۵۰] وَ یَصْبِرُونَ لِمَا یَرَوْنَ حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰهُ وَ هُوَ خَیْرُ الْحٰاکِمِینَ.

اس خائن نے برا طمع کیا ہے مگر اس کی صلب میں ایک امانت ہے جو آگ کے لیے پیدا ہو گی وہ لوگ دین خدا سے اسی طرح گروہ در گروہ خارج ہونگے جس طرح اس میں داخل ہوئے، اور

---

[۱۵۰] رجال الکشی، ص: ۵۵

آل محمدؐ کے افراد کے خون سے زمین کو رنگین کریں گے ،وہ آل محمدؐ کے افراد بے وقت اٹھا لیے جائیں گے اور وہ صبر کریں گے یہاں تک کہ بہتریں حاکم کا فیصلہ آ پہنچے۔

۱۰۴ حَدَّثَنِی أَبُو الْحَسَنِ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَیْبَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زِیَادٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ (ع) وَ ذَکَرَ نَحْوَهُ. دوسری سند سے یہی روایت نقل ہوئی۔

۱۰۵ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِی جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَیُّوبَ، قَالَ حَدَّثَنِی حَمْدَانُ بْنُ سُلَیْمَانَ أَبُو الْخَیْرِ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْیَمَانِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنِ أَبِی الْخَطَّابِ الْکُوفِیُّ، عَنْ أَبِیهِ الْحُسَیْنِ، عَنْ طَاوُسٍ، قَالَ: کُنَّا عَلَى مَائِدَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَنَفِیَّةِ حَاضِرٌ، فَوَقَعَتْ جَرَادَةٌ فَأَخَذَهَا مُحَمَّدٌ، ثُمَّ قَالَ هَلْ تَعْرِفُونَ مَا هَذِهِ النُّقَطُ السُّودُ فِی جَنَاحِهَا قَالُوا اللَّهُ أَعْلَمُ. فَقَالَ أَخْبَرَنِی أَبِی عَلِیُّ بْنُ أَبِی طَالِبٍ (ع) أَنَّهُ کَانَ مَعَ النَّبِیِّ (ص) ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَعْرِفُ یَا عَلِیُّ هَذِهِ النُّقَطَ السُّودَ فِی جَنَاحِ هَذِهِ الْجَرَادَةِ قَالَ قُلْتُ اللَّهُ وَ رَسُولُهُ أَعْلَمُ. فَقَالَ (ع) مَکْتُوبٌ فِی جَنَاحِهَا أَنَا اللّهُ رَبُّ الْعَالَمِینَ، خَلَقْتُ الْجَرَادَ جُنْداً مِنْ جُنُودِی أُصِیبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِی، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَمَا بَالُ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ یَفْتَخِرُونَ عَلَیْنَا یَقُولُونَ إِنَّهُمْ أَعْلَمُ مِنَّا، فَقَالَ مُحَمَّدٌ مَا وَلَّدَهُمْ إِلَّا مَنْ وَلَّدَنِی، قَالَ، فَسَمِعَ ذَلِکَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ (ع) فَبَعَثَ إِلَیْهِمَا وَ هُمَا بِالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، فَقَالَ لَهُمَا أَمَا إِنَّهُ

قَدْ بَلَغَنی مَا قُلْتُمَا إِذْ وَجَدْتُمَا جَرَادَةً، فَأَمَّا أَنْتَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَفِيمَنْ نَزَلَتْ فَ لَبِئْسَ الْمَوْلَى وَ لَبِئْسَ الْعَشِيرُ. فِی أَبِی أَوْ فِی أَبِيکَ وَ تَلَا عَلَيْهِ آيَاتٌ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ كَثِيراً، ثُمَّ قَالَ: أَمَا وَ اللَّهِ لَوْ لَا مَا نَعْلَمُ لَأَعْلَمْتُکَ عَاقِبَةَ أَمْرِکَ مَا هُوَ[۱۵۱] وَ سَتَعْلَمُهُ، ثُمَّ إِنَّکَ بِقَوْلِکَ هَذَا مُسْتَنْقِصٌ فِی بَدَنِکَ وَ يَكُونُ الْجُرْمُوزُ مِنْ وُلْدِکَ، وَ لَوْ أُذِنَ لِی فِی الْقَوْلِ لَقُلْتُ مَا لَوْ سَمِعَ عَامَّةُ هَذَا الْخَلْقِ لَجَحَدُوهُ وَ أَنْكَرُوهُ.

طاوس کہتا ہے کہ ہم ابن عباس کے دستر خوان پہ حاضر تھے اور محمد بن حنفیہؒ بھی موجود تھے ،وہاں ایک ٹڈی گری جسے محمد نے پکڑ لیا اور فرمایا اور فرمایا کیا تم اس کے پروں میں سیاہ نقطوں کو جانتے ہو؟ حاضرین نے عرض کی خدا بہتر جانتا ہے ، توانہوں نے فرمایا مجھے امام علیؑ نے خبر دی تھی کہ آپ اسی طرح نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے کہ اور یہی واقعہ ہوا تو آپؐ نے فرمایا اے علی ! کیا آپ ٹڈی کے پروں میں سیاہ نقطوں کو جانتے ہیں ؟میں نے جواب دیا خدا اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں ، تو آپ نے فرمایا اس کے پروں میں لکھا ہے : میں عالمین کا پروردگار ہوں اور میں نے ٹڈی کو اپنے لشکروں میں سے اپنا لشکر قرار دیا ہے جسے میں اپنے بندوں میں جس پہ چاہوں مسلط کروں۔

ابن عباس نے کہا: یہ لوگ ہمیشہ ہم پر فخر کرتے ہیں کہ یہ ہم سے زیادہ جانتے ہیں تو محمد نے کہا اسے اس نے پیدا کیا ہے جس نے مجھے پیدا کیا ، جب یہ خبر امام حسنؑ کو ملی تو آپ نے دونوں کو مسجد نبوی سے بلایا اور فرمایا مجھے اس واقعے اور تمہاری باتوں کا علم ہوا ہے اور تو اے ابن عباس یہ بتا کہ کہ آیت برا ٹھکانہ ہے کس کے بارے میں نازل ہوئی ؟ میرے والد کے

[۱۵۱] رجال الکشی، ص: ۵۶

متعلق یا تیرے باپ کے بارے میں،اور اسی طرح آپ نے بہت سی آیات پڑھیں اور پوچھا اور فرمایا خدا کی قسم! اگر ہمیں مشیئت خدا کا علم نہ ہوتا تو میں تجھے تیرے انجام کے متعلق بتا دیتا اور تو اسے عنقریب جان لے گا پھر فرمایا پھر تو نے یہ بات کر کے اپنے عیب کو بیان کیا تیری نسل سے جرموز پیدا ہوگا اگر مجھے بیان کی اجازت ہوتی تو میں ایسی حقیقتیں کھول کر بیان کر دیتا کہ اس مخلوق میں سے عام لوگ سن کر انکار کرتے۔

۱۰۶- حَمْدَوَیْهِ وَ إِبْرَاهِیمُ، قَالا حَدَّثَنَا أَیُّوبُ بْنُ نُوحٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ یَحْیَی، عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَیْدٍ، عَنْ سَلَّامِ بْنِ سَعِیدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ یَالِیلَ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ، قَالَ: أَتَیْنَا ابْنَ عَبَّاسٍ (رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَیْهِمَا) نَعُودُهُ فِی مَرَضِهِ الَّذِی مَاتَ فِیهِ، قَالَ، فَأُغْمِیَ عَلَیْهِ فِی الْبَیْتِ فَأُخْرِجَ إِلَی صَحْنِ الدَّارِ، قَالَ، فَأَفَاقَ، فَقَالَ: إِنَّ خَلِیلِی رَسُولَ اللَّهِ (ص) قَالَ إِنِّی سَأَهْجُرُ هِجْرَتَیْنِ وَ إِنِّی سَأَخْرُجُ مِنْ هِجْرَتِی: فَهَاجَرْتُ هِجْرَةً مَعَ رَسُولِ اللَّهِ (ص) وَ هِجْرَةً مَعَ عَلِیٍّ (ع) وَ إِنِّی سَأَعْمَی: فَعَمِیتُ، وَ إِنِّی سَأُغْرَقُ: فَأَصَابَنِی حِکَّةٌ فَطَرَحَنِی أَهْلِی فِی الْبَحْرِ فَغَفَلُوا عَنِّی فَغَرِقْتُ ثُمَّ اسْتَخْرَجُونِی بَعْدُ، وَ أَمَرَنِی أَنْ أَبْرَأَ مِنْ خَمْسَةٍ: مِنَ النَّاکِثِینَ وَ هُمْ أَصْحَابُ الْجَمَلِ وَ مِنَ الْقَاسِطِینَ وَ هُمْ أَصْحَابُ الشَّامِ وَ مِنَ الْخَوَارِجِ وَ هُمْ أَهْلُ النَّهْرَوَانِ وَ مِنَ الْقَدَرِیَّةِ الَّذِینَ ضَاهُوا النَّصَارَی فِی دِینِهِمْ فَقَالُوا لَا قَدَرَ وَ مِنَ الْمُرْجِئَةِ الَّذِینَ ضَاهُوا الْیَهُودَ فِی دِینِهِمْ فَقَالُوا اللَّهُ أَعْلَمُ، قَالَ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّی أَحْیَا عَلَی مَا حَیِیَ عَلَیْهِ عَلِیٌّ

بْنُ أَبِی طَالِبٍ وَ أَمُوتُ عَلَى مَا مَاتَ عَلَيْهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِی طَالِبٍ، قَالَ، ثُمَّ مَاتَ فَغُسِّلَ وَ كُفِّنَ ثُمَّ صُلِّيَ عَلَى سَرِيرِه، قَالَ، فَجَاءَ طَائِرَانِ أَبْيَضَانِ فَدَخَلَا فِی كَفَنِه فَرَأَى[152] النَّاسُ [فَقَالُوا إِنَّمَا هُوَ فِقْهُهُ فَدُفِنَ.

۱۰۶۔اہل طائف کے ایک شخص عبداللہ بن عبد یالیل نے نقل کیا کہ ہم ابن عباس کے پاس ان کی مرض الموت میں ان کی عیادت کے لیے آئے انہیں گھر میں غش آ گیا انہیں گھر کے صحن میں لایا گیا جب انہیں فاقہ ہوا تو کہنے لگے مجھے میرے حبیب رسول اکرم ﷺ نے خبر دی کہ میں دو ہجرتیں کروں گا اور دو ہجرتوں سے خارج ہونگا اور نابینا ہونگا اور میں عنقریب غرق ہونگا تو میں نے دو ہجرتیں کیں ؛ایک نبی اکرمؐ کے ساتھ اور دوسری امام علیؑ کے ساتھ ، اور میں نابینا بھی ہوا،اور جب مجھے حکہ کی بیماری لگی تو میرے اہل نے مجھے سمندر میں پھینک دیا اور بھول گئے تو میں غرق ہونے لگا اور بعد میں انہوں نے مجھے نکالا اور آپ نے مجھے پانچ گروہوں سے بری الذمہ ہونے کا حکم دیا ،ناکثین، قاسطین، خوارج، قدریہ جو نصاری کے دین پر ہیں اور یہود جو یہودیوں کے دین کے مشابہہ ہیں اور کہتے ہیں خدا بہتر جانتا ہے اور پھر کہا: خدایا مجھے امام علیؑ کی راہ میں زندگی و موت عطافرما، اور پھر ان کی وفات ہو گئی، انہیں غسل کفن دیکر نماز جنازہ پڑھی گئی تو دو پرندے آئےاور انکے کفن میں داخل ہو گئے ،لوگوں نے انہیں دیکھا اور کہا یہ ان کی فقہ کی علامت ہے اور انہیں دفن کر دیا۔

۱۰۷ جَعْفَرُ بْنُ مَعْرُوفٍ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنِ ابْنِ جَرِيحٍ، عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لَمَّا مَاتَ وَ أُخْرِجَ: خَرَجَ مِنْ كَفَنِهِ طَيْرٌ أَبْيَضُ يَطِيرُ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ يَطِيرُ نَحْوَ السَّمَاءِ حَتَّى غَابَ

[152] رجال الکشی، ص: ۵۷

عَنْهُمْ، فَقَالَ: وَ كَانَ أَبِى يُحِبُّهُ حُبّاً شَدِيداً، وَ كَانَتْ أُمُّهُ تُلْبِسُهُ ثِيَابَهُ وَ هُوَ غُلَامٌ فَيَنْطَلِقُ إِلَيْهِ فِى غِلْمَانِ بَنِى عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، قَالَ فَأَتَاهُ بَعْدَ مَا أَصَابَ بَصَرَهُ فَقَالَ مَنْ أَنْتَ قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، فَقَالَ حَسْبُكَ مَنْ لَمْ يَعْرِفْكَ فَلَا عَرَفَكَ.

ابن جریح نے امام صادقؑ سے روایت کی: جب ابن عباس فوت ہوئے اور ان کا جنازہ لے چلے تو ان کے کفن سے ایک سفید پرندہ نکل کر آسمان کی طرف غائب ہو گیا، اور مزید فرمایا میرے والد گرامی ان سے شدید محبت کرتے تھے اور ان کی والدہ جوانی میں انہیں نئے کپڑے پہنا کر ساتھ لے آتیں اور وہ بنی مطلب کے جوانوں میں جاتے تھے اور میرے والد ان کے اندھے ہونے کے وقت ان کے پاس گئے تو اس نے پوچھا، تم کون ہو؟ فرمایا: محمد بن علی بن حسینؑ تو وہ کہنے لگے: جو تجھے نہیں پہچانتا اس نے کیا جانا!

۱۰۸ جَعْفَرُ بْنُ مَعْرُوفٍ، قَالَ حَدَّثَنِى الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ نُعْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ مَطَرٍ، قَالَ سَمِعْتُ إِسْمَاعِيلَ بْنَ الْفَضْلِ الْهَاشِمِيَّ، قَالَ حَدَّثَنِى بَعْضُ أَشْيَاخِى، قَالَ: لَمَّا هَزَمَ عَلِيُّ بْنُ أَبِى طَالِبٍ (ع) أَصْحَابَ الْجَمَلِ، بَعَثَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ (رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا) إِلَى عَائِشَةَ يَأْمُرُهَا بِتَعْجِيلِ الرَّحِيلِ وَ قِلَّةِ الْعُرْجَةِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَتَيْتُهَا وَ هِيَ فِى قَصْرِ بَنِى خَلَفٍ فِى جَانِبِ الْبَصْرَةِ قَالَ فَطَلَبْتُ الْإِذْنَ عَلَيْهَا فَلَمْ تَأْذَنْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا مِنْ غَيْرِ[153] إِذْنِهَا، فَإِذَا بَيْتٌ قِفَارٌ لَمْ يُعَدَّ- لِى فِيهِ مَجْلِسٌ فَإِذَا هِيَ مِنْ

[153] رجال الکشی، ص: ۵۸

وَرَاءِ سِتْرَیْن، قَالَ فَضَرَبْتُ بِبَصَرِی فَإِذَا فِی جَانِبِ الْبَیْتِ رَحْلٌ عَلَیْه طِنْفِسَةٌ، قَالَ فَمَدَدْتُ الطِّنْفِسَةَ فَجَلَسْتُ عَلَیْهَا، فَقَالَتْ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ: یَا ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْطَأْتَ السُّنَّةَ دَخَلْتَ بَیْتَنَا بِغَیْرِ إِذْنِنَا وَ جَلَسْتَ عَلَی مَتَاعِنَا بِغَیْرِ إِذْنِنَا، فَقَالَ لَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ (رَحْمَةُ اللّه عَلَیْهِمَا) نَحْنُ أَوْلَی بِالسُّنَّة مِنْک وَ نَحْنُ عَلَّمْنَا السُّنَّةَ، وَ إِنَّمَا بَیْتُک الَّذِی خَلَّفَک فِیه رَسُولُ اللّه (ص) فَخَرَجْتِ مِنْهُ ظَالِمَةً لِنَفْسِکَ غَاشِیَةً لِدِینِکَ عَاتِیَةً عَلَی رَبِّکَ عَاصِیَةً لِرَسُولِ اللّه (ص) فَإِذَا رَجَعْتِ إِلَی بَیْتِک لَمْ نَدْخُلْهُ إِلَّا بِإِذْنِک وَ لَمْ نَجْلِسْ عَلَی مَتَاعِک إِلَّا بِأَمْرِک،

جب امام علی نے اہل جمل کو شکست دی تو ابن عباس کو حضرت عائشہ کے پاس بھیجا کہ اسے جلدی واپس جانے اور بصرہ کم ٹھہرنے کا حکم دے ،ابن عباس کا بیان ہے کہ میں ان کے پاس آیا وہ قصر بنی حلف میں ٹھہری ہوئی تھیں میں نے ان سے اندر آنے کی اجازت مانگی مگر اس نے نہیں دی تو میں اس کے پاس بغیر اذن کے چلا گیا ایک خالی گھر تھا میرے بیٹھنے کے لیے کچھ نہیں بچھایا گیا جبکہ آنخضرت دو پردوں کے پیچھے تشریف فرما تھیں میں نے ادھر ادھر دیکھا گھر کی ایک جانب ایک چٹائی پڑی تھی میں نے کھینچ کر بچھالی اور اس پر بیٹھ گیا آپ نے پردے سے کہا: اے فرزند عباس ،تو نے سنت کو جھٹلایا ہے اور ہمارے گھر میں بغیر اجازت کے چلا آیا ہے اور ہمارے سامان میں ہماری اجازت کے بغیر تصرف کیا ہے تو میں نے کہا ہم آپ سے زیادہ سند کے پاسدار ہیں اور ہم ہی نے آپ کو سنت کے آداب سکھائے ہیں ، تیرا گھر وہ ہے جس میں تجھے نبی اکرم ﷺ نے چھوڑا تھا اور تو اپنے نفس پر ظلم کرتے ہوئے اس سے نکل آئی ہے اپنے دین کے حکم کو ٹھکراتی ہوئی اور اپنے پروردگار کے حکم پہ تجاوز کرتے ہوئے اور نبی اکرم ﷺ کی نافرمانی کرتے ہوئے ،جب آپ اپنے گھر واپس لوٹ جائیں گی تو ہم آپکی

اجازت کے بغیر داخل نہ ہونگے اور آپکے ساز و سامان کو اجازت کے بغیر تصرف نہیں کریں گے۔

إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ (ع) بَعَثَ إِلَيْكِ يَأْمُرُكِ بِالرَّحِيلِ إِلَى الْمَدِينَةِ وَ قِلَّةِ الْعُرْجَةِ! فَقَالَتْ رَحِمَ اللَّهُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ذَلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَذَا وَ اللَّهِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَ إِنْ تَزَبَّدَتْ فِيهِ وُجُوهٌ وَ رُغِمَتْ فِيهِ مَعَاطِسُ، أَمَا وَ اللَّهِ لَهُوَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَ أَمَسُّ بِرَسُولِ اللَّهِ رَحِماً وَ أَقْرَبُ قَرَابَةً وَ أَقْدَمُ سَبْقاً وَ أَكْثَرُ عِلْماً وَ أَعْلَى مَنَاراً وَ أَكْثَرُ آثَاراً مِنْ أَبِيكِ وَ مِنْ عُمَرَ، فَقَالَتْ أَبَيْتُ ذَلِكَ،

امیر المومنین امام علیؑ نے حکم دیا ہے کہ مدینہ واپس چلی جاو اور یہاں بہت کم ٹھہرو تو آپ کہنے لگیں خدا امیر المومنین حضرت عمر پر رحم کرے تو میں نے کہا اب امیر المومنین امام علیؑ ہیں اگرچہ اس میں لوگ غضبناک ہوں اور انکی ناک رگڑی جائے، خدا کی قسم یہ امیر المومنین ہیں اور رحم و کرم میں نبی اکرم ﷺ کے بہت مشابہہ ہیں اور رشتہ داری میں آپؐ کے سب سے زیادہ قریب ہیں اور انکی طرف سب سے پہلے سبقت کرنے والے ہیں اور سب سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں اور ہدایت کا سب سے بلند و بالا چراغ ہیں اور آپکے باپ و عمر دونوں سے زیادہ آثار رکھنے والے ہیں، یعنی انہوں نے ان کی نسبت زیادہ قربانیاں پیش کی ہیں، تو حضرت نے کہا میں اس کا انکار کرتی ہوں۔

فَقَالَ أَمَا وَ اللَّهِ إِنْ كَانَ إِبَاؤُكِ فِيهِ لَقَصِيرَ الْمُدَّةِ عَظِيمَ التَّبِعَةِ ظَاهِرَ الشُّؤْمِ بَيِّنَ النَّكَدِ، وَ مَا كَانَ[154] إِبَاؤُكِ فِيهِ إِلَّا حَلْبَ شَاةٍ حَتَّى صِرْتِ لَا تَأْمُرِينَ وَ لَا

---

[154] رجال الکشی، ص: ۵۹

تَنْهَيْنَ وَ لَا تَرفَعِينَ وَ لَا تَضَعِينَ، وَ مَا كَانَ مَثَلُكِ إِلَّا كَمَثَلِ ابْنِ الْحَضْرَمِيِّ بْنِ نَجْمَانَ أَخِي بَنِي أَسَد، حَيْثُ يَقُولُ:

مَا زَالَ إِهْدَاءُ الْقَصَائِد بَيْنَنَا--- شَتْمَ الصَّدِيق وَ كَثْرَةَ الْأَلْقَاب

حَتَّى تَرَكْتُهُم كَأَنَّ قُلُوبَهُمْ--- فِي كُلِّ مَجْمَعَة طَنِينُ ذُبَاب

قَالَ، فَأَرَاقَتْ دَمْعَتَهَا وَ أَبْدَتْ عَوِيلَهَا وَ تَبَدَّى نَشِيجَهَا، ثُمَّ قَالَتْ: أَخْرُجُ وَ اللَّهِ عَنْكُمْ فَمَا فِي الْأَرْضِ بَلَدٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ بَلَد تَكُونُونَ فِيه!

ابن عباس نے کہا خدا کی قسم! تیرے آباء کی اس میں مشغولیت کی مدت قلیل، بد بختی ظاہر اور خیر و خوبی کم ہے تیرے آباء اس میں نہیں تھے مگر اتنی مدت کہ بکریاں دوہا کرتے تھے اور تیرا کوئی امر و نہی نہیں تھا اور نہ تمہاری بلندی و پستی کا کوئی سوال تھا تیری مثال تو ابن حضرمی کے اس قول کی مانند ہے؛ ہمارے درمیان دوستوں کی سب و شتم اور کثرت القاب کے قصائد ہدیہ ہوتے تھے حتی میں نے ان کو چھوڑا اس حالت میں کہ ان کے دل ہر مجمع میں مکھی کی آواز کی طرح تھے، یہ سن کر آپ آنسو بہانے لگیں اور چیخ کر رونے لگیں اور ان کے رونے کی آواز گلے میں اٹکنے لگی اور کہا: خدا کی قسم! میں تمہارے ہاں سے چلی جاوں گی اور زمین میں کوئی جگہ مجھے اس سے زیادہ برا نہیں لگتی جہاں تم ہو۔

فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَحِمَهُ اللَّهُ: فَوَ اللَّه مَا ذَا بَلَاءُنَا عِنْدَكِ وَ لَا بضيعتنا بِصَنِيعِنَا إِلَيْكِ، إِنَّا جَعَلْنَاكِ لِلْمُؤْمِنِينَ أُمّاً وَ أَنْت بِنْتُ أُمِّ رُومَانَ وَ جَعَلْنَا أَبَاكِ صِدِّيقاً وَ هُوَ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ، فَقَالَتْ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ تَمُنُّونَ عَلَيَّ بِرَسُولِ اللَّه! فَقَالَ وَ لِمَ لَا نَمُنُّ عَلَيْكِ بِمَنْ لَوْ كَانَ مِنْكِ قُلَامَةٌ مِنْهُ مَنَنْتِنَا بِه وَ نَحْنُ لَحْمُهُ وَ دَمُهُ وَ مِنْهُ وَ إِلَيْهِ، وَ مَا أَنْت إِلَّا حَشِيَّةٌ مِنْ تِسعِ حَشَايَا خَلَّفَهُنَّ بَعْدَهُ لَسْتَ بِأَبْيَضِهِنَّ

لَوْناً وَ لَا بِأَحْسَنِهِنَّ وَجْهاً وَ لَا بِأَرْشَحِهِنَّ عِرْقاً وَ لَا بِأَنْضَرِهِنَّ وَرَقاً وَ لَا بِأَطْرَإِهِنَّ أَصْلًا، فَصِرْتِ تَأْمُرِينَ فَتُطَاعِينَ وَ تَدْعِينَ فَتُجَابِينَ، وَ مَا مَثَلُكِ إِلَّا كَمَا قَالَ[155]أَخُو بَنِي فِهْرٍ:

مَنَنْتُ عَلَى قَوْمِي فَأَبْدَوْا عَدَاوَةً--- فَقُلْتُ لَهُمْ كُفُّوا الْعَدَاوَةَ وَ الشُّكْرَ

فَفِيهِ رِضًا مِنْ مِثْلِكُمْ لِصَدِيقِهِ---وَ أَحَجُّ بِكُمْ أَنْ تَجْمَعُوا الْبَغْيَ وَ الْكُفْرَ

توابن عباس نے کہاخدا کی قسم! یہ ہمارے احسانات کا بدلہ نہیں، ہم نے تجھے مومنین کی ماں بنایا جبکہ تو ام رومان کی بیٹی تھی ہم نے تیرے باپ کو سچا کہا حالانکہ وہ ابو قحافہ کا بیٹا تھا، تو حضرت نے کہا اے ابن عباس تو مجھ پو رسول اکرم ﷺ کا احسان جتاتا ہے، ابن عباس نے کہا ہم کیوں ان کا احسان نہ جتائیں کہ اگر تو ان کی نسل سے ہوتی تو ضرور ہم پر احسان جتاتی حالانکہ ہم ان کا گوشت، پوست اور خون ہیں اور ان کی نسل ہیں اور ہمارا نسب انہی سے ہے جبکہ تو انکے ۹ بچھونوں میں سے ایک ہے جن کو آپؐ چھوڑ گئے، نہ تیرا رنگ ان سے زیادہ گورا ہے اور نہ ان سے زیادہ حسین و جمیل ہو، نہ پسینہ ان سے زیادہ خوشبودار ہے اور نہ ان سے زیادہ شادابی اور نہ ان سے بلند نسل ہے، پھر تو حکم کرنے لگی ہے اور تیری اطاعت کی گئی، تو بلانے لگی تو تجھے لبیک کہی گئی آپکی مثال بنی فہر کے اس شعر کی مانند ہے:

میں نے اپنی قوم سے احسان کیا تو انہوں نے دشمنی ظاہر کی، تو میں نے ان سے کہا اپنی عداوت و شکر روکے رکھو۔

---

[155]رجال الکشی، ص: ٦٠

تم جیسے لوگوں سے ان کے دوستوں کو اسی کی امید ہے، اور میرا خیال یہ ہے کہ تم بغاوت و کفر پہ جمع ہو گے۔

قَالَ: ثُمَّ نَهَضْتُ وَ أَتَيْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ (ع) فَأَخْبَرْتُهُ بِمَقَالَتِهَا وَ مَا رَدَدْتُ عَلَيْهَا، فَقَالَ أَنَا كُنْتُ أَعْلَمُ بِكَ حَيْثُ بَعَثْتُكَ.

ابن عباس نے کہا پھر میں اٹھ کر امام علی کے پاس آیا اور اس سوال جواب کی خبر دی آپ نے فرمایا مجھے اس کا علم تھا اسی لیے تجھے بھیجا۔

۱۰۹- قَالَ الْكَشِّيُّ: رَوَى عَلِيُّ بْنُ يَزْدَادَ الصَّائِغُ الْجُرْجَانِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى الْجَزَرِيِّ، عَنْ خَلَفٍ الْمَخْرَمِيِّ الْبَغْدَادِيِّ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ سَمِعْتُ الْحَارِثَ يَقُولُ: اسْتَعْمَلَ عَلِيٌّ (ع) عَلَى الْبَصْرَةِ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ، فَحَمَلَ كُلَّ مَالٍ فِي بَيْتِ الْمَالِ بِالْبَصْرَةِ وَ لَحِقَ بِمَكَّةَ وَ تَرَكَ عَلِيّاً (ع) وَ كَانَ مَبْلَغُهُ أَلْفَيْ أَلْفِ دِرْهَمٍ، فَصَعِدَ عَلِيٌّ (ع) الْمِنْبَرَ حِينَ بَلَغَهُ ذَلِكَ فَبَكَى، فَقَالَ هَذَا ابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ (ص) فِي عِلْمِهِ وَ قَدْرِهِ يَفْعَلُ مِثْلَ هَذَا فَكَيْفَ يُؤْمَنُ مَنْ كَانَ دُونَهُ، اللَّهُمَّ إِنِّي قَدْ مَلِلْتُهُمْ فَأَرِحْنِي مِنْهُمْ وَ اقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ عَاجِزٍ وَ لَا مَلُولٍ.

حارث کا بیان ہے کہ امام علی نے ابن عباس کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا تو وہ تمام بیت المال اٹھا کر مکہ بھاگ گیا اور امام علی کو چھوڑ گیا وہ مال ۲۰ لاکھ درہم تھا جب امام کو خبر ملی تو آپ منبر پہ تشریف لائے اور روئے، پھر فرمایا جب رسول اکرم ﷺ کا چچا زاد اپنے علم و منزلت کے باوجود ایسی حرکات کا مرتکب ہوا ہے تو دوسرے لوگوں پہ کس طرح اعتماد کیا جاسکتا ہے، خدایا

میں ان سے تنگ آ گیا ہوں مجھے ان سے چھٹکارا دے اور مجھے اپنے پاس اس حالت میں بلا لے کہ نہ میں عاجز ہوں اور نہ کوئی غم ہو۔

۱۱۰- قَالَ الْكَشِّيُّ: قَالَ شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَامَةِ، يَذْكُرُ عَنْ مُعَلَّى بْنِ هِلَالٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: لَمَّا احْتَمَلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ بَيْتَ مَالِ الْبَصْرَةِ وَ ذَهَبَ بِهِ إِلَى الْحِجَازِ: كَتَبَ إِلَيْهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: مِنْ عَبْدِ اللَّهِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَمَّا بَعْدُ: فَإِنِّي قَدْ كُنْتُ أَشْرَكْتُكَ فِي أَمَانَتِي وَ لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي فِي نَفْسِي أَوْثَقَ لِمُوَاسَاتِي وَ مُؤَازَرَتِي وَ أَدَاءِ الْأَمَانَةِ إِلَيَّ، فَلَمَّا رَأَيْتَ الزَّمَانَ[۱۵۶] عَلَى ابْنِ عَمِّكَ قَدْ كَلِبَ وَ الْعَدُوَّ عَلَيْهِ قَدْ حَرِبَ وَ أَمَانَةَ النَّاسِ قَدْ عَرَتْ وَ هَذِهِ الْأُمُورَ قَدْ فَشَتْ: قَلَّبْتَ لِابْنِ عَمِّكَ ظَهْرَ الْمِجَنِّ وَ فَارَقْتَهُ مَعَ الْمُفَارِقِينَ وَ خَذَلْتَهُ أَسْوَأَ خِذْلَانِ الْخَاذِلِينَ، فَكَأَنَّكَ لَمْ تَكُنْ تُرِيدُ اللَّهَ بِجِهَادِكَ وَ كَأَنَّكَ لَمْ تَكُنْ عَلَى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّكَ وَ كَأَنَّكَ إِنَّمَا كُنْتَ تَكِيدُ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ (ص) عَلَى دُنْيَاهُمْ وَ تَنْوِي غِرَّتَهُمْ، فَلَمَّا أَمْكَنَتْكَ الشِّدَّةُ فِي خِيَانَةِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ص أَسْرَعْتَ الْوَثْبَةَ وَ عَجَّلْتَ الْعَدْوَةَ، فَاخْتَطَفْتَ مَا قَدَرْتَ عَلَيْهِ اخْتِطَافَ الذِّئْبِ الْأَزَلِّ رَمِيَّةَ الْمِعْزَى الْكَثِيرِ كَأَنَّكَ لَا أَبَا لَكَ إِنَّمَا جَرَرْتَ إِلَى أَهْلِكَ تُرَاثَكَ مِنْ أَبِيكَ وَ أُمِّكَ، سُبْحَانَ اللَّهِ! أَ مَا تُؤْمِنُ بِالْمَعَادِ أَ وَ مَا تَخَافُ مِنْ سُوءِ الْحِسَابِ أَ وَ مَا يَكْبُرُ عَلَيْكَ أَنْ تَشْتَرِيَ الْإِمَاءَ وَ تَنْكِحَ

---

[۱۵۶] رجال الکشی، ص: ٦١

النِّسَاءَ بِأَمْوَالِ الْأَرَامِلِ وَ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ هَذِهِ الْبِلَادَ، ارْدُدْ إِلَى قَوْمٍ أَمْوَالَهُمْ! فَوَ اللَّهِ لَئِنْ لَمْ تَفْعَلْ ثُمَّ أَمْكَنَنِى اللَّهُ مِنكَ لَأُعْذِرَنَّ اللَّهَ فِيكَ، فَوَ اللَّهِ لَوْ أَنَّ حَسَناً وَ حُسَيْناً فَعَلَا مِثْلَ الَّذِى فَعَلْتَ لَمَا كَانَ لَهُمَا عِنْدِى فِى ذَلِكَ هَوَادَةٌ وَ لَا لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا عِنْدِى[157] فِيهِ رُخْصَةٌ حَتَّى آخُذَ الْحَقَّ وَ أُزِيحَ الْجَوْرَ عَنْ مَظْلُومِهَا، وَ السَّلَامُ.

شعبی کی روایت ہے کہ جب ابن عباس بصرہ کے بیت المال کو خالی کر کے حجاز پہنچ گئے تو امام علیؑ نے اسے خط لکھا، بندہ خدا علی ابن ابی طالب کی جانب سے عبداللہ بن عباس کے نام:

میں نے تجھے اپنی امانت میں شریک کیا اور تجھ سے زیادہ ہمدردی، مددگاری اور امانت داری میں میرے قبیلے میں میرے بھروسے کا کوئی آدمی نہ تھا، لیکن جب تو نے دیکھا کہ زمانہ تیرے چچازاد بھائی کے خلاف حملہ آور ہے اور دشمن بپھرا ہوا ہے، امانتیں لٹ رہی ہیں اور امت بے راہ ہو چکی ہے اور پراگندگی کا شکار ہے تو تو نے بھی اپنے چچازاد سے رخ موڑ لیا اور ساتھ چھوڑنے والوں کے ساتھ تو نے بھی ساتھ چھوڑ دیا اور بری طرح اس سے جدا ہو گیا گویا جہاد سے تیری غرض خدا کی رضا نہیں تھی اور گویا تو خدا کی طرف سے کوئی روشن دلیل نہیں رکھتا تھا اور اس امت سے اس کی دنیا بٹورنے کے لیے چال چل رہا تھا اور ان کا مال چھیننے کے لیے غفلت کے موقع کے تلاش میں تھا چنانچہ جب امت کے مال سے بھرپور خیانت کا موقع ملا تو جھٹ سے دھاوا بول دیا اور جلدی سے کود پڑا اور جتنا ہو سکا اس مال سے جو بیواوں اور یتیموں کے لیے محفوظ کیا گیا تھا جھپٹ پڑا جس طرح پھرتیلا بھڑیا زخمی ولاچار بکری کو اچک لیتا ہے خدا تیرے دشمنوں کا برا کرے گویا یہ تیرے ماں باپ کا ترکہ ہے جسے لے کر تو اپنے گھر

[157] رجال الکشی، ص: ۶۲

روانہ ہو گیا، اللہ اکبر! کیا تیرا قیامت پر ایمان نہیں ہے؟ کیا حساب و کتاب کی چھان بین کا ڈر نہیں ہے؟ کیا تجھ پر گراں نہیں کہ تو ان یتیموں، مسکینوں، مومنوں اور مجاہدوں کے مال سے جسے اللہ نے ان کا حق قرار دیا اور ان کے ذریعہ شہروں کی حفاظت کی، تو اس کے ساتھ کنیزیں خریدے، عورتوں سے بیاہ کرے!

اللہ سے ڈر اور ان لوگوں کا مال انہیں واپس کر دے، اگر تو نے ایسا نہ کیا اور اللہ نے مجھے تجھ پر قابو دیا تو میں تیرے بارے میں اپنے کو خدا کے سامنے سرخرو کروں گا، خدا کی قسم اگر حسن وحسینؑ نے یہ کام کیا ہوتا جو تو نے کیا ہے تو میں ان سے بھی کوئی رعایت نہ کرتا اور وہ مجھ سے اپنی خواہش منوا سکتے، یہاں تک کہ ان سے حق کو اس کے صاحب کی طرف پلٹا دیتا اور ان کے ظلم سے ہونے والے اثرات کو مٹا دیتا، والسلام۔

قَالَ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ، أَمَّا بَعْدُ- فَقَدْ أَتَانِي كِتَابُكَ، تَعْظُمُ عَلَيَّ إِصَابَةَ الْمَالِ الَّذِي أَخَذْتُهُ مِنْ بَيْتِ مَالِ الْبَصْرَةِ: وَ لَعَمْرِي إِنَّ لِي فِي بَيْتِ مَالِ اللَّهِ أَكْثَرَ مِمَّا أَخَذْتُ، وَ السَّلَامُ.

راوی کہتا ہے کہ ابن عباس نے اس کے جواب میں لکھا، آپکا خط مجھے ملا، آپ نے بصرہ کے بیت المال سے دولت لینے کو کار عظیم شمار کیا مجھے اپنی زندگی کی قسم، میرے لیے خدا کے بیت المال سے اس سے زیادہ حصہ ہے جو میں نے حاصل کیا، والسلام۔

قَالَ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ (ع) أَمَّا بَعْدُ- فَالْعَجَبُ كُلُّ الْعَجَبِ مِنْ تَزْيِينِ نَفْسِكَ، إِنَّ لَكَ فِي بَيْتِ مَالِ اللَّهِ أَكْثَرَ مِمَّا أَخَذْتَ وَ أَكْثَرَ مِمَّا لِرَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ: فَقَدْ أَفْلَحْتَ إِنْ كَانَ تَمَنِّيكَ الْبَاطِلَ وَ ادِّعَاؤُكَ مَا لَا يَكُونُ يُنْجِيكَ مِنَ الْإِثْمِ وَ يُحِلُّ لَكَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْكَ، عَمَّرَكَ اللَّهُ إِنَّكَ لَأَنْتَ

الْعَبْدُ الْمُهْتَدِی إِذَا! فَقَدْ بَلَغَنِی أَنَّکَ اتَّخَذْتَ مَکَّةَ وَطَناً وَ ضَرَبْتَ بِهَا عَطَناً تَشْتَرِیَ مُوَلَّدَاتِ مَکَّةَ وَ الطَّائِفِ تَخْتَارُهُنَّ عَلَی عَیْنِکَ وَ تُعْطِی فِیهِنَّ مَالَ غَیْرِکَ، وَ إِنِّی لَأُقْسِمُ بِاللَّهِ رَبِّی وَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ: مَا یَسُرُّنِی أَنَّ مَا أَخَذْتَ مِنْ أَمْوَالِهِمْ لِی حَلَالٌ أَدَعُهُ لِعَقِبِی مِیرَاثاً، فَلَا غَرْوَ وَ أَشَدُّ بِاغْتِبَاطِکَ تَأْکُلُهُ رُوَیْداً رُوَیْداً، فَکَأَنَّ قَدْ بَلَغْتَ الْمَدَی وَ عُرِضْتَ عَلَی رَبِّکَ وَ الْمَحَلِّ الَّذِی یَتَمَنَّی الرَّجْعَةَ وَ الْمُضَیِّعِ لِلتَّوْبَةِ کَذَلِکَ وَ مَا ذَلِکَ وَ لاتَ حِینَ مَنَاصٍ– وَ السَّلَامُ.

ان کی امام علیؑ نے دوبارہ خط لکھا: تیرے نفس کے بہکانے سے مجھے بہت تعجب ہوا ہے کہ تم کہنے لگے ہو کہ تیرا بیت المال میں اس سے زیادہ حصہ ہے جو تو لے بھاگا ہے اور مسلمانوں کے افراد سے زیادہ حصے کا دعوی کرنے لگا ہے، تو نے فلاح اس میں سمجھ لی ہے کہ تو باطل کی تمنا کرے اور نہ ہونے والے دعوے کرے تو گناہ سے نجات پالے گا اور وہ مال تیرے لیے حلال ہو جائیگا جو خدا نے تجھ پر حرام قرار دیا ہے۔
خدا تیری عمر میں اضافہ کرے، پھر تو تو واقعا ہدایت یافتہ شخص ہے!!، مجھے یہ بھی خبر ملی ہے کہ تو نے مکہ کو اپنا وطن قرار دیا اور وہاں اونٹوں اور بکریوں کی چراگاہیں بنا رہا ہے اور وہاں مکہ و طائف کی نسلیں خرید رہا ہے اور اسے تو نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے اختیار کیا ہے اور ان میں دوسروں کے مال کو خرچ کر رہا ہے، مجھے اپنے اور تیرے قدرت مند خدا کی قسم، میرے لیے یہ کوئی خوش کن بات نہیں کہ وہ مال جو تم نے ہتھیا لیا میرے لیے حلال ہوتا اور میں اسے بعد والوں کے لیے بطور ترکہ چھوڑ جاتا، تو کس قدر خوشی سے اسے آہستہ آہستہ کھا رہا ہے حالانکہ تجھے علم ہے کہ تو اپنی عمر کی آخری حدوں پہ پہنچ رہا ہے اور تجھے اپنے اعمال نامہ کے

ساتھ اپنے رب کے سامنے پیش کیا جائیگا اس مقام پر کہ جہاں ظالم واپس لوٹنے کی تمنا کر رہے ہیں حالانکہ اس سے کوئی گریز نہیں، والسلام۔

قَالَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ، أَمَّا بَعْدُ- فَقَدْ أَكْثَرْتَ عَلَيَّ فَوَ اللَّهِ لَأَنْ أَلْقَى اللَّهَ بِجَمِيعِ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ ذَهَبِهَا وَ عِقْيَانِهَا أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللَّهَ بِدَمِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ.[۱۵۸]

ابن عباس نے آپ کے جواب میں لکھا: آپ نے مجھے بہت نصیحت کر لی ہے، خدا کی قسم، اگر میں خدا کے پاس اس حال میں جاوں کہ میں نے زمین کے تمام سونے چاندی اپنے قبضے میں کر لیے ہوں تو یہ میرے لیے زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں خدا کے دربار میں کسی مسلمان کا خون بہا کو پہنچوں۔

محمد بن ابی بکر[۱۵۹]

۱۱۱ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَيْهِ وَ الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ بُنْدَارَ الْقُمِّيَّانِ، قَالا حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي خَلَفٍ الْقُمِّيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى الْخَشَّابُ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ، عَنْ عَبْدِ

---

[۱۵۸] رجال الکشی، ص: ۶۳

[۱۵۹] ۔ المصنف لعبد الرزاق ۸ ص ۷۸ ن ۷۲۴۲ ۱۴، التاریخ الکبیر اص ۱۲۴، رجال الکشی ۶۰، الجرح والتعدیل ۷ ص ۳۰۱، مروج الذہب ۳ ص ۱۶۰، تاریخ الولاۃ والقضاۃ ۲۶۰، إصحاب القتیا من الصحابۃ والتابعین ۴ ۱۴ ان ۱۹۱، جمہرۃ إنساب العرب ۸ ۱۳، الاستیعاب ۴ ص ۳۲۸، احتجاج الطبرسی ۱۸۳، الکامل فی التاریخ ۳ ص ۳۵۲، شرح نہج البلاغۃ (لابن إبی الحدید) ۶ ص ۶۵-۱۰۰، تہذیب الَاسماء واللغات اص ۸۵، رجال العلامۃ الحلی ۸ ۱۳، تہذیب الکمال ۲۴ ص ۵۴۱ ن ۵۰۹۷، سیر إعلام النبلاء ۳ ص ۴۸۱، العبر اص ۳۲، البدایۃ والنہایۃ ۷ ص ۳۳۱، النجوم الزاہرۃ اص ۱۰۶، الاصابۃ ۳ ص ۴۵۱، تہذیب التہذیب ۹ ص ۸۰، تنقیح المقال ۲ ص ۵۷، سفینہ البحار اص ۳۱۲، معجم رجال الحدیث ۱۴ ص ۲۳۰ ن ۹۹۶۵، قاموس الرجال ۷ ص ۴۹۵.

اللَّه بْنِ سنَانٍ، قَالَ سَمعْتُ أَبَا عَبْد اللَّه (ع) يَقُولُ كَانَ مَعَ أَميرِ الْمُؤْمنينَ (ع) منْ قُرَيْشٍ خَمْسَةُ نَفَرٍ و كَانَتْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ قَبِيلَةً مع مُعَاوِيَةَ فَأَمَّا الْخَمْسَةُ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِی بَكْرٍ رَحْمَةُ اللَّه عَلَيْه أَتَتْهُ النَّجَابَةُ منْ قبَلِ أُمِّه أَسْمَاءَ بِنْت عُمَيْسٍ، و كَانَ معهُ هَاشمُ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ أَبِی وَقَّاصٍ الْمِرْقَالُ، و كَانَ مَعَهُ جَعْدَةُ بْنُ هُبَيْرَةَ الْمَخْزُومیُّ، و كَانَ أَميرُ الْمُؤْمنينَ (ع) خَالَهُ وَ هُوَ الَّذی قَالَ لَهُ عُتْبَةُ بْنُ أَبِی سُفْيَانَ إِنَّمَا لَکَ هَذه الشِّدَّةُ فی الْحَرْبِ منْ قبَلِ خَالکَ فَقَالَ لَهُ جَعْدَةُ لَوْ كَانَ خَالُکَ مثْلَ خَالِی لَنَسِيتَ أَبَاکَ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِی حُذَيْفَةَ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَ الْخَامسُ سَلَفُ أَميرِ الْمُؤْمنينَ ابْنُ أَبِی الْعَاصِ بْنِ رَبِيعَةَ وَ هُوَ صِهْرُ النَّبِیِّ (ص) أَبُو الرَّبِيعِ.

عبداللہ بن سنان نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ قریش میں سے امام علیؑ کے ساتھ صرف پانچ فرد اور معاویہ کے ساتھ ان کے تیرہ قبیلے تھے اور وہ پانچ افراد یہ تھے:

۱۔ محمد ابن ابی بکر، خدا ان پر رحم کرے ان میں شرافت و نجابت ان کی ماں اسماء بنت عمیس کی طرف سے آئی۔

۲۔ ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص مرقال۔

۳۔ جعدہ بن ہبیرہ مخزومی، امیر المومنین امام علیؑ انکے خالو تھے اور ان سے عتبہ بن ابی سفیان نے کہا: تم پر جنگ میں اتنی شدت تیرے خالو کی وجہ سے ہے، تو جعدہ نے جواب دیا اگر تیرا خالو میرے خالو جیسا ہوتا تو تو اپنے باپ کو بھول جاتا۔

۴۔ محمد بن ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ۔

۵۔امام علیؑ کا سانڈھو(آپ کی زوجہ کی بہن کا شوہر)ابو ربیع بن ابی عاص بن ربیعہ جو نبی اکرم ﷺ کا داماد تھا[۱۶۰]۔

---

[۱۶۰] ۔جن احادیث میں حضرت فاطمہ زہراءؑ کے علاوہ نبی اکرم ﷺ کی بیٹیوں کا ذکر ہے تاریخی حقائق کی روشنی میں ان سے مراد آپ کی گود میں پلنے والی دختران مراد ہیں اور اس اطلاق میں کوئی جائے تعجب نہیں کیونکہ جس نبی نے امت کو یتیموں پر شفقت کرنے کا حکم دیا اگراس نے یتیم بیٹیوں کو پالا ہو اور ان کو اپنی بیٹیاں کہہ کر پکارا ہو تو عین عرف و لغت کے علاوہ شریعت کی تعلیمات کے مطابق ہے ،اس کی سب سے بڑی دلیل کہ نبی اکرم ﷺ کی وہ بیٹیاں نہیں تھیں جن سے ابو الربیع یا دوسروں کا عقد ہوا یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی اولاد بعثت کے بعد پیدا ہوئی اور اس میں کس طرح ممکن ہے کہ مکہ میں ان کی شادیاں بھی ہو جائیں اور بعض کی طلاقیں بھی پھر دوسروں کو دامادی نبی اکرمؐ کا دوہرا شرف حاصل ہو (مقدسی نے سعید بن اِبی عروۃ کے واسطے سے قتادۃ کا بیان نقل کیا ؛ نبی اکرم کے لیے حضرت خدیجہ کے بطن سے بعثت سے قبل عبد مناف پیدا ہوا اور باقی اولادیں بعثت کے بعد پیدا ہوئیں، (البدء والتاریخ ج۵ ص۱۶ و ج۴ ص۱۳۹) قسطلانی، ویار بکری: نے بھی اسی طرح کہا کہ سوائے ایک عبد مناف کے سب اولادیں نبی اکرم کی بعثت کے بعد پیدا ہوئیں،[کلهم سوی هذا (عبد مناف) وُلِدوا فی الاِسلام بعد المبعث] (المواهب اللدنیه ج۱ ص۱۹۶ و تاریخ الخمیس ج۱ ص۲۷۲) سہیلی نے کہا: "کلهم ولدوا بعد النبوة" (السیرة الحلبیه ج۳ ص۳۰۸ و راجع: الروض الآنف ج۱ ص۲۱۴ و۲۱۵.) زبیر بن بکار وغیرہ نے کہا؛ قد ولدوا کلهم بعد الاِسلام (نسب قریش ص۲۱،اس سے نقل کیا؛ مجمع الزوائد ج۹ ص۲۱۷ و ذخائر العقبی ص۱۵۲، والبدایة والنهایة ج۲ ص۲۹۴ والاستیعاب (مطبوع بهامش الاِصابة) ج۴ ص۲۸۱.)

پس جب رقیہ مبعث کے بعد پیدا ہو تو کیسے ممکن ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ابو لہب کے بیٹے سے شادی کرے پھر جب اسلام لائے تو اس کا شوہر اسے طلاق دے اور دوسرے کو اس کا شرف ہو اور اس کا بچہ ہجرت حبشہ کے دوران کشتی میں گر جائے جیسا کہ قصوں میں کہا گیا یہ سب کچھ بعثت کے پانچ سال بعد ! اسی طرح ام کلثوم جب وہ مبعث کے بعد پیدا ہو تو کیسے جاہلیت کے زمانے میں اس کی شادی ہو اور بعثت کے بعد اسلام لائے تو طلاق یافتہ ہو جائے)اور یہی حال اس ابو ربیع کی زوجہ زینب کا ہے اور ان کا ہجرت کے وقت کوئی ذکر نہیں ملتا بھلا نبی کی بیٹیاں ہوتیں تو ان کو بھی اس قافلے میں شرکت ہوتی جن میں فواطم کو لایا گیا(السیرة الحلبیه ج۲ ص۵۳، وسیرة المصطفیٰ ص۲۵۹.)،دوسری بہت سی روایات ہیں جو فریقین کے محدثین نے نقل کیں کہ آپ نے فرمایا ؛ میرا داماد فقط علی ہے،اگر کوئی دوسرا بھی حقیقی داماد ہوتا تو یہ ان کی منحصر فضیلت نہ کہی جاسکتی [**روی عن اِبی الحمراء، قال: " قال النبی (ص) : یا علی، اِوتیت ثلاثاً لم یؤتهن اِحد ولا اِنا: اِوتیت صهراً مثلی، ولم اِوت اِنا مثلی. واِوتیت صدّیقة مثل ابنتی، ولم اِوت مثلها [زوجة]. واِوتیت الحسن والحسین من صلبک ولم اِوت من صلبی مثلهما، ولکنکم منی، واِنا منکم**" (إحقاق الحق (قسم ملحقات) مرعشی نجفی ج۵ ص۷۴ و ج۴ ص۴۴۴ از المناقب عبد الله شافعی ص۵۰ و مناقب

۱۱۲ حَمْدَوَیْهِ وَ إِبْرَاهِیمُ ابْنَا نُصَیْرٍ، قَالا حَدَّثَنا أَیُّوبُ، عَنْ صَفْوَانَ، عَنْ مُعَاوِیَةَ بْنِ عَمَّارٍ وَ غَیْرُ وَاحِدٍ، عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ کَانَ عَمَّارُ بْنُ یَاسِرٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِی بَکْرٍ لَا یَرْضَیَانِ أَنْ یُعْصَی اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ.

معاویہ بن عمار وغیرہ نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ عمار بن یاسر اور محمد بن ابی بکر برداشت نہیں کرتے تھے کہ اللہ تعالی کی معصیت کی جائے۔

۱۱۳ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُمِّیُّ، قَالَ[۱۶۱] حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی، عَنْ زُحَلَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیزِ، عَنْ جَمِیلِ بْنِ دَرَّاجٍ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ الطَّیَّارِ، قَالَ ذَکَرْنَا مُحَمَّدَ بْنَ أَبِی بَکْرٍ عِنْدَ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) رَحِمَهُ اللَّهُ وَ صَلَّی عَلَیْهِ، قَالَ لِأَمِیرِ الْمُؤْمِنِینَ (ع) یَوْماً مِنَ الْأَیَّامِ ابْسُطْ یَدَکَ أُبَایِعْکَ! فَقَالَ أَ وَ مَا فَعَلْتَ قَالَ

کاشی ص ۲۷، کتاب نظم درر السمطین للزرندی الحنفی ص ۱۱۴. ولا بأس بمراجعة ص ۱۱۳ ومراجعة مقتل الحسین للخوارزمی ج۱ ص۱۰۹]۔

اس کی تایید اس سے ہوتی ہے کہ جب ابن عمر سے خارجی نے سوال کیا تم جہاد کو چھوڑ کر حج و عمرے کیوں شروع کر دیے؟ تو انہوں نے کہا؛ عثمان کو تم نے نہیں بخشا اور علی رسول اکرم کے چچازاد اور ان کے داماد ہیں، عثمان بن صالح، عن ابن وہب، قال: اِخبرنی فلان، وحیوۃ بن شریح، عن بکر بن عمرو المعافری: اِن بکیر بن عبد اللہ حدثہ، عن نافع: اِن رجلاً اِتی ابن عمر، فقال: یا اِبا عبد الرحمٰن، ما حملک علی اِن تحج عاماً، و تعتمر عاماً، و تترک الجہاد فی سبیل اللہ عز وجل، وقد علمت ما رغب اللہ فیہ؟ **قال: فما قولک فی علی، وعثمان؟! قال: اِما عثمان، فکان اللہ عفا عنہ، واِما اِنتم فکرہتم اِن تعفوا عنہ. واِما علی، فابن عم رسول اللہ (ص)، وختنہ، واِشار بیدہ، فقال: ہذا بیتہ حیث ترون"** (صحیح البخاری ج ۳ ص ۶۸ ط ۱۳۰۹، ح ۳۱۳۰، ۳۶۹۸، ۳۷۰۴، ۴۰۶۶، ۴۵۱۳، ۴۵۱۴، ۴۶۵۰، ۴۶۵۱، ۷۰۹۵) پس اگر کسی اور کے لیے دامادی پیامبر ثابت ہوتی تو ضرور ابن عمر اسے ذکر کرتے اور اس طرح سائل کو نہ ٹالتے کہ تم نے انہیں نہیں بخشا۔

[۱۶۱] رجال الکشی، ص: ۶۴

بَلَی، فَبَسَطَ یَدَہُ، فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّکَ إِمَامٌ مُفْتَرَضٌ طَاعَتُکَ وَ أَنَّ أَبِی فِی النَّارِ. فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) کَانَ إِنْجَابُهُ مِنْ قِبَلِ أُمِّهِ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَیْسٍ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَیْهَا لَا مِنْ قِبَلِ أَبِیهِ.

حمزہ بن محمد طیار نے کہا کہ ہم نے امام صادقؑ کے پاس محمد ابن ابی بکر کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا ؛خدا ان پر رحم کرے ،ایک دن امام علیؑ سے عرض کرنے لگے ہاتھ بڑھایئے میں آپ کی بیعت کروں۔

آپ نے فرمایا کیا تو نے پہلے بیعت نہیں کی ،عرض کی : کی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ایسے امام ہیں جس کی اطاعت ضروری ہے اور میرا باپ آگ میں ہے ،اور امام صادقؑ نے فرمایا : ان میں شرافت و نجابت ان کی ماں اسماء بنت عمیس (خدا اس پر رحم کرے)، کی طرف سے آئی۔

۱۱۴ حَمْدَوَیْهِ بْنُ نُصَیْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أُذَیْنَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَعْیَنَ، عَنْ أَبِی جَعْفَرٍ (ع) أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِی بَکْرٍ بَایَعَ عَلِیّاً (ع) عَلَی الْبَرَاءَةِ مِنْ أَبِیهِ.

زرارہ نے امام باقرؑ سے روایت کی کہ محمد بن ابی بکر نے امام علیؑ کی اپنے باپ سے براءت پر بیعت کی۔

۱۱۵ حَمْدَوَیْهِ وَ إِبْرَاهِیمُ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِیدِ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو جَمِیلَةَ، عَنْ مُیَسِّرِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیزِ، عَنْ أَبِی جَعْفَرٍ (ع) قَالَ بَایَعَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِی بَکْرٍ عَلَی الْبَرَاءَةِ مِنَ الثَّانِی-

میسر بن عبد العزیز نے امام باقرؑ سے روایت کی کہ محمد بن ابی بکر نے امام علیؑ کی اپنے باپ سے براءت پر بیعت کی۔

۱۱۶ حَمْدَوَیْه، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی، عَنْ یُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ مُوسَی بْنِ مُصْعَبٍ، عَنْ شُعَیْبٍ، عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّه (ع) قَالَ سَمِعْتُهُ یَقُولُ مَا مِنْ أَهْلِ بَیْتٍ إِلَّا وَ مِنْهُمْ نَجِیبٌ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، وَ أَنْجَبُ النُّجَبَاءِ مِنْ أَهْلِ بَیْتِ سَوْءٍ مِنْهُمْ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِی بَکْرٍ[۱۶۲]۔

شعیب نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ ہر گھر میں کوئی نجیب و شریف ہوتا ہے اور برے گھرانوں میں سب سے زیادہ نجیب و شریف محمد بن ابی بکر ہے۔

مالک اِشتر[۱۶۳]

۱۱۷ حَدَّثَنِی عُبَیْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّخَعِیُّ الشَّافِعِیُّ السَّمَرْقَنْدِیُّ، عَنْ أَبِی أَحْمَدَ الطَّرْسُوسِیِّ، قَالَ حَدَّثَنِی خَالِدُ بْنُ طُفَیْلٍ الْغِفَارِیُّ، عَنْ أَبِیه، عَنْ حُلَامِ بْنِ أَبِی ذَرٍّ الْغِفَارِیِّ، وَ کَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ، قَالَ مَکَثَ أَبُو ذَرٍّ رَحِمَهُ اللَّهُ بِالرَّبَذَةِ حَتَّی

---

[۱۶۲] رجال الکشی، ص: ۶۵

[۱۶۳] ۔ الطبقات الکبری لابن سعد ۶ص ۲۱۳، الطبقات لخلیفة ۲۴۹ ن ۱۰۵۷، تاریخ خلیفة ۱۲۹، التاریخ الکبیر للبخاری ۷ص ۱۱۳۱ن ۱۳۲۵، رجال البرقی ۶، الجرح والتعدیل ۸ص ۲۰۷ن ۹۱۰، الثقات لابن حبان ۵ص ۳۸۹، الارشاد للمفید ۳۶۵، رجال الطوسی ۵۸ ن ۵، الاستیعاب اص ۳۰۱، شرح نہج البلاغة لابن إبی الحدید ۱۵ص ۹۸، رجال ابن داود ۲۸۳ن ۱۲۳۲، رجال العلّامة الحلی ۱۶۹ن ا، تہذیب الکمال ۲۷ص ۱۲۶، سیر إعلام النبلاء ۴ص ۳۴ن ۶، تاریخ الِاسلام (عہد الخلفاء الراشدین) ۵۹۳، تہذیب التہذیب ۱۰ص ۱۱، تقریب التہذیب ۲ص ۲۲۴، الِاصابة ۳ص ۴۵۹، مجمع الرجال ۵ص ۸۹، جامع الرواة ۲ص ۳۷، بہجة الآمال ۶ص ۲۰۷، تنقیح المقال ۲ص ۴۸ن ۱۰۰۲۵، إعیان الشیعة ۹ص ۳۸، الغدیر ۹ص ۳۱ن ۴۳، معجم رجال الحدیث ۱۴ص ۱۶۱ن ۹۷۹۶، قاموس الرجال ۷ص ۴۶۳، قائد القوات العلویة للشیخ عبد الواحد المظفری۔

مَاتَ فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ لِامْرَأَتِه اذْبَحِي شَاةً مِنْ غَنَمِک وَ اصْنَعِيهَا فَإِذَا نَضَجَتْ فَاقْعُدِي عَلَى قَارِعَةِ الطَّرِيقِ، فَأَوَّلُ رَكْبٍ تَرَيْنَهُمْ قُولِي يَا عِبَادَ اللَّه الْمُسْلِمِينَ هَذَا أَبُو ذَرٍّ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّه (ص) قَدْ قَضَى نَحْبَهُ وَ لَقِيَ رَبَّهُ فَأَعِينُونِي عَلَيْهِ وَ أَجِيبُوهُ! فَإِنَّ رَسُولَ اللَّه (ص) أَخْبَرَنِي أَنِّي أَمُوتُ فِي أَرْضِ غُرْبَةٍ وَ أَنَّهُ يَلِي غُسْلِي وَ دَفْنِي وَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ رِجَالٌ مِنْ أُمَّتِي صَالِحُونَ.

ابوذر غفاری کے بیٹے حلام نے روایت کی جنہیں خود نبی اکرم ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہوا تھا، حضرت ابوذر غفاری ربذہ میں ٹھہرے ہوئے تھے اور وہیں ان کی وفات ہوئی ،جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنی بیوی سے کہنے لگے :ایک بکری ذبح کر کے اس کو پکاو،جب پک جائے تو راستے کی بلند جگہ پہ کھڑی ہو جانا تو جو پہلا قافلہ دیکھو اسے پکار کر کہنا:

اے بندگان خدا! اے مسلمانو، یہ نبی اکرم ﷺ کا صحابی ابوذر فوت ہو چکا ہے تم ان کے کفن و دفن میں میری مدد کرو اور انہیں غسل و کفن دیکر دفن کرو، بے شک نبی اکرم ﷺ نے مجھے خبر دی تھی کہ میں تنہائی میں فوت ہونگا اور مجھے میرے غسل و کفن اور نماز کا انتظام وہ لوگ کریں گے جو میری امت کے صالحین ہونگے۔

۱۱۸- مُحَمَّدُ بْنُ عَلْقَمَةَ بْنِ الْأَسْوَدِ النَّخَعِيُّ، قَالَ خَرَجْتُ فِي رَهْطٍ أُرِيدُ الْحَجَّ، مِنْهُمْ مَالِکُ بْنُ الْحَارِثِ الْأَشْتَرُ وَ عَبْدُ اللَّه بْنُ الْفَضْلِ التَّيْمِيُّ وَ رِفَاعَةُ بْنُ شَدَّادٍ الْبَجَلِيُّ حَتَّى قَدِمْنَا الرَّبَذَةَ، فَإِذَا امْرَأَةٌ عَلَى قَارِعَةِ الطَّرِيقِ، تَقُولُ: عِبَادَ اللَّه الْمُسْلِمِينَ هَذَا أَبُو ذَرٍّ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّه (ص) قَدْ هَلَکَ غَرِيباً لَيْسَ لِي أَحَدٌ يُعِينُنِي عَلَيْهِ، قَالَ فَنَظَرَ بَعْضُنَا إِلَى بَعْضٍ وَ حَمِدْنَا اللَّهَ عَلَى مَا

سَاقَ إِلَيْنَا وَ اسْتَرْجَعْنَا عَلَى عَظِيمِ الْمُصِيبَة، ثُمَّ أَقْبَلْنَا مَعَهَا فَجَهَّزْنَاهُ وَ تَنَافَسْنَا فِي كَفَنِه حَتَّى خَرَجَ مِنْ بَيْنِنَا بِالسَّوَاءِ ثُمَّ تَعَاوَنَّا عَلَى غُسْلِه حَتَّى فَرَغْنَا مِنْهُ ثُمَّ قَدَّمْنَا مَالِكاً الْأَشْتَرَ فَصَلَّى بِنَا عَلَيْهِ ثُمَّ دَفَنَّاهُ، فَقَامَ الْأَشْتَرُ عَلَى قَبْرِه ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ هَذَا[۱۶۴] أَبُو ذَرٍّ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّه (ص) عَبْدَکَ فِي الْعَابِدِينَ وَ جَاهَدَ فِيکَ الْمُشْرِكِينَ لَمْ يُغَيِّرْ وَ لَمْ يُبَدِّلْ لَكِنَّهُ رَأَى مُنْكَراً فَغَيَّرَهُ بِلِسَانِه وَ قَلْبِه، حَتَّى جُفِيَ وَ نُفِيَ وَ حُرِمَ وَ احْتُقِرَ ثُمَّ مَاتَ وَحِيداً غَرِيباً اللَّهُمَّ فَاقْصِمْ مَنْ حَرَمَهُ وَ نَفَاهُ مِنْ مُهَاجَرِه وَ حَرَمِ رَسُولِکَ (ص) قَالَ، فَرَفَعْنَا أَيْدِيَنَا جَمِيعاً وَ قُلْنَا آمِينَ! ثُمَّ قُدِّمَتْ الشَّاةُ الَّتِي صَنَعَتْ، فَقَالَتْ إِنَّهَا قَدْ أَقْسَمَ عَلَيْكُمْ أَلَّا تَبْرَحُوا حَتَّى تَتَغَدَّوْا فَتَغَدَّيْنَا وَ ارْتَحَلْنَا.

محمد بن علقمہ بن اسود نخعی کا بیان ہے کہ میں حج کے لیے جانے والے قافلے کے ساتھ روانہ ہوا ان میں مالک بن حارث اشتر، عبداللہ بن فضل تیمی اور رفاعہ بن شداد بجلی بھی تھے، ہم ربذہ پہنچے تو ایک عورت کو راستے کے بلند حصے پہ دیکھا جو کہہ رہی تھی اے بندگان خدا، اے سچے مسلمانو، یہ نبی اکرم ﷺ کے صحابی ابوذر غربت و تنہائی میں فوت ہوچکے ہیں میری مدد کرنے والا کوئی نہیں، ہم نے ایک دوسرے کو دیکھا اور اللہ کی حمد کی جو ہمیں اس طرف بلایا اور ہم نے اس مصیبت پر کلمہ استرجاع پڑھا پھر ہم اس کے ساتھ حضرت ابوذر کے جنازے پہ آئے انہیں آمادہ کیا، ان کے کفن میں برابر کے شریک ہوئے پھر سب نے مل کر غسل دیا، جب فارغ ہوئے تو مالک اشتر کو آگے بڑھایا اور ان کی امامت میں انکی نماز جنازہ پڑھی پھر

[۱۶۴] رجال الکشی، ص: ٦٦

انہیں دفن کر دیا، مالک اشتر نے ان کی قبر پہ کہا: خدایا، یہ نبی اکرم ﷺ کا صحابی ابوذر ہے انہوں نے عبادت کرنے والوں کے ساتھی تیری عبادت کی تیری خاطر مشرکین سے جہاد کیا اور تیرے دین میں کوئی تغیر و تبدیلی نہیں ہونے دی ،جب برائی کو دیکھا تو اسے زبان و دل سے بدل دیا یہاں تک کہ انہیں جفا و ظلم کا نشانہ بنایا گیا اور شہر بدر کر دیا اور انہیں محروم کر کے حقیر بنادیا اور اب تنہائی و غربت میں وفات پاچکے خدایا جس نے انہیں محروم کیا اور ان کی جائے ہجرت اور نبی اکرمؐ کے حرم سے ان کو باہر نکالا اسکو پارہ پارہ کر دے اور ہم سب نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور آمین کہی ،پھر ابوذر کی بیوی نے جو کھانا تیار کیا تھا پیش کیا اور کہنے لگی ؛میں تمہیں قسم دیتی ہوں کہ جب تک کھانا نہ کھاو نہیں جاوگے ،تو ہم نے کھانا کھایا اور سفر حج کے لیے دوبارہ روانہ ہوگئے۔

قَالَ الْكَشِّيُّ: ذَكَرَ أَنَّهُ لَمَّا نُعِيَ الْأَشْتَرُ مَالِكُ بْنُ الْحَارِثِ النَّخَعِيُّ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) تَأَوَّهَ حُزْناً، وَ قَالَ: رَحِمَ اللَّهُ مَالِكاً وَ مَا مَالِكٌ عَزَّ عَلَيَّ بِهِ هَالِكاً لَوْ كَانَ صَخْراً لَكَانَ صَلْداً وَ لَوْ كَانَ جَبَلًا لَكَانَ فِنْداً وَ كَأَنَّهُ قُدَّ مِنِّي قَدّاً.

کشی فرماتے ہیں ،منقول ہے کہ جب مالک بن حارث اشتر کی شہادت کی خبر امیر المومنین امام علیؑ کو پہنچی تو آپ بہت غمگیں ہوئے اور فرمایا :اللہ مالک پر رحم فرمائے،اور مالک کون ہے جن کی شہادت مجھ پر اتنی گراں گزری ہے خدا کی قسم اگر وہ پتھر ہوتا تو وہ ایک سنگ گران ہوتا اور اگر وہ پہاڑ ہوتا تو ایک کوہ بلند ہوتا،گویا وہ مجھ سے چھین لیے گئے۔

زید بن صوحان[165]

[165] ۔ طبقات ابن سعد ٦ ص ۱۲۳، طبقات خلیفۃ: ت ۱۰۲۴،التاریخ الکبیر ۳ ص ۳۹۷، المعارف : ۴۰۲، مشاہیر علماء الامصار : ت ۵۴۷، الاستیعاب : ۵۵۵، تاریخ بغداد ۸ ص ۴۳۹، تاریخ ابن عساکر ٦ ص ۳۱۵ ب، اسد الغابۃ ۲۹۱/۲، الوافی بالوفیات ۱۵ ص ۳۲، مرآۃ الجنان ۱ ص ۹۹، مجمع الزوائد ۹ ص ۳۹۸، الاصابۃ ۱ / ٥٦٨ و ۵۷۴، تعجیل المنفعۃ: ۹۷، شذرات الذہب ۱ ص ۴۴، تہذیب ابن عساکر ٦ ص ۱۲. تاریخ بغداد ۸ ص ۴۳۹، المنتظم ،۵ ص ۱۱۰، سیر اعلام النبلاء ۳ ص ۵۲۵، اعیان الشیعۃ ۷ ص ۱۰۲،العبر فی خبر من غبر ۱ ص ۲۷، البیان و التبیین جاحظ ۱ ص ۹٦، مروج الذہب ۳ ص ۴۵، الغدیر ۹ ص ۴۳، رجال طوسی ص ۴۱،تاریخ کامل ۳ ص ۲۴۵، العقد الفرید ۴ ص ۳۱۷، معجم رجال الحدیث ۸ ص ۳۵۵، قاموس الرجال ۴ ص ۵۵۷،المعجم الکبیر ٦ ص ۵۲۵، المصنف ۸ ص ۷۱۸۔ آپ کوفہ کے بافضیلت متدین اور نیک و متقی شخصیت تھے اور اپنے قوم و قبیلہ کے رئیس تھے ،معاویہ کو اپنی باتوں کے تحت تاثیر کرلیا تھا اختصاص میں امام باقرؑ سے منقول ہے:حضرت امام علیؑ کی رکاب میں تابعین میں سے تین افراد موجود تھے رسول اکرمﷺ نے انہیں دیکھے بغیر اہل بہشت میں قرار دیا : اویس قرنی، زید بن صوحان، جندب الخیر ازدی، خدا کی ان پر رحمت ہو، (اختصاص ص۸۱)، زید نے عثمان کے قتل کے بعد مہاجرین کے درمیان بغیر شک و تردد کے امام علیؑ کی بیعت کی اور بہت سے مقامات پر اپنی عقیدت کا اظہار کیا اور جنگ جمل میں لوگوں کو امام کی مدد کے لیے پکارنے والوں میں شامل تھے اور ابوموسی اشعری کی مخالفت پر شدید اعتراض کیا جنگ جمل (۳٦ھ)میں آپ کی شہادت ہوئی تو حضرت عایشہ بھی ان کے لیے کلمہ استرجاع پڑھنے لگیں(الجمل شیخ مفید ص ۱۰۴،ص ۲۴۹، شرح حدیدی نہج البلاغہ ۱۴ص ۱۰،رجال طوسی ص ۴۱)

امام نے مختلف اوقات میں ان کی عظمت کا ذکر کیا اور ان کی شہادت کو تلخ شمار کیا جنگ جمل میں کامیابی کے بعد امام نے کچھ افراد کو خطوط تحریر فرمائے ان میں اہم مسائل کا ذکر کیا ان میں اپنی بہن ام ہانی کے نام خط میں شہدائے جمل کے ذیل میں زید کا بھی ذکر کیا (الجمل ص ۳۹۷)۔ انہیں سلمان فارسی سے بھائی چارے کی وجہ سے ابوسلمان کہا جاتا تھا اور وہ بڑے تابعین روزہ دار و قیام اللیل علماء و عبادت گزاروں میں سے تھے،سلمان کے ساتھ لشکر میں تھے اور سلمان کے حکم سے امامت جماعت زید

۱۱۹- جبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنِى مُوسَى بْنُ مُعَاوِيَةَ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ وَ حَدَّثَنِى عَلِىُّ بْنُ سَعِيد،عَنْ عَبْدِ اللَّه بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْوَاسِطِىِّ،عَنْ وَاصِلِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّه بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَبِى عَبْدِ اللَّه(ع)قَالَ:لَمَّا صُرِعَ زَيْدُ بْنُ صُوحَانَ رَحْمَةُ اللَّه عَلَيْه يوْمَ الْجَمَلِ، جَاءَأَمِيرُالْمُؤْمِنِينَ (ع) حَتَّى جَلَسَ عِنْدَ رَأْسِه[۱۶۶]، فَقَالَ رَحِمکَ اللَّهُ يَا زَيْدُ قَدْ كُنْتَ خَفِيفَ الْمَئُونَة عَظِيمَ الْمَعُونَة،

کرایا کرتے تھے ،اور حضرت عمر ان کے لیے سواری آمادہ کرتے اور حکم دیتے ھکذا فاصنعوا بزید ،زید کے لیے ایسے سواری آمادہ کیا کرو،(اصابہ، طبقات کبری و تاریخ دمشق، و سیر اعلام نبلاء حوالہ سابق)، صعصعہ سے ابن عباس نے زید کے بارے میں پوچھا تو فرمایا:خدا کی قسم! وہ عظیم المروۃ، شریف الاخوۃ، جلیل الخطر، بعید الاثر، سلیم الفطرۃ، قلیل وسوسہ دنیا، صبح شام ذکر خدا کرنے والے، طویل السکوت، ان سے اشرار دور بھاگتے تھے اور نیکوکار ان کی صحبت تلاش کرتے تھے،(مروج الذھب۳ص۴۵)۔

حضرت عائشہ نے انہیں خط لکھا اپنے خالص بیٹے زید کے نام جب میرا خط پہنچے تو لوگوں کو علی سے دور کرنا اور میری دوسرے حکم تک اپنی جگہ ٹھہرنا زید نے ان کا نفی میں جواب دیا اور اپنی مخالفت کا سبب بتایا کہ یہ مسلمانوں کے فریضہ کے خلاف ہے اور جو نبی کی بیویوں کو حکم دیا گیا ہے اس کے بھی خلاف ہے (عقد فرید۴ص۳۱۷)، جنگ جمل میں زخمی ہوکر گرے تو کہا: **لاتغسلوا عنی دما، ولا تنزعوا عنی ثوبا،إلا الخفین، وارمسونی فی الارض رمسا، فإنی مخاصم إحاج یوم القیامۃ؛ میرے خون کو مجھ سے دور نہ کرنا اور میرے کپڑوں کو تبدیل نہ کرنا مجھے اسی حالت میں دفن کرنا کیونکہ میں قیامت کے دن اسی حالت میں خدا کے دربار میں حجت تمام کروں گا۔**

نبی اکرم ﷺ نے ایک سفر میں فرمایا: جندب اور جندب کیا ہے اور نیکوکار ہاتھ کٹا زید کیا ہے! پھر سوار ہوئے اور اصحاب نے عرض کی: ہم نے رات کو آپ سے یہ بات سنی اس کا مطلب کیا ہے فرمایا: **رجلان فی الامۃ یضرب إحدھما ضربۃ تفرق بین الحق والباطل، والآخر تقطع یدہ فی سبیل اللہ، ثم یتبع آخر جسدہ اولہ " إما جندب، فقتل الساحر، وإما زید، فقطعت یدہ یوم جلولاء، وقتل یوم الجمل**؛ میری امت کے دو شخص ہیں ایک حق و باطل کا فرق کرنے کے لیے ضرب چلائے گا اور دوسرے کا ہاتھ خدا کی راہ میں کٹے گا اور خدا اس کے باقی بدن کو اس کے پہلے حصے کے ساتھ ملادے گا بلکہ یہ بھی روایت ہوا فرمایا: جو شخص ایسے شخص کو دیکھنا چاہے جس کے بعض اعضاء جنت پہنچ چکے ہوں تو زید بن صوحان کو دیکھے (تاریخ دمشق ،تاریخ بغداد۸ص۴۴۰)

[۱۶۶]۔رجال الکشی، ص: ٦٧

قَالَ، فَرَفَعَ زَيْدٌ رَأْسَهُ إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: وَ أَنْتَ فَجزَاکَ اللَّهُ خَيْراً يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَوَ اللَّهِ مَا عَلِمْتُکَ إِلَّا بِاللَّهِ عَلِيماً وَ فِي أُمِّ الْکِتَابِ عَلِيّاً حَکِيماً وَ أَنَّ اللَّهَ فِي صَدْرِکَ لَعَظِيمٌ، وَ اللَّهِ مَا قَاتَلْتُ مَعَکَ عَلَى جَهَالَةٍ وَ لَکِنِّي سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ (ص) تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ (ص) يَقُولُ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالاهُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاهُ وَ انْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ وَ اخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ فَکَرِهْتُ وَ اللَّهِ أَنْ أَخْذُلَکَ فَيَخْذُلَنِيَ اللَّهُ.

عبداللہ بن سنان نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ جب جنگ جمل میں زید بن صوحان زین سے زمین پہ آئے تو امیر المومنینؑ ان کے سرہانے آئے اور فرمایا، اے زید خدا تجھ پر رحم کرے تو کم خرچ مگر عظیم مددگار تھا تو زید نے امام کی طرف سر بلند کیا اور عرض کی: اے امیر المومنین! اللہ آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔

خدا کی قسم! میں نے آپ کو نہیں جانا مگر علیم وآگاہ اللہ کے ذریعے اور ام الکتاب علی وحکیم قرآن کے ذریعے، آپکے سینے میں اللہ کی عظمت موجزن ہے۔

خدا کی قسم! میں نے آپکی معیت میں جہالت کی وجہ سے جنگ نہیں کی بلکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی زوجہ ام سلمی سے سنا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا اور حاکم ہے خدایا اس سے محبت رکھنا جو علی سے محبت رکھے اور اس سے دشمنی کرنا جو علی سے دشمنی کرے اور اس کی مدد کرنا جو علی کی مدد کرے اور اس کو ذلیل کرنا جو علی کو چھوڑ دے[۱٦۷]۔

---

[۱٦۷] ۔ یہ حدیث متواتر بالائے متواتر سندوں سے نبی اکرم ﷺ کے اصحاب نے آپ سے نقل کی ہے اور حدیث غدیر کے عنوان سے مشہور ہے لیکن تعصب کی وجہ سے اہل سنت کے بعض علماء نے

میں ناپسند کیا کہ میں آپ کو چھوڑ کر خدا کی طرف سے ذلت خرید لوں۔

۱۲۰ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّد الْقُتَیْبِیُّ، قَالَ، قَالَ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ: ثُمَّ عَرَفَ النَّاسُ بَعْدَهُ فَمِنَ التَّابعِینَ وَ رُؤَسَائِهِمْ وَ زُهَّادِهِمْ زَیْدُ بْنُ صُوحَانَ.

فضل بن شاذان نے فرمایا پھر بعد میں لوگوں نے آپ کی معرفت حاصل کی اور آپ کی طرف لوٹ آئے تابعین میں سے بلکہ انکے روساء و عبادت گزاروں میں سے زید بن صوحان تھے۔

وَ رُوِیَ أَنَّ عَائِشَةَ کَتَبَتْ مِنَ الْبَصْرَةِ إِلَی زَیْدِ بْنِ صُوحَانَ إِلَی الْکُوفَةِ: مِنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ إِلَی ابْنِهَا زَیْدِ بْنِ صُوحَانَ الْخَالِصِ، أَمَّا بَعْدُ: فَإِذَا أَتَاکَ کِتَابِی هَذَا فَاجْلِسْ فِی بَیْتِکَ وَ خَذِّلِ النَّاسَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ أَبِی طَالِبٍ حَتَّی یَأْتِیَکَ أَمْرِی. فَلَمَّا قَرَأَ کِتَابَهَا، قَالَ: أُمِرَتْ بِأَمْرٍ وَ أُمِرْنَا بِغَیْرِهِ، فَرَکِبَتْ مَا أُمِرْنَا بِهِ وَ أَمَرَتْنَا أَنْ نَرْکَبَ مَا أُمِرَتْ هِیَ بِهِ، أُمِرَتْ أَنْ تَقَرَّ فِی بَیْتِهَا[۱۶۸] وَ أُمِرْنَا أَنْ نُقَاتِلَ حَتَّی لَا تَکُونَ فِتْنَةٌ،وَالسَّلَامُ.

منقول ہے کہ حضرت عائشہ نے زید بن صوحان کو بصرہ سے کوفہ کی طرف خط لکھا؛ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ عائشہ کی طرف سے انکے بیٹے زید بن صوحان خالص کے نام،اما بعد، جب تیرے پاس میرا خط پہنچے تو گھر میں بیٹھ جاو اور لوگوں کو علی بن ابی طالب سے دور کرو یہاں تک کہ میرا حکم پہنچ جائے،جب زید بن صوحان نے اس خط کو پڑھا تو کہنے لگے وہ ہمیں کوئی حکم دیتی ہے جبکہ ہمیں اس کے بر عکس حکم دیا گیا ہے پس جو ہمیں حکم تھا اس پہ وہ سوار ہو گئی

اس میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی جو اپنا حساب دینے خدا کے پاس پہنچ چکے ،ہم نے اس کے تواتر کی تحقیق اپنی متواتر الاخبار میں ذکر کی ہے جو متواتر روایات کی نرالی تحقیق ہے ۔

[۱۶۸]۔سورہ احزاب ۳۳۔

ہے اور ہمیں اس چیز کا حکم دے رہی ہے جسے انجام دینے کا اسے حکم تھا اسے حکم تھا کہ گھر میں بیٹھی رہے اور ہمیں حکم ہے کہ ہم جنگ کریں یہاں تک کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے، والسلام۔

صعصعہ بن صوحان[۱۶۹]

۱۲۱ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنی أَبُو جَعْفَرٍ حَمْدَانُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنی مُعَاوِيَةُ بْنُ حُكَيْمٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ النَّصْرِ، قَالَ كُنْتُ عِنْدَ أَبِی الْحَسَنِ الثَّانی (ع) قَالَ، وَ لَا أَعْلَمُ إِلَّا قَامَ وَ نَفَضَ الْفِرَاشَ بِيَدِه، ثُمَّ قَالَ لِی يَا أَحْمَدُ إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ (ع) عَادَ صَعْصَعَةَ بْنَ صُوحَانَ فِی مَرَضِه، فَقَالَ يَا صَعْصَعَةُ لَا تَتَّخِذْ عِيَادَتِی لَکَ أُبَّهَةً عَلَى قَوْمِکَ، قَالَ: فَلَمَّا قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ لِصَعْصَعَةَ هَذِه الْمَقَالَةَ، قَالَ صَعْصَعَةُ: بَلَى وَ اللَّه أَعُدُّهَا مِنَّةً مِنَ اللَّه عَلَيَّ وَ فَضْلًا، قَالَ، فَقَالَ لَهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) إِنْ كُنْتَ مَا عَلِمْتُکَ لَخَفِيفُ الْمَئُونَةِ حَسَنُ الْمَعُونَة، قَالَ، فَقَالَ صَعْصَعَةُ وَ أَنْتَ وَ اللَّه يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا عَلِمْتُکَ إِلَّا بِاللَّه عَلِيماً وَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفاً رَحِيماً.

---

[۱۶۹]۔ رجال ابن داود، ج۱۱۱ نمبر ۷۸۰، رجال شیخ، ص۶۹ نمبر ۶۲۶، رجال نجاشی، ص ۲۰۳، نمبر ۵۴۲، معجم رجال الحدیث، ج ص ۱۱۲ نمبر ۵۹۲۳ کافی، ج ۷ ص ۳۵ کتاب الصدقات، باب صدقات النبی ﷺ و علی و فاطمہؑ ح ۷، تہذیب الاحکام، ج۹ باب الوقوف و الصدقات، ح۶۰۸، رجال کشی، نمبر ۱۹اح ۱۲۱، تحریر طاووسی، ص۳۰۹ نمبر ۲۱۱، طبقات ابن سعد ۶ ص ۲۲۱، طبقات خلیفۃ: ت ۱۰۲۵، التاریخ الکبیر ۴ ص ۳۱۹، المعارف: ۴۰۲، الجرح والتعدیل ۴ ص ۴۴۶، مروج الذہب ۳ ص ۲۲۸، الاستیعاب: ۷۱۷، تاریخ ابن عساکر ۸ ص ۱۵۳، اسد الغابۃ ۳ ص ۲۱، تہذیب الکمال: ۶۰۷، تاریخ الاسلام ۲ ص ۲۹۳، تذہیب التہذیب ۲ ص ۹۲ب، الاصابۃ ۲ ص ۲۰۰، تہذیب التہذیب ۴ ص ۴۲۲، خلاصۃ تذہیب الکمال: ۷ ۱۴۷، تہذیب ابن عساکر ۶/ ۴۲۵۔

احمد بن نصر کا بیان ہے کہ میں امام ابو الحسن دومؑ کے پاس تھا، آپ کھڑے ہوئے اور اپنے مبارک ہاتھوں سے بستر جھاڑا اور پھر مجھے فرمایا اے احمد! امیر المومنینؑ نے صعصہ بن صوحان کی بیماری میں ان کی عیادت کی تو فرمایا اے صعصہ! میری عیادت کو اپنے لیے اپنی قوم پر فخر و مباہات نہ سمجھ لینا۔

جب امیر المومنینؑ نے صعصہ بن صوحان سے یہ بات کی تو انہوں نے عرض کی: ہاں خدا کی قسم میں اسے اللہ کی طرف سے اپنے اوپر احسان و اسکا خصوصی فضل و کرم شمار کرتا ہوں۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا میں نے تجھے کم خرچ اور بہترین مددگار پایا۔

صعصہ نے عرض کی: مولا، خدا کی قسم! میں نے آپ کو اللہ کی معرفت رکھنے والا اور مومنین کے ساتھ رووف و نرم دل اور رحم کرنے والا پایا۔

۱۲۲ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّد قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ یَحْیَی، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ مَعْرُوف، عَنْ أَبِی مُحَمَّدٍ الْحَجَّالِ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِی یَزِیدَ، قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) مَا کَانَ مَعَ أَمِیرِ الْمُؤْمِنِینَ (ع) مَنْ یَعْرِفُ حَقَّهُ إِلَّا صَعْصَعَةُ وَ أَصْحَابُهُ.

داوود بن ابی یزید نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ امیر المومنینؑ کے ساتھی ان کی معرفت نہ رکھتے تھے مگر صعصہ اور انکے ساتھی۔

۱۲۳ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو الْحَسَنِ عَلِیُّ بْنُ أَبِی عَلِیٍّ الْخُزَاعِیُّ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ خَالِد الْعَطَّارُ، قَالَ حَدَّثَنِی عَمْرُو بْنُ عَبْدِ الْغَفَّار، عَنْ أَبِی بَکْرِ بْنِ عَیَّاشٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِی النَّجُودِ، عَمَّنْ شَهِدَ[170] ذَلِکَ، أَنَّ

[170]۔ رجال الکشی، ص: ۶۹

مُعَاوِيَةَ حِينَ قَدِمَ الْكُوفَةَ دَخَلَ عَلَيْهِ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ (ع) وَ كَانَ الْحَسَنُ (ع) قَدْ أَخَذَ الْأَمَانَ لِرِجَالٍ مِنْهُمْ مُسَمَّيْنَ بِأَسْمَائِهِمْ وَ أَسْمَاءِ آبَائِهِمْ وَ كَانَ فِيهِمْ صَعْصَعَةُ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ صَعْصَعَةُ، قَالَ مُعَاوِيَةُ لِصَعْصَعَةَ: أَمَا وَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ لَأُبْغِضُ أَنْ تَدْخُلَ فِي أَمَانِي! قَالَ وَ أَنَا وَ اللَّهِ أُبْغِضُ أَنْ أُسَمِّيَكَ بِهَذَا الِاسْمِ، ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِ بِالْخِلَافَةِ، قَالَ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ إِنْ كُنْتَ صَادِقاً فَاصْعَدِ الْمِنْبَرَ فَالْعَنْ عَلِيّاً! قَالَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَ حَمِدَ اللَّهَ وَ أَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ أَتَيْتُكُمْ مِنْ عِنْدِ رَجُلٍ قَدَّمَ شَرَّهُ وَ أَخَّرَ خَيْرَهُ وَ أَنَّهُ أَمَرَنِي أَنْ أَلْعَنَ عَلِيّاً فَالْعَنُوهُ لَعَنَهُ اللَّهُ! فَضَجَّ أَهْلُ الْمَسْجِدِ بِآمِينَ، فَلَمَّا رَجَعَ إِلَيْهِ فَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَ- قَالَ لَا وَ اللَّهِ مَا عَنَيْتَ غَيْرِي ارْجِعْ حَتَّى تُسَمِّيَهُ بِاسْمِهِ، فَرَجَعَ وَ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَمَرَنِي أَنْ أَلْعَنَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَالْعَنُوا مَنْ لَعَنَ، عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ! قَالَ فَضَجُّوا بِآمِينَ، قَالَ، فَلَمَّا خَبَرَ مُعَاوِيَةُ قَالَ لَا وَ اللَّهِ مَا عَنَى غَيْرِي، أَخْرِجُوهُ لَا يُسَاكِنُنِي فِي بَلَدٍ، فَأَخْرَجُوهُ.

عاصم بن ابی نجود نے ایک شخص سے نقل کیا جو اس واقعے کا گواہ تھا کہ جب معاویہ کوفہ آیا اور اس کے پاس امام علیؑ کے اصحاب میں سے چند افراد پہنچے جبکہ امام حسنؑ نے ان کے لیے امان لے رکھی تھی ان کے نام بمع ولدیت درج تھے ان میں صعصعہ بھی تھے جب وہ اس کے پاس پہنچے تو معاویہ نے ان سے کہا خدا کی قسم مجھے ناپسند تھا کہ تو میری امان میں داخل ہو۔

صعصعہ نے کہا: خدا کی قسم! مجھے یہ نہایت ناپسند تھا کہ میں تجھے خلیفہ کہہ کر پکاروں اور سلام کروں، تو معاویہ نے کہا اگر تو سچا ہے تو منبر پر جا کر علی پر لعنت کر تو صعصعہ منبر پر آئے اور حمد و

ثناء کے بعد فرمایا: اے لوگو! میں تمہارے پاس ایسے شخص کے ہاں سے آرہا ہوں جس نے اپنا شر و برائی آگے رکھی ہوئی ہے اور اپنی خیر و نیکی کو پیچھے رکھا ہے اس نے مجھے علیؑ پر لعنت کا حکم دیا ہے پس تم اس پر لعنت کرو خدا بھی اس پر لعنت کرے۔

لوگوں نے بلند آواز سے آمین کہا۔ جب صعصہ لوٹ کر معاویہ کے پاس آئے اور اس کو اپنی بات کی خبر دی۔

اس نے کہا: ہر گز نہیں، خدا کی قسم تو نے میرے علاوہ کسی کو مراد نہیں لیا، دوبارہ جاکر علی پر لعنت کر اور ان کا نام لے۔

صعصہ دوبارہ منبر پر گئے اور فرمایا، اے لوگو! مومنو کے امیر نے مجھے علی بن ابی طالبؑ پر لعنت کرنے کا حکم دیا ہے تم اس پر لعنت کرو تو لوگوں نے آمین کہی۔

جب صعصہ لوٹ کر معاویہ کے پاس آئے اور اس کو اپنی بات کی خبر دی تو اس نے کہا: ہر گز نہیں، خدا کی قسم تو نے میرے علاوہ کسی کو مراد نہیں لیا، اور کہا اسے یہاں سے نکال دو، یہ میرے ساتھ ایک شہر میں نہیں رہ سکتا، تو انہیں وہاں سے نکال دیا گیا۔

جندب بن زہیر و عبداللہ بن بدیل وغیرہ

۱۲۴ قَالَ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ: فَمِنَ التَّابِعِينَ الْكِبَارِ وَ رُؤَسَائِهِمْ وَ زُهَّادِهِمْ جُنْدَبُ بْنُ زُهَيْرٍ قَاتِلُ السَّاحِرِ، وَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُدَيْلٍ، وَ حُجْرُ بْنُ عَدِيٍّ، وَ سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ، وَ الْمُسَيَّبُ بْنُ نَجَبَةَ، وَ عَلْقَمَةُ، وَ الْأَشْتَرُ، وَ سَعِيدُ بْنُ قَيْسٍ، وَ أَشْبَاهُهُمْ كَثِيرٌ، أَفْنَاهُمُ الْحَرْبُ ثُمَّ كَثُرُوا بَعْدُ، حَتَّى قُتِلُوا مَعَ الْحُسَيْنِ (ع) وَ بَعْدَهُ[۱۷۱].

---

[۱۷۱] رجال الکشی، ص: ۷۰

فضل بن شاذان نے فرمایا؛تابعین کے روساء و عبادت گزاروں میں سے جندب بن زہیر ،جو جادو گر کے قاتل تھے، عبداللہ بن بدیل ، حجر بن عدی، سلیمان بن صرد، مسیب بن نجبہ، علقمہ ،اشتر ،سعید بن قیس اور ان کی طرح بہت سے لوگ تھے،پہلے انہیں جنگوں نے فنا کر دیا پھر وہ بہت زیادہ ہو گئے یہاں تک کہ امام حسینؑ اور آپ کے بعد شہید ہوئے۔

محمد بن اِبی حذیفہ[۱۷۲]

۱۲۵ حَدَّثَنِی نَصْرُ بْنُ صَبَّاحٍ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو یَعْقُوبَ إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی أَمِیرُ بْنُ عَلِیٍّ، عَنْ أَبِی الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) قَالَ، کَانَ أَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ (ع) یَقُولُ: إِنَّ الْمَحَامِدَةَ تَأْبَی أَنْ یُعْصَی اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ، قُلْتُ وَ مَنِ الْمَحَامِدَةُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِی بَکْرٍ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِی حُذَیْفَةَ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ أَمِیرِ الْمُؤْمِنِینَ (ع) أَمَّا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِی حُذَیْفَةَ هُوَ ابْنُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِیعَةَ وَ هُوَ ابْنُ خَالِ مُعَاوِیَةَ.

امیر بن علی نے امام رضاؑ سے نقل کیا کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا محمد نامی کچھ افراد خدا کی معصیت کو ناپسند کرتے ہیں، راوی نے عرض کی وہ کون تھے، فرمایا: محمد بن جعفر، محمد بن ابی بکر، محمد بن ابی حذیفہ، محمد بن امیر المومنین، اور محمد بن ابی حذیفہ ابن عتبہ بن ربیعہ تھا اور معاویہ کا ماموں زاد تھا۔

---

[۱۷۲]۔ رجال شیخ، ص۵۹، اِصحاب علی، ۲۵، رجال ابن داود، ص ۱۵۸، قسم اول نمبر۱۲۶۵، رجال علامہ حلی، ص ۱۵۳ نمبر۷۷، رجال کشی، ص۷۰-۷۲ ح۱۲۵و۱۲۶، تحریر طاووسی، ص ۵۳۳ نمبر ۳۹۶، معجم رجال الحدیث، نمبر ۹۹۹۸۔

۱۲۶ وَ أَخْبَرَنِی بَعْضُ رُوَاةِ الْعَامَّةِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ حَدَّثَنِی رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، قَالَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِی حُذَيْفَةَ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ مَعَ عَلِیِّ بْنِ أَبِی طَالِبٍ (ع) وَ مِنْ أَنْصَارِهِ وَ أَشْيَاعِهِ، وَ كَانَ ابْنُ خَالِ مُعَاوِيَةَ، وَ كَانَ رَجُلًا مِنْ خِيَارِ الْمُسْلِمِينَ، فَلَمَّا تُوُفِّیَ عَلِیٌّ (ع) أَخَذَهُ مُعَاوِيَةُ وَ أَرَادَ قَتْلَهُ فَحَبَسَهُ فِی السِّجْنِ دَهْراً، ثُمَّ قَالَ مُعَاوِيَةُ ذَاتَ يَوْمٍ أَ لَا نُرْسِلُ إِلَى هَذَا السَّفِيهِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِی حُذَيْفَةَ فَنُبَكِّتَهُ وَ نُخْبِرَهُ بِضَلَالِهِ وَ نَأْمُرَهُ أَنْ يَقُومَ فَيَسُبَّ عَلِيّاً قَالُوا نَعَمْ. فَبَعَثَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ فَأَخْرَجَهُ مِنَ السِّجْنِ، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ يَا مُحَمَّدَ بْنَ أَبِی حُذَيْفَةَ أَ لَمْ يَأْنِ لَكَ أَنْ تُبْصِرَ مَا كُنْتَ عَلَيْهِ مِنَ الضَّلَالَةِ بِنُصْرَتِكَ عَلِیَّ بْنَ أَبِی طَالِبٍ الْكَذَّابِ، أَ لَمْ تَعْلَمْ أَنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ مَظْلُوماً وَ أَنَّ عَائِشَةَ وَ طَلْحَةَ وَ الزُّبَيْرَ خَرَجُوا يَطْلُبُونَ بِدَمِهِ، وَ أَنَّ عَلِيّاً هُوَ الَّذِی دَسَّ فِی[۱۷۳] قَتْلِهِ، وَ نَحْنُ الْيَوْمَ نَطْلُبُ بِدَمِهِ-

عامہ کی سند سے ایک شامی کا بیان منقول ہے کہ محمد بن ابی حذیفہ ابن عتبہ بن ربیعہ امام علیؑ کے شیعہ اور آپکے انصار اور مددگاروں میں سے تھے اور معاویہ کے ماموں زاد تھے اور بہترین مسلمانوں میں سے تھے جب امام علیؑ کی شہادت ہوئی معاویہ نے انہیں قید کروایا اور انہیں قتل کرنا چاہا ایک مدت تک قید خانے میں رکھا۔

پھر ایک دن کہا ہم اس سفیہ محمد بن ابی حذیفہ کو بلاتے ہیں اس کی سرزنش کرتے ہیں اور اسے اس کی گمراہی کی خبر دیتے ہیں اور اسے حکم دیں کہ وہ کھڑے ہو کر علی کو سب و شتم کرے

---

[۱۷۳] رجال الکشی، ص: ۷۱

،اس کے مشیروں نے اس تجویز کو سراہا، پس محمد بن ابی حذیفہ کو زندان سے نکال کر معاویہ کے سامنے لائے تو معاویہ نے کہا:

اے محمد بن ابی حذیفہ ! کیا وہ وقت نہیں آیا کہ تو جھوٹے علی ابن ابی طالب (نعوذ باللہ، مترجم) کی مدد اور محبت پر پشیمانی محسوس کرے ، کیا تجھے علم ہے کہ عثمان کو ظلم کے ساتھ قتل کیا گیااور حضرت عائشہ ، طلحہ و زبیر نے ان کے خون کا بدلہ لینے کے لیے اقدام کیا اور علی نے ان کے قتل کی سازش کی اور آج ہم عثمان کے خون کا بدلہ لے رہے ہیں۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبی حُذَیْفَةَ إِنَّکَ لَتَعْلَمُ أَنّی أَمَسُّ الْقَوْمِ بِکَ رَحِماً وَ أَعْرَفُهُمْ بِکَ، قَالَ أَجَلْ، قَالَ فَوَ اللَّهِ الَّذی لَا إِلَهَ غَیْرُهُ مَا أَعْلَمُ أَحَداً أَشْرَکَ فی دَمِ عُثْمَانَ وَ أَلَّبَ عَلَیْهِ غَیْرُکَ، لِمَا اسْتَعْمَلَکَ وَ مَنْ کَانَ مِثْلَکَ، فَسَأَلَهُ الْمُهَاجِرُونَ وَ الْأَنْصَارُ أَنْ یَعْزِلَکَ فَأَبَی، فَفَعَلُوا بِهِ مَا بَلَغَکَ، وَ وَ اللَّهِ مَا أَحَدٌ اشْتَرَکَ فی قَتْلِهِ بَدْئیاً وَ أَخیراً إِلَّا طَلْحَةُ وَ الزُّبَیْرُ وَ عَائِشَةُ، فَهُمُ الَّذینَ شَهِدُوا عَلَیْهِ بِالْعَظیمَةِ وَ أَلَّبُوا عَلَیْهِ النَّاسَ، وَ شَرِکَهُمْ فی ذَلِکَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَ عَمَّارٌ وَ الْأَنْصَارُ جَمیعاً، قَالَ قَدْ کَانَ ذَاکَ-

محمد بن ابی حذیفہ نے کہا میں تیرا قریبی رشتہ دار ہوں اور دوسرے لوگوں کی نسبت میں تجھے بہتر جانتا ہوں اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری نظر میں عثمان کا قاتل تو ہے کیونکہ انہوں نے تجھے اور تجھ جیسے افراد کو حاکم بنایا، تم نے زمین میں فساد برپا کیا تو مہاجرین و انصار نے ان سے کہا کہ تجھے معزول کریں لیکن اس نے کسی مظلوم کی آواز نہ سنی اور تیری حمایت کرتا رہا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا اور خدا کی قسم اس کے قتل میں حضرت عائشہ ، طلحہ و زبیر شریک تھے ،انہوں نے ان کے گناہوں کی گواہی دی اور وہ لوگوں کو ان کے قتل کی ترغیب

دینے والوں میں سے تھے، اور انکے قتل میں عبدالرحمٰن بن عوف ،ابن مسعود، عمار یاسر، اور تمام انصار نے شرکت کی

قَالَ وَ اللَّه إِنِّی لَأَشْهَدُ أَنَّکَ مُنْذُ عَرَفْتُکَ فِی الْجَاهِلِیَّة وَ الْإِسْلَامِ لَعَلَی خُلُقٍ وَاحِدٍ مَا زَادَ الْإِسْلَامُ فِیکَ قَلِیلًا وَ لَا کَثِیراً، وَ أَنَّ عَلَامَةَ ذَلِکَ فِیکَ لَبَیِّنَةٌ، تَلُومُنِی عَلَی حُبِّی عَلِیّاً! خَرَجَ مَعَ عَلِیٍّ کُلُّ صَوَّامٍ قَوَّامٍ مُهَاجِرِیٍّ وَ أَنْصَارِیٍّ، وَ خَرَجَ مَعَکَ أَبْنَاءُ الْمُنَافِقِینَ وَ الطُّلَقَاءُ وَ الْعُتَقَاءُ خَدَعْتَهُمْ عَنْ دِینِهِمْ وَ خَدَعُوکَ عَنْ دُنْیَاکَ، وَ اللَّه یَا مُعَاوِیَةُ مَا خَفِیَ عَلَیْکَ مَا صَنَعْتَ وَ مَا خَفِیَ عَلَیْهِمْ مَا صَنَعُوا إِذْ أَحَلُّوا أَنْفُسَهُمْ بِسَخَطِ اللَّه فِی طَاعَتِکَ، وَ اللَّه لَا أَزَالُ أُحِبُّ عَلِیّاً لِلَّه وَ أُبْغِضُکَ[۱۷۴] فِی اللَّه وَ فِی رَسُولِه أَبَداً مَا بَقِیتُ، قَالَ مُعَاوِیَةُ وَ إِنِّی أَرَاکَ عَلَی ضَلَالِکَ بَعْدُ رُدُّوهُ فَرَدُّوهُ وَ هُوَ یَقْرَءُ فِی السِّجْنِ رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَیَّ مِمَّا یَدْعُونَنِی إِلَیْهِ فَمَاتَ فِی السِّجْنِ.

اور اے معاویہ خدا کی قسم میں تجھے جاہلیت اور اسلام دونوں زمانوں میں پہچانتا ہوں اور اسلام کی وجہ سے تیرے اندر کوئی تبدیلی نہیں آئی اور تیرے اس نفاق کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ تو مجھے امام علی کی محبت کی وجہ سے ملامت کر رہا ہے اور ان پر سب و شتم کا حکم دے رہا ہے ،حالانکہ ان کے ساتھ ہر روزہ دار نماز گزار مہاجر و انصاری نے قیام کیا اور تیرے ساتھ منافقین اور طلقاء و آزاد کردہ غلام اور ان کی اولادیں جمع ہو چکی ہیں انہوں نے تیرے دین و دنیا میں تجھے دھوکہ دیا۔

---

[۱۷۴] رجال الکشی، ص: ۷۲

اے معاویہ، خدا کی قسم! تجھے اپنے کردار کا علم ہے اور انکے کرتوت بھی ان پر مخفی نہیں ہیں، جب وہ تیری اطاعت کی وجہ سے خدا کے غضب کے مستحق ہو چکے ہیں، اور میں جب تک زندہ رہوں گا امام علی سے محبت کرتا رہوں گا میں اس محبت کو خدا و رسولؐ کے تقرب کا ذریعہ سمجھتا ہوں، اور تجھ سے بغض کرتا رہوں گا۔

معاویہ نے یہ باتیں سن کر کہا: تو ابھی تک اپنی سابقہ گمراہی پر باقی ہے اور کہا اسے قید خانے میں واپس لے جاو جب انہیں واپس لے جا رہے تھے تو وہ آیت کی تلاوت کر رہے تھے خدایا مجھے قید خانہ پسند ہے اس کی نسبت سے جس کی طرف مجھے یہ لوگ بلاتے ہیں، اور وہیں قید خانے میں ان کی وفات ہو گئی۔

قنبر[۱۷۵]

۱۲۷ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزْدَادَ الرَّازِیُّ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ الْحَدَّادُ، عَنْ مَسْعَدَةَ بْنِ صَدَقَةَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عَلِيّاً (ع) قَالَ:

لَمَّا رَأَيْتُ أَمْراً مُنْكَرا--- أَوْقَدْتُ نَارِی وَ دَعَوْتُ قَنْبَرا-

مسعدہ بن صدقہ نے امام صادقؑ سے روایت کی اور آپؑ نے اپنے والد گرامیؑ سے امام علیؑ کا یہ فرمان نقل فرمایا؛جب میں کوئی برائی دیکھتا ہوں تو آگ جلاتا ہوں اور قنبر کو بلاتا ہوں۔

۱۲۸ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ وَ عُثْمَانُ بْنُ حَامِدٍ الْكَشِّيَّانِ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزْدَادَ الرَّازِیُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِی الْخَطَّابِ، عَنْ مُوسَى بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَرِيکٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: بَيْنَمَا عَلِیٌّ (ع) عِنْدَ امْرَأَةٍ لَهُ مِنْ عَنَزَةَ وَ هِیَ أُمُّ عُمَرَ، إِذْ أَتَاهُ قَنْبَرٌ فَقَالَ لَهُ إِنَّ عَشَرَةَ نَفَرٍ بِالْبَابِ يَزْعُمُونَ أَنَّکَ رَبُّهُمْ، قَالَ أَدْخِلْهُمْ! قَالَ، فَدَخَلُوا عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُمْ مَا تَقُولُونَ فَقَالُوا نَقُولُ إِنَّکَ رَبُّنَا وَ

---

[۱۷۵]۔رجال ابن داود،ج۱۱۱ نمبر ۷۸۰،رجال شیخ،ص۶۹ نمبر ۶۲۶، رجال علامہ حلی،ص۱۳۵ نمبر۱،رجال کشی،ص۷۲ح۱۲۷، تحریر طاووسی،ص۴۸۰ نمبر ۳۵۱۔

أَنْتَ الَّذِى خَلَقْتَنَا وَ أَنْتَ الَّذِى تَرْزُقُنَا، فَقَالَ لَهُمْ وَيْلَكُمْ لَا تَفْعَلُوا إِنَّمَا أَنَا مَخْلُوقٌ مِثْلُكُمْ، فَأَبَوْا وَ أَعَادُوا عَلَيْهِ، ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ إِلَى أَنْ قَذَفَهُمْ فِى النَّارِ ثُمَّ قَالَ عَلِىٌّ (ع).

إِنِّى إِذَا أَبْصَرْتُ شَيْئاً مُنْكَرا ---أَوْقَدْتُ نَارِى وَ دَعَوْتُ قَنْبَرا

عبداللہ بن شریک نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ امام علیؑ قبیلہ غزہ کی ایک عورت ام عمرو کے پاس تھے کہ قنبر حاضر ہوئے اور عرض کی دروازے پہ دس ایسے افراد آئے ہیں جو کہتے ہیں کہ آپ ان کے رب ہیں۔

آپ نے فرمایا انہیں لے آو، جب وہ آگئے تو فرمایا تم کیا کہتے ہو؟

انہوں نے کہا: آپ ان کے رب ہیں، آپ نے ہمیں خلق کیا ہے آپ ہی ہمیں رزق دیتے ہیں۔

آپ نے فرمایا، تمہارا برا ہو ایسا نہ کہو میں بھی تمہاری طرح مخلوق ہوں، انہوں نے اس کا انکار کیا اور دوبارہ یہی کہا، یہاں تک کہ آپ نے انہیں آگ میں ڈال دیا اور فرمایا: جب میں کوئی برائی دیکھتا ہوں تو آگ جلاتا ہوں اور قنبر کو بلاتا ہوں۔

[قنبر اور امام حق کی معرفت]

۱۲۹ إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْحُسَيْنِىُّ الْعَقِيقِىُّ، رَفَعَهُ، قَالَ، سُئِلَ[۱۷۶] قَنْبَرٌ مَوْلَى مَنْ أَنْتَ فَقَالَ: أَنَا مَوْلَى مَنْ ضَرَبَ بِسَيْفَيْنِ وَ طَعَنَ بِرُمْحَيْنِ وَ صَلَّى الْقِبْلَتَيْنِ وَ بَايَعَ الْبَيْعَتَيْنِ وَ هَاجَرَ الْهِجْرَتَيْنِ وَ لَمْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ، أَنَا مَوْلَى صَالِحِ الْمُؤْمِنِينَ وَ وَارِثُ النَّبِيِّينَ وَ خَيْرُ الْوَصِيِّينَ وَ أَكْبَرُ الْمُسْلِمِينَ وَ يَعْسُوبُ

[۱۷۶] رجال الکشی، ص: ۷۳

الْمُؤْمِنِينَ وَ نُورُ الْمُجَاهِدِينَ وَ رَئِيسُ الْبَكَّاءِينَ وَ زَيْنُ الْعَابِدِينَ وَ سِرَاجُ الْمَاضِينَ وَ ضَوْءُ الْقَائِمِينَ وَ أَفْضَلُ الْقَانِتِينَ وَ لِسَانُ رَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَ أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ آلِ يَاسِينَ، الْمُؤَيَّدُ بِجِبْرِيلِ الْأَمِينِ وَ الْمَنْصُورُ بِمِيكَائِيلَ الْمَتِينِ وَ الْمَحْمُودُ عِنْدَ أَهْلِ السَّمَاءِ أَجْمَعِينَ سَيِّدُ الْمُسْلِمِينَ وَ السَّابِقِينَ وَ قَاتِلُ النَّاكِثِينَ وَ الْقَاسِطِينَ وَ الْمُحَامِي عَنْ حَرَمِ الْمُسْلِمِينَ وَ مُجَاهِدُ أَعْدَائِهِ النَّاصِبِينَ وَ مُطْفِئُ نِيرَانِ الْمُوقِدِينَ۔

قنبر سے پوچھا گیا، تم کس کے غلام ہو؟انہوں نے جواب دیا، میں اس کا غلام ہوں جس نے دو تلواروں اور نیزوں سے جہاد کیا اور دو قبلوں کی نماز پڑھی اور دو بیعتیں کیں اور دو ہجرتوں کا شرف حاصل کیا اور پلک جھپکنے کی مدت کے لیے بھی کفر نہیں کیا، میں اس کا غلام ہوں جو مومنین کے سردار، نبیوں کا وارث، اوصیاء میں اکمل، مسلمانوں میں افضل، مومنین کا حاکم ، مجاہدوں کا نور، خوف خدا میں رونے والوں کا سردار، عبادت گزاروں کی زینت، اولین کا چراغ قیام کرنے والوں کی روشنی ، فرمانبرداروں میں افضل، رب دوعالم کے پیامبرؐ کی لسان ، مومنین میں اول اور آل یاسین میں ہے ، ان کی تائید جبریل نے کی اور میکائیل نے مدد کی آسمان والوں میں محمود اور مسلمانوں و سابقین میں سید ہے، ناکثین و قاسطین کو قتل کرنے والا اور مسلمانوں کی حرمت کا محافظ ہے اور دشمنان دین سے جنگ کرنے والا ہے اور فتنہ کی جنگ بھڑکانے والوں کی آگ کو بجھانے والا ہے اور۔

وَ أَفْخَرُ مَنْ مَشَى مِنْ قُرَيْشٍ أَجْمَعِينَ، وَ أَوَّلُ مَنْ أَجَابَ وَ اسْتَجَابَ لِلَّهِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَ وَصِيُّ نَبِيِّهِ فِي الْعَالَمِينَ وَ أَمِينُهُ عَلَى الْمَخْلُوقِينَ وَ خَلِيفَةُ مَنْ بُعِثَ إِلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ سَيِّدُ الْمُسْلِمِينَ وَ السَّابِقِينَ وَ قَاتِلُ النَّاكِثِينَ وَ الْقَاسِطِينَ وَ

مُبِيدُ الْمُشْرِكِينَ، وَ سَهْمٌ مِنْ مَرَامِي اللَّهِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ وَ لِسَانُ كَلِمَةِ الْعَابِدِينَ، نَاصِرُ دَيْنِ اللَّهِ وَ وَلِيُّ اللَّهِ وَ لِسَانُ كَلِمَةِ اللَّهِ وَ نَاصِرُهُ فِي أَرْضِهِ وَ عَيْبَةُ عِلْمِهِ وَ كَهْفُ دِينِهِ إِمَامُ الْأَبْرَارِ مَنْ رَضِيَ عَنْهُ الْعَلِيُّ الْجَبَّارُ۔

میں اس کا غلام ہوں جو تمام قریش کا فخر ہے، جنہوں نے سب سے پہلے دعوت اسلام و توحید پر لبیک کہی، مومنوں کے امیر اور دو عالم میں نبی کے وصی ہیں اور تمام مخلوق میں اس کے امین ہیں اور تمام مسلمانوں میں ان کے خلیفہ اور سردار ہیں، ناکثین و قاسطین کو قتل کرنے والے اور مشرکین کو مٹانے والے اور منافقین کی سزا کے لیے خدا کی ترکش سے چھوڑے ہوئے تیر ہیں، جو کلمہ خدا کی زبان، دین خدا کے ناصر و مددگار، ولی خدا اور اس کی زمین میں اس کے ناصر اور اس کے علم کا خزانہ ہیں اس کے دین کی چٹان، نیکوکاروں کے امام ہیں جن سے خدائے علی وجبار راضی ہے۔

سَمِحٌ سَخِيٌّ حَيِيٌّ بُهْلُولٌ سَنَحْنَحِيٌّ زَكِيٌّ مُطَهَّرٌ أَبْطَحِيٌّ بَاذِلٌ جَرِيٌّ[۱۷۷] هُمَامٌ الصَّابِرُ صَوَّامٌ مَهْدِيٌّ مِقْدَامٌ، قَاطِعُ الْأَصْلَابِ مُفَرِّقُ الْأَحْزَابِ عَالِي الرِّقَابِ، أَرْبَطُهُمْ عِنَاناً وَ أَثْبَتُهُمْ جَنَاناً وَ أَشَدُّهُمْ شَكِيمَةً بَازِلٌ بَاسِلٌ صِنْدِيدٌ هِزَبْرٌ ضِرْغَامٌ حَازِمٌ عَزَّامٌ حَصِيفٌ خَطِيبٌ مِحْجَاجٌ، كَرِيمُ الْأَصْلِ شَرِيفُ الْفَضْلِ فَاضِلُ الْقَبِيلَةِ نَقِيُّ الْعَشِيرَةِ زَكِيُّ الرَّكَانَةِ مُؤَدِّي الْأَمَانَةِ، مِنْ بَنِي هَاشِمٍ وَ ابْنُ عَمِّ النَّبِيِّ (ص) وَ الْإِمَامُ مَهْدِيُّ الرَّشَادِ مُجَانِبُ الْفَسَادِ الْأَشْعَثُ الْحَاتِمُ الْبَطَلُ الْجُمَاجِمُ وَ اللَّيْثُ الْمُزَاحِمُ بَدْرِيٌّ مَكِّيٌّ حَنَفِيٌّ رُوحَانِيٌّ شَعْشَعَانِيٌّ، مِنَ الْجِبَالِ

---

۱۷۷ رجال الکشی، ص: ۷۴

شَوَاهِقُهَا وَ مِنْ ذِی الْهِضَابِ رُءُوسُهَا وَ مِنَ الْعَرَبِ سَیِّدُهَا مِنَ الْوَغَاءِ لَیْثُهَا، الْبَطَلُ الْهُمَامُ وَ اللَّیْثُ الْمِقْدَامُ وَ الْبَدْرُ التَّمَامُ، مَحَلُّ الْمُؤْمِنِینَ وَ وَارِثُ الْمَشْعَرِینَ وَ أَبُو السِّبْطَیْنِ الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ، وَ اللَّهِ أَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ حَقّاً حَقّاً عَلِیُّ بْنُ أَبِی طَالِبٍ عَلَیْهِ مِنَ اللَّهِ الصَّلَوَاتُ الزَّکِیَّةُ وَ الْبَرَکَاتُ السَّنِیَّةُ.

وہ فیاض و سخی، خندہ رو، پاک و پاکیزہ، راہ خدا میں اپنی جان و مال لٹانے والے، جرات مند، بلند ہمت، صابر، روزہ دار، ہدایت کرنے والے ہیں، مشرکین کی نسلیں کاٹنے والے، انکے لشکروں کو پراگندہ کرنے والے، عالی نسب ہیں، مضبوط دل، جن کا حملہ شدید ہیں اور شجاعت کا کامل نمونہ ہیں، دلیری کا ہر وصف انہیں زیب دیتا ہے، کریم الاصل، شریف الفضیلت، قبیلے کے سردار، قوم میں سب سے بڑے شریف، امانتوں کے ادا کرنے والے، بنی ہاشم کے چشم و چراغ اور نبی اکرم ﷺ کے چچازاد ہیں، امام، راہ حق کی ہدایت و رہنمائی کرنے والے، فساد کی جڑ اکھاڑنے والے اور مرد میدان، بہادر، شیر بیشہ شجاعتوں کے مالک، بدری، مکی روحانی، دین حنیف کے پیرو، پہاڑ کی چوٹی کی طرح سر بلند، سردار عرب، بدر کامل، ایمان کا معیار، حسنین کے بابا، خدا کی قسم، حقیقت میں امیر المومنین علی بن ابی طالب ہیں خدا کی درود و سلام ان پہ۔

۱۳۰ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ قَیْسٍ الْقُومِسِیُّ،[۱۷۸] قَالَ حَدَّثَنِی أَحْکَمُ بْنُ یَسَارٍ، عَنْ أَبِی الْحَسَنِ صَاحِبِ الْعَسْکَرِ (ع) أَنَّ قَنْبَراً مَوْلَی أَمِیرِ الْمُؤْمِنِینَ (ع) أُدْخِلَ عَلَی الْحَجَّاجِ بْنِ یُوسُفَ، فَقَالَ لَهُ مَا الَّذِی کُنْتَ تَلِی مِنْ عَلِیِّ بْنِ أَبِی طَالِبٍ فَقَالَ کُنْتُ أُوَضِّئُهُ، فَقَالَ لَهُ مَا

---

[۱۷۸] رجال الکشی، ص: ۷۵

كَانَ يَقُولُ إِذَا فَرَغَ مِنْ وُضُوئِه فَقَالَ كَانَ يَتْلُو هَذِه الْآيَةَ– فَلَمّا نَسُوا ما ذُكِّرُوا بِه فَتَحْنا عَلَيْهِمْ أَبْوابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّى إِذا فَرِحُوا بِما أُوتُوا أَخَذْناهُمْ بَغْتَةً فَإِذا هُمْ مُبْلِسُونَ فَقُطِعَ دابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَ الْحَمْدُ لِلّهِ رَبِّ الْعالَمِينَ[۱۷۹]، فَقَالَ الْحَجَّاجُ أَظُنُّهُ كَانَ يَتَأَوَّلُهَا عَلَيْنَا، قَالَ نَعَمْ. فَقَالَ مَا أَنْتَ صَانِعٌ إِذَا ضُرِبَتْ عِلَاوَتُكَ قَالَ إِذاً أَسْعَدَ وَ تَشْقَى، فَأَمَرَ بِه.

حکم بن یسار نے امام ابو الحسن عسکریؑ سے روایت کی کہ امام علیؑ کے غلام حضرت قنبر کو حجّاج بن یوسف کے سامنے پیش کیا گیااس نے پوچھا؛تم ان کی کون سی خدمت کرتے تھے؟

فرمایا: میں انہیں وضو کا پانی پیش کرتا تھا۔

اس نے پوچھاجب وضو سے فارغ ہوتے تو کیا کہتے؟

فرمایا سورہ انعام اس آیت کی تلاوت فرماتے تھے(پھر جب انہوں نے وہ نصیحت فراموش کر دی جو انہیں کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر طرح (کی خوشحالی) کے دروازے کھول دیے یہاں تک کہ وہ ان بخششوں پر خوب خوش ہو رہے تھے ہم نے اچانک انہیں اپنی گرفت میں لے لیا پھر وہ مایوس ہو کر رہ گئے،اس طرح ظالموں کی جڑ کاٹ دی گئی اور ثنائے کامل اللہ رب العالمین کے لیے ہے)۔

حجاج نے کہا، میرا خیال ہے کہ وہ اس کی ہمارے بارے میں تاویل کرتے تھے۔

۱۷۹۔سورہ انعام،۴۵،۴۴

حضرت قنبر نے کہا: ہاں، حجاج نے کہا، اگر میں تیری گردن مارنے کا حکم دوں تو تیرا ردّ عمل کیا ہے؟ فرمایا پھر میں سعادت مند اور تو بد بخت ہو گیا، حجاج نے انہیں قتل کرنے کا حکم دے دیا۔

رُشَید ہجری[۱۸۰]

۱۳۱ حَدَّثَنی أَبُو أَحْمَدَ وَ نَسَخْتُ مِنْ خَطِّه، حَدَّثَنی مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّه بْنِ مِهْرَانَ، قَالَ حَدَّثَنی مُحَمَّدُ بْنُ عَلیٍّ الصَّیْرَفیُّ، عَنْ عَلیِّ بْنِ مُحَمَّد بْنِ عَبْد اللَّه الْحَنَّاط، عَنْ وُهَیْبِ بْنِ حَفْصٍ الْجَرِیریِّ، عَنْ أَبی حَیَّانَ الْبَجَلیِّ، عَنْ قَنْوَاءَ بِنْتِ رُشَیْدِ الْهَجَریِّ، قَالَ قُلْتُ لَهَا أَخْبِرِنْی مَا سَمِعْتَ مِنْ أَبِیکِ قَالَتْ سَمِعْتُ أَبی یَقُولُ أَخْبَرَنی أَمیرُ الْمُؤْمِنینَ (ع) فَقَالَ یَا رُشَیْدُ کَیْفَ صَبْرُکَ إِذَا أَرْسَلَ إِلَیْکَ دَعِیُّ بَنِی أُمَیَّةَ فَقَطَعَ یَدَیْکَ وَ رِجْلَیْکَ وَ لِسَانَکَ! قُلْتُ یَا أَمیرَ الْمُؤْمِنِینَ[۱۸۱] آخِرُ ذَلِکَ إِلَی الْجَنَّةِ فَقَالَ یَا رُشَیْدُ أَنْتَ مَعِی فِی الدُّنْیَا وَ الْآخِرَةِ.

ابوحیان بجلی نے رشید ہجری کی دختر قنواء سے پوچھا مجھے اپنے بابا کی حدیث سنایئے ،فرمایا میں نے باپ سے سنا تھا کہ مجھے امیر المومنینؑ نے خبر دی ،اے رشید، تیرے صبر کی کیا حالت

---

[۱۸۰]۔رجال برقی، ص ۴، رجال کشی، ص۵۷ ح ۱۳۱، رجال شیخ، ص۴۱ اِصحاب علیؑ، ا، و ص۶۷ اصحاب امام حسن نمبر ا و ص۸۹، اصحاب امام حسین ، نمبر ۴، رجال ابن داود، ص۹۵، قسم اول نمبر ۶۱۵، **تنقیح المقال، ج ا ص ۴۳۱**، معجم رجال الحدیث، ص۱۹۷ نمبر ۴۵۹۸، تحریر طاووسی، ص۲۰۸ نمبر ۱۶۲، رجال علامہ حلی ص۷۵۔

[۱۸۱]رجال الکشی، ص: ۷۶

ہو گی جب بنی امیہ سے ملحق ہونے والا شخص تجھے بلائے گا اور تیرے ہاتھ ،پاوں اور زبان کاٹ دے گا؟ میں نے عرض کی؛اے امیر المومنینؑ! اس کا نتیجہ جنت ہے،آپ نے فرمایااے رشید، تو دنیاوآخرت میں میرے ساتھ ہے۔

قَالَتْ، فَوَ اللَّهِ مَا ذَهَبَتِ الْأَيَّامُ حَتَّى أَرْسَلَ إِلَيْهِ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زِيَادٍ الدَّعِيُّ فَدَعَاهُ إِلَى الْبَرَاءَةِ مِنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) فَأَبَى أَنْ يَبْرَأَ مِنْهُ، فَقَالَ لَهُ الدَّعِيُّ فَبِأَيِّ مِيتَةٍ قَالَ لَکَ تَمُوتُ فَقَالَ لَهُ أَخْبَرَنِی خَلِيلِی أَنَّکَ تَدْعُونِّی إِلَى الْبَرَاءَةِ مِنْهُ فَلَا أَبْرَأُ فَتُقَدِّمُنِی فَتَقْطَعُ يَدَیَّ وَ رِجْلَیَّ وَ لِسَانِی، فَقَالَ وَ اللَّهِ لَأُکَذِّبَنَّ قَوْلَهُ فِيکَ، قَالَ فَقَدَّمُوهُ فَقَطَعُوا يَدَيْهِ وَ رِجْلَيْهِ وَ تَرَکُوا لِسَانَهُ، فَحَمَلْتُ أَطْرَافَ يَدَيْهِ وَ رِجْلَيْهِ، فَقُلْتُ يَا أَبَتِ هَلْ تَجِدُ أَلَماً لِمَا أَصَابَکَ فَقَالَ لَا يَا بُنَيَّةِ إِلَّا کَالزِّحَامِ بَيْنَ النَّاسِ، فَلَمَّا احْتَمَلْنَاهُ وَ أَخْرَجْنَاهُ مِنَ الْقَصْرِ اجْتَمَعَ النَّاسُ حَوْلَهُ، فَقَالَ ايتُونِی بِصَحِيفَةٍ وَ دَوَاةٍ أَکْتُبْ لَکُمْ مَا يَکُونُ إِلَى يَوْمِ السَّاعَةِ! فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ الْحَجَّامَ حَتَّى قَطَعَ لِسَانَهُ، فَمَاتَ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ فِی لَيْلَتِهِ.

قنواء کہتی ہے ، خدا کی قسم ،دن گزرتے گئے یہاں تک کہ عبیداللہ بن زیاد نے انہیں امیر المومنینؑ سے براءت کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تو اس نے کہا، تجھے کس طرح کی شہادت کی خبر دی تھی ؟ تو انہوں نے جواب دیا : میرے حبیب نے مجھے خبر دی کہ تو مجھے ان سے براءت کا حکم دے گا تو میں ایسا نہ کروں گا تو تو میرے ہاتھ پاوں اور زبان کاٹ دے گا، تو اس نے کہا، خدا کی قسم میں ان کا قول جھٹلاوں گا،اور انکے ہاتھ پاوں کاٹ دیئے اور ان کی زبان چھوڑ دی لوگ انہیں اٹھا کر لائے ، میں نے عرض کی اے بابا، کیا آپ کو اس مصیبت سے درد محسوس ہو رہا ہے ،انہوں نے فرمایا اے بیٹی، مجھے بس اتنی اذیت

ہوئی ہے جتنا کہ کوئی شخص لوگوں کے ہجوم میں پھنس جائے تو اسے تکلیف محسوس ہوتی ہے ،لوگ ان کا تماشا دیکھنے کے لیے جمع ہو گئے ،انہوں نے فرمایا لوگو ، کاغذ اور قلم لے آو ، میں تمہیں قیامت تک کے مہم حوادث لکھوانا چاہتا ہوں (اور لوگوں کو امیر المومنینؑ کے فضائل لکھوانا شروع کر دیے حجاج کے لوگوں نے اسے اس کی خبر دی) تو اس نے حجام کو بھیجا اور ان کی زبان کٹوا دی اور اسی رات ان کی وفات ہو گئی۔

قَالَ: وَ كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) يُسَمِّيهِ رُشَيْدَ الْبَلَايَا وَ كَانَ قَدْ أَلْقَى إِلَيْهِ عِلْمَ الْبَلَايَا وَ الْمَنَايَا، وَ كَانَ حَيَاتَهُ إِذَا لَقِيَ الرَّجُلَ قَالَ لَهُ فُلَانٌ أَنْتَ تَمُوتُ بِمِيتَةِ كَذَا وَ تُقْتَلُ أَنْتَ يَا فُلَانُ بِقِتْلَةِ كَذَا وَ كَذَا فَيَكُونُ كَمَا يَقُولُ رُشَيْدٌ، وَ كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) يَقُولُ أَنْتَ رُشَيْدُ الْبَلَايَا أَيْ تُقْتَلُ بِهَذِهِ الْقِتْلَةِ، فَكَانَ كَمَا قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع).

کشی فرماتے ہیں ؛امیر المومنینؑ ان کو رشید البلایا والمنایا کہتے ہیں ؛اور ان کی زندگی میں جب ان سے کوئی شخص ملتا تو انہیں اس کی وفات کی خبر دیتے اور بتاتے کہ تجھے کس طرح قتل کیا جائے گا تو اسی طرح ہوتا جس طرح وہ خبر دیتے اور امیر المومنینؑ فرماتے تو رشید البلایا ہے یعنی تو اس طرح مصیبت کے ساتھ قتل ہو گا تو اسی طرح ہوا جس طرح امیر المومنینؑ نے خبر دی۔

۱۳۲ جِبْرِيلُ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مِهْرَانَ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ النَّضْرِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ الْأَسَدِيِّ، عَنْ فُضَيْلِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ خَرَجَ[۱۸۲] أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) يَوْماً إِلَى بُسْتَانِ الْبَرْنِيِّ وَ مَعَهُ أَصْحَابُهُ، فَجَلَسَ تَحْتَ نَخْلَةٍ

[۱۸۲] رجال الکشی، ص: ۷۷

ثُمَّ أَمَرَ بِنَخْلَة، فَلُقِطَتْ فَأُنْزِلَ مِنْهَا رُطَبٌ فَوُضِعَ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ، قَالُوا، فَقَالَ رُشَيْدٌ الْهَجَرِيُّ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا أَطْيَبَ هَذَا الرُّطَبَ فَقَالَ يَا رُشَيْدُ أَمَا إِنَّكَ تُصْلَبُ عَلَى جِذْعِهَا، فَقَالَ رُشَيْدٌ فَكُنْتُ أَخْتَلِفُ إِلَيْهَا طَرَفَي النَّهَارِ أَسْقِيهَا، وَ مَضَى أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) قَالَ: فَجِئْتُهَا يَوْماً وَ قَدْ قُطِعَ سَعَفُهَا قُلْتُ اقْتَرَبَ أَجَلِي، ثُمَّ جِئْتُ يَوْماً فَجَاءَ الْعَرِيفُ فَقَالَ أَجِبِ الْأَمِيرَ! فَأَتَيْتُهُ فَلَمَّا دَخَلْتُ الْقَصْرَ فَإِذَا الْخَشَبُ مُلْقًى، ثُمَّ جِئْتُ يَوْماً آخَرَ فَإِذَا النِّصْفُ الْآخَرُ قَدْ جُعِلَ زُرْنُوقاً يُسْتَقَى عَلَيْهِ الْمَاءُ، فَقُلْتُ مَا كَذَّبَنِي خَلِيلِي فَأَتَانِي الْعَرِيفُ فَقَالَ أَجِبِ الْأَمِيرَ! فَأَتَيْتُهُ فَلَمَّا دَخَلْتُ الْقَصْرَ إِذَا الْخَشَبُ مُلْقًى فَإِذَا فِيهِ الزُّرْنُوقُ فَجِئْتُ حَتَّى ضَرَبْتُ الزُّرْنُوقَ بِرِجْلِي ثُمَّ قُلْتُ: لَكَ غُذِّيتُ وَ لِي أُنْبِتَّ ثُمَّ أُدْخِلْتُ عَلَى عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَاد، فَقَالَ هَاتِ مِنْ كَذِبِ صَاحِبِكَ! فَقُلْتُ وَ اللَّهِ مَا أَنَا بِكَذَّابٍ وَ لَقَدْ أَخْبَرَنِي أَنَّكَ تَقْطَعُ يَدَيَ وَ رِجْلِي وَ لِسَانِي، قَالَ إِذًا وَ اللَّهِ نُكَذِّبُهُ اقْطَعُوا[۱۸۳] يَدَهُ وَ رِجْلَهُ وَ أَخْرِجُوهُ، فَلَمَّا حُمِلَ إِلَى أَهْلِهِ أَقْبَلَ يُحَدِّثُ النَّاسَ بِالْعَظَائِمِ وَ هُوَ يَقُولُ أَيُّهَا النَّاسُ سَلُونِي فَإِنَّ لِلْقَوْمِ عِنْدِي طَلِبَةً لَمْ يَقْضُوهَا، فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلَى ابْنِ زِيَاد فَقَالَ لَهُ مَا صَنَعْتَ قَطَعْتَ يَدَهُ وَ رِجْلَهُ وَ هُوَ يُحَدِّثُ النَّاسَ بِالْعَظَائِمِ! قَالَ رُدُّوهُ وَ قَدِ انْتَهَى إِلَى بَابِهِ، فَرَدُّوهُ فَأَمَرَ بِقَطْعِ يَدَيْهِ وَ رِجْلَيْهِ وَ لِسَانِهِ وَ أَمَرَ بِصَلْبِهِ.

---

[۱۸۳] رجال الکشی، ص: ۷۸

فضیل بن زبیر نے کہا کہ امیر المومنینؑ ایک دن زرد کھجور کے باغ کی طرف چلے گئے جبکہ آپ کے ساتھ اپنے اصحاب بھی تھے آپ ایک کھجور کے درخت کے نیچے بیٹھ گئے پھر کھجور کو حکم دیا تو اس پر خوشے آگئے پھر اس سے تازہ کھجوریں اتاری گئیں اور ان کے سامنے رکھ دی گئیں انہوں نے بیان کیا کہ رشید ہجری نے عرض کی مولا امیر المومنینؑ، یہ کھجوریں کتنی شرین ہیں، آپ نے فرمایا اے رشید، تجھے ایسی ہی کھجور کے تنے پہ سولی دی جائے گی، رشید کا بیان ہے میں صبح شام اس درخت کو پانی دیتے تھے اور اس کا خیال رکھا کرتے، جب امام امیر المومنینؑ کی شہادت ہو گئی تو رشید ایک دن اس درخت کے پاس آئے تو اس کا تنا کاٹا جا چکا ہے، میں نے دل میں کہا میری موت کا وقت کا قریب ہے پھر ایک دن ایک حکومتی شخص آیا اس نے کہا، امیر نے تجھے بلایا ہے میں اس کے پاس پہنچا جب میں دار الامارہ میں پہنچا تو وہ لکڑی پڑی ہوئی تھی پھر دوسرے دن گیا تو دوسرا حصہ کنویں کی پلی کی طرح لٹکا دیا گیا تھا میں نے کہا میرے حبیب نے سچ کہا تھا پھر میرے پاس اس کا بلانے والا آیا کہ امیر بلا رہا ہے میں اس کی طرف چلا جب قصر میں داخل ہوا، وہ لکڑی لٹکائی گئی تھی اور اس میں کنویں کی پلی پڑی ہوئی تھی اور اس پلی کو پاوں سے ٹھوکر ماری اور کہا تیرے لیے مجھے غذا دی گئی ہے اور تو میرے لیے پیدا ہوئی پھر میں عبید اللہ کے پاس پہنچا، اس نے کہا جو تیرے امام نے جھوٹ بولا پیش کر۔

میں نے کہا: خدا کی قسم! میں ہر گز جھوٹ نہیں بولتا، آپ نے مجھے خبر دی تھی کہ تو میرے ہاتھ پاوں اور زبان کاٹے گا تو اس نے کہا خدا کی قسم ہم ضرور ان کو جھٹلائیں گے اس کے ہاتھ پاوں کاٹو اور اسے باہر نکال دو، جب انہیں انکے اہل و عیال کی طرف اٹھالے جا رہے تھے تو انہوں نے لوگوں کو عظیم حادثات کی خبر دینا شروع کر دی اور کہنے لگے لوگو مجھ سے پر چھو مجھ سے پوچھو یہ قوم مجھ سے ایک بات طلب کرتے ہیں جو انہیں نصیب نہیں ہو گی، ایک شخص نے ابن زیاد کو اس کی خبر دی کہ تو نے اس کے ہاتھ پاوں کاٹ دیئے جبکہ وہ لوگوں کو

عظیم حادثات کی خبریں دے رہا ہے تو اس نے حکم دیا کہ اسے واپس لاو جبکہ لوگ انہیں انکے دروازے پر پہنچا چکے تھے ،انہیں واپس لایا گیا اور اس نے انکی زبان کاٹنے کا حکم دیا اور اس کے بعد انہیں سولی پہ لٹکا دیا۔

حبیب بن مظاہر [۱۸۴]

۱۳۳ جِبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مِهْرَانَ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ النَّضْرِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ الْأَسَدِيِّ، عَنْ فُضَيْلِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ مَرَّ مِيثَمٌ التَّمَّارُ عَلَى فَرَسٍ لَهُ فَاسْتَقْبَلَ حَبِيبَ بْنَ مُظَاهِرٍ الْأَسَدِيَّ عِنْدَ مَجْلِسِ بَنِي أَسَدٍ، فَتَحَدَّثَا حَتَّى اخْتَلَفَ أَعْنَاقُ فَرَسَيْهِمَا، ثُمَّ قَالَ حَبِيبٌ: لَكَأَنِّي بِشَيْخٍ أَصْلَعَ ضَخْمِ الْبَطْنِ يَبِيعُ الْبِطِّيخَ عِنْدَ دَارِ الزرق [الرِّزْقِ قَدْ صُلِبَ فِي حُبِّ أَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّهِ (ع) وَ يُبْقَرُ بَطْنُهُ عَلَى الْخَشَبَةِ، فَقَالَ مِيثَمٌ: وَ إِنِّي لَأَعْرِفُ رَجُلًا أَحْمَرَ لَهُ ضَفِيرَتَانِ يَخْرُجُ لِيَنْصُرَ ابْنَ نَبِيِّهِ فَيُقْتَلُ وَ يُجَالُ بِرَأْسِهِ بِالْكُوفَةِ، ثُمَّ افْتَرَقَا، فَقَالَ أَهْلُ الْمَجْلِسِ مَا رَأَيْنَا أَحَداً أَكْذَبَ مِنْ هَذَيْنِ، قَالَ،

---

[۱۸۴]۔ رجال شیخ، ص ۳۸، من إصحاب إمیر المؤمنین، نمبر ۳، "حبیب بن مظاہر اسدی" وص ۶۷، إصحاب حسن، نمبر ۱، وص ۷۲، إصحاب حسین، نمبر ۱، رجال برقی، ص ۴ إصحاب إمیر المؤمنین، شرطۃ الخمیس میں کہا " حبیب بن مظاہر اسدی، رجال ابن داود، ص ۷۰ قسم اول، نمبر ۳۷۸، رجال علامہ حلی، ص ۶۱ نمبر ۲، فرمایا؛ "حبیب بن مظہر الاسدی - بضم المیم وفتح الظاء المعجمۃ وتشدید الہاء والراء اخیرا، وقیل: مظاہر - مشکور رحمہ اللہ، قتل مع الحسین علیہ السلام بکربلاء"، تنقیح المقال، مامقانی، ج ۱ ص ۲۵۳۔

فَلَمْ يَفْتَرِقْ أَهْلُ الْمَجْلِسِ حَتَّى أَقْبَلَ رُشَيْدٌ الْهَجَرِيُّ فَطَلَبَهُمَا[۱۸۵] فَسَأَلَ أَهْلَ الْمَجْلِسِ عَنْهُمَا فَقَالُوا: افْتَرَقَا وَ سَمِعْنَاهُمَا يَقُولَانِ كَذَا وَ كَذَا، فَقَالَ رُشَيْدٌ رَحِمَ اللَّهُ مِيثَماً نَسِيَ وَ يُزَادُ فِي عَطَاءِ الَّذِي يَجِيءُ بِالرَّأْسِ مِائَةُ دِرْهَمٍ، ثُمَّ أَدْبَرَ، فَقَالَ الْقَوْمُ هَذَا وَ اللَّهِ أَكْذَبُهُمْ، فَقَالَ الْقَوْمُ هَذَا وَ اللَّهِ مَا ذَهَبَتِ الْأَيَّامُ وَ اللَّيَالِي حَتَّى رَأَيْنَاهُ مَصْلُوباً عَلَى بَابِ دَارِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، وَ جِيءَ بِرَأْسِ حَبِيبِ بْنِ مُظَاهِرٍ قَدْ قُتِلَ مَعَ الْحُسَيْنِ (ع) وَ رَأَيْنَا كُلَّ مَا قَالُوا-

فضیل بن زبیر نے کہا کہ ایک دن میثم تمار اور حبیب بن مظاہر مختلف سمتوں سے آرہے تھے کہ راستے میں بنی اسد کی ایک مجلس کے نزدیک ان کی ملاقات ہو گئی کچھ دیر باتیں کرتے رہے اس وقت وہ باہم اس قدر قریب ہوگئے کہ دونوں کے گھوڑوں کی گردنیں باہم ملی ہوئی تھیں پھر حبیب نے کہا میں گویا عمر رسیدہ بزرگ کو دیکھ رہا ہوں جن کے سر کے اگلے حصہ پر بال نہیں، پیٹ بڑا ہے اور دار الرزق کے پاس خربوزے کے بیچتا ہے اسے محبت اہل بیت کے حرم کی پاداش میں سولی پر لٹکا دیا گیا ہے، یہ سن کر میثم تمار نے کہا میں بھی ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں جس کا رنگ سرخ و سفید ہے اور سر پر دو گیسوں ہیں جو اپنے رسول کے نواسے کی نصرت کے لیے نکلے گا اور قتل کیا جائے گا اور پھر اس کے سر کو کوفہ کے بازاروں میں پھرایا جائے گا اس گفتگو کے بعد وہ جدا ہو گئے کچھ لوگ جو ان دونوں کی پر اسرار گفتگو کو سن رہے تھے کہنے لگے ہم نے ان سے زیادہ کوئی جھوٹا نہیں دیکھا ابھی اہل مجلس اسی جگہ تھے کہ رشید ہجری ان دونوں کی تلاش میں وہاں پہنچ گئے اور اہل مجلس سے انکے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا ابھی یہاں موجود تھے اور اس قسم کی باتیں کر رہے تھے تو رشید نے کہا، خدا میثم پر رحم کرے وہ اس

[۱۸۵] رجال الکشی، ص: ۷۹

قدر بھول گئے کہ جو دختر رسول کے ناصر کا سر دربار میں پیش کرے گا اسے ایک سو درہم دوسروں سے زیادہ انعام دیا جائے گا اور یہ بیان کر کے رشید چلے گئے لیکن یہ سن کر لوگ کہنے لگے بخدا، یہ ان دونوں سے زیادہ جھوٹا ہے، راویوں کا بیان ہے کوئی زیادہ مدت نہیں گزری تھی کہ ہم نے کوفہ میں عمرو بن حریث کے دروازے پر میثم تمار کو سولی پر لٹکے ہوئے دیکھا اور حبیب کے سر کو بازاروں میں پھراتے ہوئے دیکھا، اس طرح انہوں نے جو کچھ کہا تھا ہم نے بچشم خود دیکھ لیا۔

وَ كَانَ حَبِيبٌ مِنَ السَّبْعِينَ الرِّجَالِ الَّذِينَ نَصَرُوا الْحُسَيْنَ (ع) وَ لَقُوا جِبَالَ الْحَدِيدِ وَ اسْتَقْبَلُوا الرِّمَاحَ بِصُدُورِهِمْ وَ السُّيُوفَ بِوُجُوهِهِمْ وَ هُمْ يُعْرَضُ عَلَيْهِمُ الْأَمَانُ وَ الْأَمْوَالُ فَيَأْبَوْنَ وَ يَقُولُونَ لَا عُذْرَ لَنَا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ (ص) إِنْ قُتِلَ الْحُسَيْنُ وَ مِنَّا عَيْنٌ تَطْرِفُ حَتَّى قُتِلُوا حَوْلَهُ، وَ لَقَدْ مَزَحَ حَبِيبُ بْنُ مُظَاهِرٍ الْأَسَدِيُّ، فَقَالَ لَهُ يَزِيدُ بْنُ حُصَيْنٍ الْهَمْدَانِيُّ وَ كَانَ يُقَالُ لَهُ سَيِّدُ الْقُرَّاءِ يَا أَخِي لَيْسَ هَذِهِ بِسَاعَةِ ضَحِكٍ، قَالَ فَأَيُّ مَوْضِعٍ أَحَقُّ مِنْ هَذَا بِالسُّرُورِ وَ اللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ تَمِيلَ عَلَيْنَا هَذِهِ الطَّغَامُ بِسُيُوفِهِمْ فَنُعَانِقَ الْحُورَ الْعِينَ. قَالَ الْكَشِّيُّ: هَذِهِ الْكَلِمَةُ مُسْتَخْرَجَةٌ مِنْ كِتَابِ مَفَاخِرِ الْكُوفَةِ وَ الْبَصْرَةِ.

حبیب ان ستر افراد میں سے تھے جنہوں نے امام حسین کی نصرت کی اور لوہے کی تلواروں سے ٹکرا گئے اور اپنے سینے نیزوں اور اپنے چہرے تلواروں کے سپرد کر دیئے حالانکہ دشمن انہیں امان اور مال و دولت کی پیش کش کر رہے تھے مگر انہوں نے یہ سب کچھ ٹھکرا دیا اور کہنے لگے اگر ہمارے سامنے امام حسین شہید ہو جائیں تو ہم رسول اکرم کے پاس کیسے جائیں گے؟ یہاں تک کہ وہ امام حسین کے گرد اگرد شہید ہو گئے، عاشورا کے دن حبیب خوشی سے ہنس پڑے تو

زید بن حصین ہمدانی نے کہاجو سید القراء تھے ؛یہ گھڑی ہنسنے کی نہیں ہے ! توحبیب نے جواب دیاتو پھر کونسی گھڑی اس سے زیادہ خوشی کی سزاوار ہے ،خدا کی قسم یہ اوباش غنڈے ابھی ہم پر حملہ کریں گے اور ہم حور العین سے جاملیں گے ، کشی فرماتے ہیں یہ آخری تبصرہ میں نے کتاب مفاخر کوفہ وبصرہ سے اخذ کیاہے ۔

میثم تمّار[۱۸۶]

۱۳۴ حَمْدَوَيْه وَ إِبْرَاهِيم، قَالا حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ نُوحٍ، عَنْ صَفْوَانَ،[۱۸۷] عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْد، عَنْ ثَابِتٍ الثَّقَفِيِّ، قَالَ لَمَّا مُرَّ بِمِيثَمٍ لِيُصْلَبَ، قَالَ رَجُلٌ يَا مِيثَمُ لَقَدْ كُنْتَ عَنْ هَذَا غَنِيّاً، قَالَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ مِيثَمٌ ثُمَّ قَالَ: وَ اللَّهِ مَا نَبَتَتْ هَذِهِ النَّخْلَةُ إِلَّا لِي وَ لَا اغْتَذَيْتُ إِلَّا لَهَا.

ثابت ثقفی کا بیان ہے جب میثم کو سولی چڑھانے کے لیے لے جارہے تھے تو ایک شخص نے کہا: اے میثم! تم تو اس سے بڑے بے نیاز تھے، تو میثم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا خدا کی قسم میں نے اس کھجور کو صرف اپنے لیے لگایا اور اس کی پرورش کی۔

---

[۱۸۶]۔ رجال البرقی ۴، رجال الکشی، ص۹۷۔۸۷، الاختصاص شیخ مفید، ص ۳، ۷، ۸، ۶۱، ۷۵، ۷۶، الارشاد مفید، ص ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، رجال الطوسی ۵۸ن ۶ و ۷۰ن ۳ و ۷۹ن ۱، فہرست الطوسی ۱۱۳ان ۶ ۷ ۳ (ضمن ترجمۃ علی بن إسماعیل بن میثم) و ۱۷۳ان ۲۵، روضۃ الواعظین فتال نیشابوری ۲۸۸، المناقب ابن شہر آشوب ۴ص۲۸، رجال علّامہ حلی ۸۸ نمبر ۳ (ضمن ترجمۃ صالح بن میثم)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ۳ص۷۹ ۴ نمبر ۸۴۷۴، نقد الرجال ۳۵۹، جامع الرواۃ ۲ص ۲۸۴، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۳۵۶ن ۱۱۹۸، بہجۃ الآمال ۷ ص ۱۲۳، تنقیح المقال ۳ص ۲۶۲ نمبر ۱۲۳۴۴، تأسیس الشیعۃ ۲۸۳، ۳۵۵، إعیان الشیعۃ ۱۰ص۱۹۸، الذریعۃ إلی تصانیف الشیعۃ ۴ص۳۱۷ن ۱۳۳۹، میثم التمار محمد حسین المظفر، الاعلام زرکلی ۷ ص۳۳۶، معجم رجال الحدیث ۱۹ص ۹۳ن ۱۲۹۱۴ و ۹۴ن ۱۲۹۱۶، قاموس الرجال ۹ص ۱۶۴۔

[۱۸۷] رجال الکشی، ص: ۸۰

۱۳۵ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّد، عَنْ مُحَمَّد بْنِ أَحْمَدَ النَّهْدِیِّ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ مَعْرُوف، عَنْ صَفْوَانَ، عَنْ یَعْقُوبَ بْنِ شُعَیْب، عَنْ صَالِحِ بْنِ مِیثَمٍ، قَالَ أَخْبَرَنِی أَبُو خَالِد التَّمَّارُ، قَالَ کُنْتُ مَعَ مِیثَمٍ التَّمَّارِ بِالْفُرَاتِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَهَبَّتْ رِیحٌ وَ هُوَ فِی سَفِینَة مِنْ سُفُنِ الرُّمَّانِ، قَالَ فَخَرَجَ فَنَظَرَ إِلَی الرِّیحِ فَقَالَ: شُدُّوا بِرَأْسِ سَفِینَتِکُمْ إِنَّ هَذِهِ رِیحٌ عَاصِفٌ مَاتَ مُعَاوِیَةُ السَّاعَةَ، قَالَ فَلَمَّا کَانَتِ الْجُمُعَةُ الْمُقْبِلَةُ قَدِمَ بَرِیدٌ مِنَ الشَّامِ فَلَقِیتُهُ فَاسْتَخْبَرْتُهُ، فَقُلْتُ لَهُ یَا عَبْدَ اللَّهِ مَا الْخَبَرُ قَالَ النَّاسُ عَلَی أَحْسَنِ حَالٍ تُوُفِّیَ أَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ وَ بَایَعَ النَّاسُ یَزِیدَ، قَالَ قُلْتُ أَیُّ یَوْمٍ تُوُفِّیَ قَالَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ.

ابو صالح کا بیان ہے کہ جمعہ کا دن تھا میں اور میثم تمار دریائے فرات میں کشتی کا سفر کر رہے تھے اچانک سخت آندھی چلی تو انہوں نے نکل کر دیکھا اور اس کی خصوصیات کا مشاہدہ کرنے کے بعد فرمایا اپنی کشتیوں کو باندھ دو، یہ طوفان ہے معاویہ ابھی مرا ہے، میں نے یہ سن کر تعجب کیا پس جب دوسرا جمعہ ہوا شام سے قاصد پہنچ گیا اس نے معاویہ کے مرنے کی اطلاع دی۔

میں نے اس سے معاویہ کے مرنے کی تاریخ اور دن پوچھا تو اس نے وہی تاریخ اور دن بتایا جو کہ میثم نے مجھے پہلے بتا دیا تھا میں نے قاصد سے پوچھا اے بندہ خدا کیا خبر لائے ہو؟

اس نے کہا لوگ ٹھیک ہیں اور امیر مر چکا ہے اور لوگوں نے یزید کی بیعت کر لی ہے میں نے پوچھا معاویہ کس دن مرا؟ اس نے کہا پچھلے جمعہ کے دن۔

۱۳۶ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود،قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو مُحَمَّد عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّد بْنِ خَالِد الطَّیَالِسِیُّ،قَالَ حَدَّثَنِی الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ ابْنِ بِنْتِ إِلْیَاسَ الْوَشَّاءُ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ خِدَاشٍ الْمُهْرِیِّ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ إِسْمَاعِیلَ، عَنْ فُضَیْلٍ الرَّسَّانِ، عَنْ حَمْزَةَ

بْنِ مِيثَمٍ، قَالَ خَرَجَ أَبِي إِلَى الْعُمْرَةِ، فَحَدَّثَنِي قَالَ اسْتَأْذَنْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ (رَحْمَةُ اللَّه عَلَيْهَا) فَضَرَبَتْ بَيْنِي وَ بَيْنَهَا خدْراً، فَقَالَتْ لِي أَنْتَ مِيثَمٌ فَقُلْتُ أَنَا مِيثَمٌ فَقَالَتْ كَثِيراً مَا رَأَيْتُ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ ابْنَ فَاطِمَةَ (صَلَوَاتُ اللَّه عَلَيْهِمْ) يَذْكُرُكَ، قُلْتُ فَأَيْنَ هُوَ قَالَتْ خَرَجَ فِي غَنَمٍ لَهُ آنفاً، قُلْتُ أَنَا[۱۸۸]وَاللَّه أُكْثِرُ ذِكْرَهُ فَأَقْرِئِيهِ السَّلَامَ فَإِنِّي مُبَادِرٌ، فَقَالَتْ يَا جَارِيَةُ اخْرُجِي فَادْهُنِيهِ! فَخَرَجَتْ فَدَهَنَتْ لِحْيَتِي بِبَانٍ، فَقُلْتُ أَمَا وَ اللَّه لَئِنْ دَهَنْتِهَا لَتُخْضَبَنَّ فِيكُمْ بِالدِّمَاءِ، فَخَرَجْنَا فَإِذَا ابْنُ عَبَّاسٍ (رَحْمَةُ اللَّه عَلَيْهِمَا) جَالِسٌ، فَقُلْتُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ سَلْنِي مَا شِئْتَ مِنْ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ فَإِنِّي قَرَأْتُ تَنْزِيلَهُ عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) وَ عَلَّمَنِي تَأْوِيلَهُ! فَقَالَ يَا جَارِيَةُ الدَّوَاةَ وَ قِرْطَاساً، فَأَقْبَلَ يَكْتُبُ، فَقُلْتُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ كَيْفَ بِكَ إِذَا رَأَيْتَنِي مَصْلُوباً تَاسِعَ تِسْعَةٍ أَقْصَرَهُمْ خَشَبَةً وَ أَقْرَبَهُمْ بِالْمَطْهَرَةِ۔

حمزہ بن میثم کا بیان ہے کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ وہ عمرہ کے لیے تشریف لے گئے تو مجھے حدیث نقل کی کہ میں نے ام سلمی سے انکے پاس حاضر ہونے کی اجازت طلب کی تو میرے اور ان کے درمیان ایک پردہ لٹکا دیا گیا، انہوں نے فرمایا تو میثم ہے؟ میں نے عرض کی ہاں، فرمایا میں نے امام حسین سے تیرا بہت ذکر خیر سنا ہے میں نے عرض کی آپ اب کہاں ہونگے؟ فرمایا ابھی آپ اپنی جائیداد کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔

---

[۱۸۸] رجال الکشی، ص: ۸۱

میں نے عرض کی ،خدا کی قسم ، ان سے زیادہ میں ان کا ذکر خیر کرتا ہوں میرا اسلام آپ کو پہنچانا میں ابھی جلدی میں ہوں ،تو انہوں نے کہا اے کنیز انہیں تیل لگا دو تو اس نے میری داڑھی میں بان کی خوشبو کا تیل لگا دیا۔

میں نے عرض کی ،خدا کی قسم ،اگر تم نے اسے خوشبودار تیل لگایا ہے تمہاری محبت میں یہ خون سے رنگین ہوگی ،ہم وہاں سے نکلے اچانک ابن عباس بیٹھے ہوئے مل گئے میں نے کہا ارے جو چاہے قرآن کی تفسیر پوچھو میں نے قرآن کی تنزیل کا علم امام امیر المومنین سے سیکھا ہے اور مجھے آپ نے اس کی تاویل کی بھی تعلیم دی۔

ابن عباس نے کہا ،کنیز ذرا قلم دوات لادو ،میں نے کہا اے ابن عباس اس وقت تیری کیا حالت ہوگی جب تو مجھے ان نو میں سے ایک سولی پہ لٹکا ہوا پائے گا جن کی پھانسی کی لکڑی چھوٹی اور جائے طہارت کے قریب ہوگی۔

فَقَالَ لِی وَ تَکَهَّنُ أَیْضاً خَرَقَ الْکِتَابَ، فَقُلْتُ مَهْ احْتَفِظْ بِمَا سَمِعْتَ مِنِّی فَإِنْ یَکُ مَا أَقُولُ لَکَ حَقّاً أَمْسَکْتَهُ وَ إِنْ یَکُ بَاطِلًا خَرَقْتَهُ! قَالَ هُوَ ذَاکَ. فَقَدِمَ أَبِی عَلَیْنَا فَمَا لَبِثَ یَوْمَیْنِ حَتَّی أَرْسَلَ عُبَیْدُ اللَّهِ بْنُ زِیَادٍ فَصَلَبَهُ تَاسِعَ تِسْعَةٍ أَقْصَرَهُمْ خَشَبَةً وَ أَقْرَبَهُمْ إِلَی الْمَطْهَرَةِ، فَرَأَیْتُ الرَّجُلَ الَّذِی جَاءَ إِلَیْهِ لِیَقْتُلَهُ وَ قَدْ أَشَارَ إِلَیْهِ بِالْحَرْبَةِ وَ هُوَ یَقُولُ أَمَا وَ اللَّهِ لَقَدْ کُنْتُ مَا عَلِمْتُکَ إِلَّا قَوَّاماً ثُمَّ طَعَنَهُ فِی خَاصِرَتِهِ فَأَجَافَهُ فَاحْتَقَنَ الدَّمُ فَمَکَثَ یَوْمَیْنِ ثُمَّ إِنَّهُ فِی الْیَوْمِ الثَّالِثِ بَعْدَ الْعَصْرِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ انْبَعَثَ مَنْخِرَاهُ دَماً فَخُضِبَتْ لِحْیَتُهُ بِالدِّمَاءِ.

ابن عباس نے کہا تو کہانت کا شکار ہے اور اس ورق کو پھاڑنے لگے میں نے کہا ارے ٹھہرنا ،جو کچھ مجھ سے سنا ہے اسے محفوظ کرلے اگر ایسے ہی ہو جیسے میں نے کہا ہے تو اسے سنبھال کر

رکھنا اور اگر یہ غلط نکلے تو اسے پھاڑ دینا ،اس نے کہا ٹھیک ہے ، راوی کہتا ہے میرے والد گھر واپس آئے ابھی دو دن نہیں گزرے تھے کہ عبید اللہ بن زیاد نے انہیں قید کرایا اور نو افراد کے آخر میں ان کو پھانسی دی جن کی پھانسی کی لکڑی چھوٹی اور جائے طہارت کے قریب تھی، میں نے دیکھا اس شخص کو جو انہیں قتل کرنے آیا اس نے اس کی گرز کی طرف اشارہ کیا اور کہا میں نے تجھے بڑا سیدھا بنایا اور پھر ان کی ران میں دے مارا، خون بہتا رہا، دو دن اسی حالت میں رہے پھر تیسرے دن عصر کے بعد اور مغرب سے پہلے ان کی ناک سے خون شروع ہو گیا اور ان کی ریش خون سے رنگین ہو گئی۔

١٣٧ قَالَ أَبُو النَّصْرِ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، وَ حَدَّثَنِی أَيْضاً بِهَذَا الْحَدِيثِ عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَقْرَعِ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ مَهْزِيَارَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ فُضَيْلٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مِيثَمٍ. قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ[١٨٩]: هُوَ حَمْزَةُ بْنُ مِيثَمٍ خَطَأً، وَ قَالَ عَلِيٌّ: أَخْبَرَنِی بِهِ الْوَشَّاءُ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ سَوَاءً غَيْرَ أَنَّهُ ذَكَرَ عِمْرَانَ بْنَ مِيثَمٍ.اسے دوسری سند سے نقل کیا۔

١٣٨ حَمْدَوَيْهِ وَ إِبْرَاهِيمُ،قَالا حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ حَنَانِ بْنِ سَدِيرٍ،عَنْ أَبِيهِ،عَنْ جَدِّهِ،قَالَ قَالَ لِی مِيثَمٌ التَّمَّارُ ذَاتَ يَوْمٍ يَا أَبَا حُكَيْمٍ إِنِّی أُخْبِرُكَ بِحَدِيثٍ وَ هُوَ حَقٌّ، قَالَ فَقُلْتُ يَا أَبَا صَالِحٍ بِأَيِّ شَيْءٍ تُحَدِّثُنِی قَالَ إِنِّی أَخْرُجُ الْعَامَ إِلَى مَكَّةَ فَإِذَا قَدِمْتُ الْقَادِسِيَّةَ رَاجِعاً أَرْسَلَ إِلَيَّ هَذَا الدَّعِيُّ ابْنُ زِيَادٍ رَجُلًا فِی مِائَةِ فَارِسٍ حَتَّى يَجِيءَ بِی إِلَيْهِ، فَيَقُولُ لِی أَنْتَ مِنْ هَذِهِ السَّبَّابَةِ الْخَبِيثَةِ

---

[١٨٩]۔رجال الکشی، ص: ۸۲۔

الْمُحْتَرِقَة الَّتی قَدْ یَبِسَتْ عَلَیْهَا جُلُودُهَا وَ ایْمُ اللَّه لَأُقَطِّعَنَّ یدَکَ وَ رِجْلَکَ! فَأَقُولُ لَا رَحِمَکَ اللَّهُ فَوَ اللَّه لَعَلِیٌّ کَانَ أَعْرَفَ مِنْکَ مِنْ حَسَنٍ حینَ ضَرَبَ رَأْسَکَ بِالدِّرَّة فَقَالَ لَهُ الْحَسَنُ یَا أَبَة لَا تَضْرِبْهُ فَإِنَّهُ یُحِبُّنَا وَ یُبْغِضُ عَدُوَّنَا، فَقَالَ لَهُ عَلِیٌّ (ع) مُجیباً لَهُ اسْکُتْ یَا بُنَیَّ فَوَ اللَّه لَأَنَا أَعْلَمُ بِه مِنْکَ فَوَ الَّذی فَلَقَ الْحَبَّةَ وَ بَرَأَ النَّسَمَةَ إِنَّهُ لَوَلِیٌّ لِعَدُوِّکَ وَ عَدُوٌّ لِوَلِیِّکَ، قَالَ، فَیَأْمُرُ بی عِنْدَ ذَلِکَ فَأُصْلَبُ فَأَکُونُ أَوَّلَ هَذه الْأُمَّة أُلْجَمُ بِالشَّرِیطِ فِی الْإِسْلَامِ[190] فَإِذَا کَانَ یَوْمُ الثَّالِث فَقُلْتُ غَابَت الشَّمْسُ أَوْ لَمْ تَغِبْ ابْتَدَرَ مَنْخِرَایَ دَماً عَلَى صَدْرِی وَ لِحْیَتِی. قَالَ: فَرَصَدْنَاهُ فَلَمَّا کَانَ یَوْمُ الثَّالِث فَقُلْتُ غَابَت الشَّمْسُ أَوْ لَمْ تَغِبْ ابْتَدَرَ مَنْخِرَاهُ عَلَى صَدْرِه وَ لِحْیَتِه دَماً، قَالَ: فَاجْتَمَعْنَا سَبْعَةً مِنَ التَّمَّارِینَ فَاتَّعَدْنَا لِحَمْلِه فَجِئْنَا إِلَیْه لَیْلًا وَ الْحُرَّاسُ یَحْرُسُونَهُ وَ قَدْ أَوْقَدُوا النَّارَ فَحَالَت النَّارُ بَیْنَنَا وَ بَیْنَهُمْ، فَاحْتَمَلْنَاهُ بِخَشَبَتِه حَتَّى انْتَهَیْنَا بِه إِلَى فَیْضٍ مِنْ مَاءٍ فِی مُرَادٍ فَدَفَنَّاهُ فیه وَ رَمَیْنَا بِخَشَبَتِه فِی مُرَادٍ فِی الْخَرَابِ، وَ أَصْبَحَ فَبَعَثَ الْخَیْلَ فَلَمْ یَجِدْ شَیْئاً، قَالَ، وَ قَالَ یَوْماً: یَا أَبَا حُکَیْمٍ تَرَى هَذَا الْمَکَانَ لَیْسَ یُؤَدَّى فیه طَسْقٌ وَ الطَّسْقُ أَدَاءُ الْأَجْرِ، وَ لَئِنْ طَالَتْ بِکَ الْحَیَاةُ لَتُؤَدِّیَنَّ طَسْقَ هَذَا الْمَکَانِ إِلَى رَجُلٍ فِی دَارِ الْوَلِیدِ بْنِ عُقْبَةَ اسْمُهُ زُرَارَةُ. قَالَ سَدِیرٌ: فَأَدَّیْتُهُ عَلَى خِزْیٍ إِلَى رَجُلٍ فِی دَارِ الْوَلِیدِ بْنِ عُقْبَةَ یُقَالُ لَهُ زُرَارَةُ.

[190] رجال الکشی، ص: ۸۳

حنان بن سدیر نے اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کی کہ ایک دن مجھے میثم تمار نے کہا اے ابو حکیم! میں تجھے ایک ایسی بات بتاوں جو حق ہے، میں نے کہا اے ابو صالح ،وہ کیا ہے ؟فرمایا میں اس سال مکہ گیا جب واپسی پر قادسیہ پہنچا تو میری طرف اس بے نسلے نے سو گھڑ سوار بھیجے وہ مجھے اس کے پاس لے گئے ،اس نے مجھ سے کہا تو ان سبابہ (خلفاء کو سب و شتم کرنے والے، سبائیہ گروہ میں سے نہایت خشک مزاج شخص ہے جو خبیث دل جلے ہیں ،مجھے خدا کی قسم میں تیرے ہاتھ پاوں کاٹوں گا میں نے کہا خدا تجھے غارت کرے ،امام علیؑ حسن کی نسبت تجھے زیادہ پہچانتے تھے جب امام علی نے تجھے درہ مارا اور امام حسن نے کہا: بابا اسے نہ ماریں، یہ ہم سے محبت رکھتا ہے، اور ہمارے دشمنوں سے بغض رکھتا ہے، تو امام علی نے جواب دیا تھا کہ اے بیٹا خاموش رہو خدا کی قسم میں اس کی حقیقت کو تم سے زیادہ جانتا ہوں اس ذات کی قسم جس نے دانہ کو شگوفہ کیا اور روح خلق کی یہ تیرے دشمن کا دوست اور تیرے دوستداروں کا دشمن ہے، میثم نے کہا یہ مجھے سولی پر لٹکانے کا حکم دے گا، اور میں اس امت میں پہلا ہونگا جسے کھجور کے پتوں سے بٹی ہوئی رسی سے لٹکایا جائیگا،جب تیسرا دن ہوگا دن غروب ہو یا نہ، میری ناک سے خون جاری ہوگا سینے و داڑھی کو رنگین کرے گا،تو ہم سات کھجور فروش جمع ہوئے اور ہم نے انکو اٹھالے بھاگنے پر اتفاق کر لیا، ہم رات کے وقت میثم کی سولی کے مقام پہ آئے جبکہ پہرے دار پہرہ دے رہے تھے انہوں نے آگ جلائی ہوئی تھی وہ آگ ہمارے اور ان کے درمیان حائل تھی تو ہم انہیں سولی کے لکڑی سمیت لے گئے یہاں تک کہ ہم قبیلہ بنی مراد کے ایک گھاٹ پر پہنچے، اور وہیں انہیں دفن کر دیا اور وہ لکڑی بنی مراد کے خرابے میں پھینک دی، صبح ہوئی تو ابن زیاد نے گھوڑے سوار بھیجے مگر انہیں کچھ نہ ملا، راوی کا بیان ہے کہ ایک دن میثم نے مجھ سے کہا اے ابو حکم تم اس جگہ کو دیکھ رہے ہو جہاں زمیں کا خراج ادا نہیں کیا جاتا، اگر تیری زندگی دراز ہوئی تو تم اس جگہ کا خراج ولید بن

عقبہ کے گھر میں زرارہ نامی شخص کو دو گے ، سدیر نے کہا؛ میں نے مجبور ہو کر وہیں اس کا ٹیکس ادا کیا۔

۱۳۹ جِبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ،حَدَّثَنِى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مِهْرَانَ،قَالَ حَدَّثَنِى مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الصَّيْرَفِيُّ،عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ،عَنْ يُوسُفَ بْنِ عِمْرَانَ الْمِيثَمِيِّ،قَالَ سَمِعْتُ مِيثَمَ النَّهْرَوَانِيَّ يَقُولُ دَعَانِى أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع)وَ قَالَ كَيْفَ أَنْتَ يَا مِيثَمُ إِذَا دَعَاكَ دَعِيُّ بَنِى أُمَيَّةَ ابْنُ دَعِيِّهَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زِيَادٍ إِلَى الْبَرَاءَةِ مِنِّى فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَنَا وَ اللَّهِ لَا أَبْرَأُ مِنْكَ، قَالَ إِذاً وَ اللَّهِ يَقْتُلُكَ وَ يَصْلُبُكَ، قُلْتُ أَصْبِرُ فَذَاكَ فِى اللَّهِ قَلِيلٌ، فَقَالَ يَا مِيثَمُ إِذاً تَكُونُ مَعِى[191] فِى دَرَجَتِى. قَالَ، وَ كَانَ مِيثَمٌ يَمُرُّ بِعَرِيفِ قَوْمِهِ وَ يَقُولُ يَا فُلَانُ كَأَنِّى بِكَ وَ قَدْ دَعَاكَ دَعِيُّ بَنِى أُمَيَّةَ ابْنُ دَعِيِّهَا فَيَطْلُبُنِى مِنْكَ أَيَّاماً، فَإِذَا قَدِمْتُ عَلَيْكَ ذَهَبْتَ بِى إِلَيْهِ حَتَّى يَقْتُلَنِى عَلَى بَابِ دَارِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الرَّابِعِ ابْتَدَرَ مَنْخِرَاىَ دَماً عَبِيطاً، وَ كَانَ مِيثَمٌ يَمُرُّ بِنَخْلَةٍ فِى سَبَخَةٍ فَيَضْرِبُ بِيَدِهِ عَلَيْهَا وَ يَقُولُ يَا نَخْلَةُ مَا غُذِّيتِ إِلَّا لِى وَ مَا غُذِّيتُ إِلَّا لَكِ، وَ كَانَ يَمُرُّ بِعَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ وَ يَقُولُ يَا عَمْرُو إِذَا جَاوَرْتُكَ فَأَحْسِنْ جِوَارِى، فَكَانَ عَمْرٌو يَرَى أَنَّهُ يَشْتَرِى دَاراً أَوْ ضَيْعَةً لِزِيقِ ضَيْعَتِهِ فَكَانَ يَقُولُ لَهُ عَمْرٌو لَيْتَكَ قَدْ فَعَلْتَ!

[191] رجال الکشی، ص: ۸۴

میثم نہروانی کا بیان ہے کہ مجھے امام امیر المومنینؑ نے بلایا اور فرمایا اے میثم، تیری اس وقت کیا حالت ہو گی جب بنی امیہ کا بے نسلا شخص عبید اللہ بن زیاد تجھے مجھ سے براءت کرنے کے لیے بلائے گا میں نے عرض کی ؛اے امیر المومنینؑ! خدا کی قسم میں آپ سے براءت نہیں کرونگا فرمایا خدا کی قسم پھر وہ تجھے قتل کریگا اور سولی چڑھائے گا، میں نے عرض کی ؛تو میں صبر کروں گا اور خدا کے لیے یہ بہت کم ہے ،فرمایا اے میثم، پھر تو میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا ،راوی کا بیان ہے کہ میثم اپنی قوم کے رئیس کے پاس سے گزرتے تو فرماتے ؛اے فلاں، گویا میں دیکھ رہا ہوں کے بنی امیہ کا بے نسلا شخص تجھ سے میرا مطالبہ کرے گا جب میں تیرے پاس آوں گا تو مجھے لے کر اس کے پاس جائے گا یہاں تک کہ وہ مجھے عمرو بن حریث کے گھر کے دروازے پہ قتل کریگا،اور چوتھے روز میری ناک سے گاڑھا خون جاری ہو گا اور جب میثم شور زمین میں موجود کھجور کے درخت کے پاس سے گزرتے تو اس پہ اپنا ہاتھ مار کے کہتے اے، کھجور تجھے میرے لیے اور مجھے تیرے لیے رزق دیا گیا ہے ،جب عمرو بن حریث کے پاس سے گزرتے تو فرماتے ، جب میں تیرا ہمسایہ بنوں تو حق ہمسائیگی کو اچھی طرح نبھانا ، تو عمرو خیال کرتا تھا کہ وہ اس کی جائیداد کے قریب کہیں کوئی گھر یا جائیداد خریدنا چاہتے ہیں تو عمرو جواب میں کہتا: شاید تم یہ کرو!

ثُمَّ خَرَجَ مِيثَمٌ النَّهْرَوَانِيُّ إِلَى مَكَّةَ فَأَرْسَلَ الطَّاغِيَةُ عَدُوُّ اللَّهِ ابْنُ زِيَادٍ إِلَى عَرِيفِ مِيثَمٍ فَطَلَبَهُ مِنْهُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ بِمَكَّةَ، فَقَالَ لَهُ لَئِنْ لَمْ تَأْتِنِي بِهِ لَأَقْتُلَنَّكَ، فَأَجَّلَهُ أَجَلًا، وَ خَرَجَ الْعَرِيفُ إِلَى الْقَادِسِيَّةِ يَنْتَظِرُ مِيثَماً، فَلَمَّا قَدِمَ مِيثَمٌ قَالَ أَنْتَ مِيثَمٌ قَالَ نَعَمْ أَنَا مِيثَمٌ. قَالَ تَبَرَّأْ مِنْ أَبِي تُرَابٍ! قَالَ لَا أَعْرِفُ أَبَا التُّرَابِ، قَالَ تَبَرَّأْ مِنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ! فَقَالَ لَهُ فَإِنْ أَنَا لَمْ أَفْعَلْ قَالَ إِذاً وَ اللَّهِ

لَأَقْتُلُکَ، قَالَ أَمَا لَقَدْ کَانَ یَقُولُ لِی إِنَّکَ سَتَقْتُلُنِی وَ تَصْلُبُنِی عَلَی بَابِ عَمْرِو بْنِ حُرَیْثٍ فَإِذَا کَانَ یَوْمُ الرَّابِعِ ابْتَدَرَ مَنْخِرَایَ دَماً عَبِیطاً، فَأَمَرَ بِهِ فَصُلِبَ عَلَی بَابِ عَمْرِو بْنِ حُرَیْثٍ، فَقَالَ لِلنَّاسِ سَلُونِی (وَ هُوَ مَصْلُوبٌ) قَبْلَ أَنْ أُقْتَلَ فَوَ اللَّهِ لَأُخْبِرَنَّکُمْ بِعِلْمِ مَا یَکُونُ إِلَی أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ وَ مَا یَکُونُ مِنَ الْفِتَنِ فَلَمَّا سَأَلَهُ النَّاسُ حَدَّثَهُمْ حَدِیثاً وَاحِداً،إِذْ أَتَاهُ رَسُولٌ مِنْ قِبَلِ ابْنِ[۱۹۲] زِیَادٍ فَأَلْجَمَهُ بِلِجَامٍ مِنْ شَرِیطٍ،وَ هُوَ أَوَّلُ مَنْ أُلْجِمَ بِلِجَامٍ وَ هُوَ مَصْلُوبٌ.

پھر میثم نہروانی مکہ کی طرف تشریف لے گئے تو دشمن خدا طاغوت ،ابن زیاد نے میثم کے قومی ناظر کے پاس کارندہ بھیجا اور اس سے ان کا مطالبہ کیا تو اس نے بتایا کہ وہ مکہ چلے گئے ہیں تو اس نے کہا اگر اسے پیش نہ کرو تو میں تجھے قتل کردوں گا ،تو اس نے کچھ مدت مانگی اور قومی ناظر قادسیہ کی طرف چلا تا کہ راستے میں میثم کا انتظار کرے جب میثم آئے تو اس نے کہا تم میثم ہوں ،فرمایا ہاں ، کہا کیا تم ابو تراب سے براءت کرتے ہو،انہوں نے کہا میں ابو تراب کو نہیں جانتا ،اس نے کہا کیا علی بن ابی طالب سے براءت کرتے ہو ! انہوں نے جواب دیا اگر ایسا نہ کروں تو کیا ہو گا؟ اس نے کہا پھر خدا کی قسم میں تجھے قتل کروں گا ، اور کہنے لگا مجھے وہ پہلے ہی بتایا کرتے تھے کہ تو میرا استقبال کرے گا اور عمرو بن حریث کے دروازے پہ سولی لٹکائے گا ، چوتھے روز میری ناک سے گاڑھا خون جاری ہو گا تو اسی طرح حکم دیا اور انہیں عمرو بن حریث کے دروازے پہ سولی دی گئی، تو انہوں نے سولی پہ کھڑے ہوئے فرمایا اے لوگو! مجھ سے پوچھ لو قبل اس کے کہ میں قتل ہو جاوں خدا کی قسم میں تمہیں قیامت تک حالات اور فتنوں کی تمہیں خبر دوں گا ،جب لوگوں نے اس سے پوچھا تو انہوں نے انہیں ایک حدیث بیان کی کہ

[۱۹۲] رجال الکشی، ص: ۸۵

ابن زیاد کی طرف سے ایک پیام لانے والا پہنچ گیا اور اس نے میثم کو کھجور کی رسی سے لگام دی اور یہ پہلی لگام تھی جو ایک انسان کی دی گئی جبکہ وہ سولی پہ لٹکے ہوئے تھے۔

۱۴۰ وَ رُوِیَ عَنْ أَبِی الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) عَنْ أَبِیهِ، عَنْ آبَائِهِ (صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَیْهِمْ) قَالَ أَتَى مِیثَمٌ التَّمَّارُ دَارَ أَمِیرِ الْمُؤْمِنِینَ (ع) فَقِیلَ لَهُ إِنَّهُ نَائِمٌ فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ انْتَبِهْ أَیُّهَا النَّائِمُ فَوَ اللَّهِ لَتُخْضَبَنَّ لِحْیَتُکَ مِنْ رَأْسِکَ، فَانْتَبَهَ أَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ (ع) فَقَالَ أَدْخِلُوا مِیثَماً، فَقَالَ لَهُ أَیُّهَا النَّائِمُ وَ اللَّهِ لَتُخْضَبَنَّ لِحْیَتُکَ مِنْ رَأْسِکَ فَقَالَ صَدَقْتَ وَ أَنْتَ وَ اللَّهِ لَتُقْطَعَنَّ یَدَاکَ وَ رِجْلَاکَ وَ لِسَانُکَ وَ لَتُقْطَعَنَّ النَّخْلَةُ الَّتِی بِالْکُنَاسَةِ فَتُشَقُّ أَرْبَعَ قِطَعٍ فَتُصْلَبُ أَنْتَ عَلَى رُبُعِهَا وَ حُجْرُ بْنُ عَدِیٍّ عَلَى رُبُعِهَا وَ مُحَمَّدُ بْنُ أَکْثَمَ عَلَى رُبُعِهَا وَ خَالِدُ بْنُ مَسْعُودٍ عَلَى رُبُعِهَا، قَالَ مِیثَمٌ فَشَکَکْتُ فِی نَفْسِی وَ قُلْتُ إِنَّ عَلِیّاً لَیُخْبِرُنَا بِالْغَیْبِ، فَقُلْتُ لَهُ أَ وَ کَائِنٌ ذَاکَ یَا أَمِیرَ الْمُؤْمِنِینَ فَقَالَ إِی وَ رَبِّ الْکَعْبَةِ کَذَا عَهِدَهُ إِلَیَّ النَّبِیُّ (ص) قَالَ، فَقُلْتُ لِمَ یُفْعَلُ ذَلِکَ بِی یَا أَمِیرَ الْمُؤْمِنِینَ فَقَالَ لَیَأْخُذَنَّکَ الْعُتُلُّ الزَّنِیمُ ابْنُ الْأَمَةِ الْفَاجِرَةِ عُبَیْدُ اللَّهِ بْنُ زِیَادٍ، قَالَ: وَ کَانَ (ع) یَخْرُجُ إِلَى الْجَبَّانَةِ وَ أَنَا مَعَهُ فَیَمُرُّ بِالنَّخْلَةِ فَیَقُولُ لِی یَا مِیثَمُ إِنَّ لَکَ وَ لَهَا شَأْناً مِنَ الشَّأْنِ،

امام رضاؑ نے اپنے آباء سے بیان فرمایا کہ میثم تمار، امیر المومنینؑ کے گھر حاضر ہوئے کہا گیا کہ آپ سو رہے ہیں، بلند آواز سے عرض کی، جاگئے، اے سونے والے خدا کی قسم! آپ کی ریش مبارک کو سر کے خون سے خضاب کیا جائیگا، امام امیر المومنینؑ متوجہ ہوئے اور فرمایا میثم کو

لے آو تو اس نے دوبارہ عرض کی ؛اے سونے والے خدا کی قسم ! آپ کی ریش مبارک کو سر کے خون سے خضاب کیا جائیگا، آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا، اور خدا کی قسم تیرے ہاتھ پاوں اور زبان کاٹ دی جائے گی اور کناسہ میں موجود کھجور کو کاٹ کر چار حصے کئے جائیں گے ایک چوتھائی پر تجھے ،ایک چوتھائی پر حجر بن عدی کو ،ایک چوتھائی پر محمد بن اکثم کو اور ایک چوتھائی پر خالد بن مسعود کو سولی دی جائے گی ، میثم نے کہا میں نے دل میں سوچا کہ امام علی ہمیں غیب کی خبریں دیتے ہیں اور میں نے عرض کی ،اے امیر المومنینؑ کیا یہ ضرور ہوگا ،فرمایا رب کعبہ کی قسم ،ہاں اس طرح نبی اکرم ﷺ نے مجھے خبر دی تھی ،تو میثم نے عرض کی ،اے امیر المومنینؑ، میرے ساتھ ایسا کیوں ہوگا ؟ فرمایا تجھے حرام زادہ، بے نسلا بدکار کنیز کا بیٹا عبید اللہ بن زیاد پکڑے گا ،راوی کہتا ہے کہ امیر المومنینؑ جبانہ کی طرف جاتے میں ان کے ساتھ ہوتا تھا، آپ اس کھجور کے پاس سے گزرتے تو مجھ سے فرماتے ؛ بے شک تیرا اور اس کا ایک واقعہ ہے۔

قَالَ، فَلَمَّا وُلِّیَ عُبَیْدُ اللَّهِ بْنُ زِیَادٍ الْکُوفَةَ وَ دَخَلَهَا تَعَلَّقَ عَلَمُهُ بِالنَّخْلَةِ الَّتِی بِالْکُنَاسَةِ فَتَخَرَّقَ فَتَطَیَّرَ مِنْ ذَلِکَ فَأَمَرَ بِقَطْعِهَا، فَاشْتَرَاهَا[۱۹۳] رَجُلٌ مِنَ النَّجَّارِینَ فَشَقَّهَا أَرْبَعَ قِطَعٍ، قَالَ مِیثَمٌ: فَقُلْتُ لِصَالِحٍ ابْنِی فَخُذْ مِسْمَاراً مِنْ حَدِیدٍ فَانْقُشْ عَلَیْهِ اسْمِی وَ اسْمَ أَبِی وَ دُقَّهُ فِی بَعْضِ تِلْکَ الْأَجْذَاعِ، قَالَ فَلَمَّا مَضَی بَعْدَ ذَلِکَ أَیَّامٌ أَتَانِی قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ السُّوقِ فَقَالُوا یَا مِیثَمُ انْهَضْ مَعَنَا إِلَی الْأَمِیرِ نَشْکُو إِلَیْهِ عَامِلَ السُّوقِ وَ نَسْأَلُهُ أَنْ یَعْزِلَهُ عَنَّا وَ یُوَلِّیَ عَلَیْنَا غَیْرَهُ، قَالَ، وَ کُنْتُ خَطِیبَ الْقَوْمِ فَنَصَتَ لِی وَ أَعْجَبَهُ مَنْطِقِی، فَقَالَ لَهُ عَمْرُو

---

[۱۹۳]۔ رجال الکشی، ص: ۸٦

بْنُ حُرَیْثٍ أَصْلَحَ اللّٰهُ الْأَمیرَ تَعْرِفُ هٰذَا الْمُتَکَلِّمَ قَالَ مَنْ هُوَ قَالَ مِیثَمٌ التَّمَّارُ الْکَذَّابُ مَوْلٰی الْکَذَّابِ عَلِیِّ بْنِ أَبِی طَالِبٍ۔

جب عبیداللہ بن زیاد کوفہ کا گورنر بنا اور وہاں آیا تو اس کا جھنڈا کناسہ میں اسی کھجور کے ساتھ لٹکایا گیا تو وہ پھٹ گیا تو اس نے اس سے بد فال لیا تو اس نے اسے کاٹنے کا حکم دیا اسے ایک ترکھان نے خرید لیا اور اس کے چار ٹکڑے کئے، میثم نے کہا میں نے اپنے بیٹے صالح سے کہا لوہے کا کیل لے لو، اس پر میرا اور میرے باپ کا نام لکھ کر ان میں ایک ٹکڑے میں لگا دو، ابھی کچھ تھوڑے دن گزرے تھے کہ اہل بازار کا ایک گروہ میرے پاس آئے اور کہا اے میثم ہمارے ساتھ امیر کے پاس آو، ہم اس کو بازار کے عامل کی شکایت کرتے ہیں، اور اس کو معزول کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں تاکہ کسی اور کو معین کرے، میثم کا بیان ہے میں قوم کا خطیب تھا، اس نے میری بات سنی اور میری گفتگو سے تعجب کرنے لگا لیکن عمرو بن حریث نے کہا خدا امیر کا بھلا کرے اس کو جانتے ہو، اس نے کہا، کون ہے؟ یہ جھوٹا میثم تمار ہے اور علی ابن ابی طالب کا غلام ہے۔

قَالَ فَاسْتَوَی جَالِساً فَقَالَ لِی مَا تَقُولُ فَقُلْتُ کَذَبَ أَصْلَحَ اللّٰهُ الْأَمیرَ بَلْ أَنَا الصَّادِقُ مَوْلٰی الصَّادِقِ عَلِیِّ بْنِ أَبِی طَالِبٍ أَمیرِ الْمُؤْمِنینَ حَقّاً، فَقَالَ لِی لَتَبْرَأَنَّ مِنْ عَلِیٍّ وَ لَتَذْکُرَنَّ مَسَاوِئَهُ وَ تَتَوَلَّی عُثْمَانَ وَ تَذْکُرُ مَحَاسِنَهُ أَوْ لَأُقْطَعَنَّ یَدَیْکَ وَ رِجْلَیْکَ وَ لَأُصَلِّبَنَّکَ! فَبَکَیْتُ فَقَالَ لِی بَکَیْتَ مِنَ الْقَوْلِ دُونَ الْفِعْلِ! فَقُلْتُ وَ اللّٰهِ مَا بَکَیْتُ مِنَ الْقَوْلِ وَ لَا مِنَ الْفِعْلِ وَ لَکِنْ بَکَیْتُ مِنْ شَکٍّ کَانَ دَخَلَنِی یَوْمَ خَبَّرَنِی سَیِّدِی وَ مَوْلَایَ، فَقَالَ لِی وَ مَا قَالَ لَکَ قَالَ، فَقُلْتُ أَتَیْتُ الْبَابَ فَقِیلَ لِی إِنَّهُ نَائِمٌ، فَنَادَیْتُ انْتَبِهْ أَیُّهَا النَّائِمُ فَوَ اللّٰهِ لَتُخْضَبَنَّ

لِحْيَتُکَ مِنْ رَأْسِکَ! فَقَالَ صَدَقْتَ وَ أَنْتَ وَ اللَّهِ لَتُقْطَعَنَّ يَدَاکَ وَ رِجْلَاکَ وَ لِسَانُکَ وَ لَتُصْلَبَنَّ، فَقُلْتُ وَ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِکَ بِی يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ يَأْخُذُکَ الْعُتُلُّ الزَّنِيمُ ابْنُ الْأَمَةِ الْفَاجِرَةِ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ فَامْتَلَأَ غَيْظاً ثُمَّ قَالَ لِی وَ اللَّهِ لَأُقَطِّعَنَّ يَدَيْکَ وَ رِجْلَيْکَ وَ لَأَدَعَنَّ لِسَانَکَ حَتَّى أُكَذِّبَکَ وَ أُكَذِّبَ مَوْلَاکَ، فَأَمَرَ بِهِ فَقُطِعَتْ يَدَاهُ وَ رِجْلَاهُ ثُمَّ أُخْرِجَ فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُصْلَبَ۔

میثم نے کہا ابن زیاد اٹھ کو بیٹھ گیا اور مجھ سے کہا تو کیا کہتا ہے ؟ میں نے کہا؛ خدا امیر کا بھلا کرے ، میں سچا ہوں اور سچے امام علی بن ابی طالب کا غلام ہوں تو اس نے مجھ سے کہا تم علی سے براءت کر اور ان کی برائی بیان کر اور عثمان سے محبت کر اور ان کی اچھائی بیان کر ورنہ میں تیرے ہاتھ پاوں کاٹ کر سولی لگا دوں گا، تو میں رونے لگا،اس نے کہا روتے کیوں ہو اس نے کہا ابھی ہماری بات سے رو رہے ہو، ابھی تو ہم نے عمل نہیں کیا، میں نے کہا نہ مجھے تمہاری بات سے خوف ہے اور نہ تیرے عمل سے رونا ہے میں تو اس شک وجہ سے رو رہا ہوں جو میرے ذہن میں اس دن پیدا ہوا جب میرے مولا وآقا نے مجھے اس کی خبر دی تھی، اس نے کہا تجھے کیا بتایا ؟ میں نے کہا میں ایک دن آپ کے دروازے پہ گیا مجھے بتایا گیا کہ مولا سو رہے ہیں ، میں نے آواز دی؛ جاگئے ، اے سونے والے خدا کی قسم ! آپ کی ریش مبارک کو سر کے خون سے خضاب کیا جائیگا، آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا ،اور خدا کی قسم تیرے ہاتھ پاوں اور زبان کاٹ دی جائے گی اور تجھے سولی دی جائے گی ، اور میں نے عرض کی ،اے امیر المومنینؑ، میرے ساتھ ایسا کون کریگا ؟ فرمایا تجھے حرام زادہ، بے نسلا بدکار کنیز کا بیٹا عبیداللہ بن زیاد پکڑے گا، تو وہ غصے سے بھر گیا اور کہنے لگا، خدا کی قسم، میں تیرے ہاتھ پاوں کاٹوں گا اور تیری زبان چھوڑ دوں گا تا کہ تجھے اور تیرے امام کو جھٹلاوں ،اس کے حکم سے انکے ہاتھ پاوں کاٹ دیئے گئے اور سولی پہ لٹکا دیا گیا۔

فَنَادَی بِأَعْلَی صَوْتِه أَیُّهَا النَّاسُ مَنْ أَرَادَ[۱۹۴] أَنْ یَسْمَعَ الْحَدِیثَ الْمَکْنُونَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ أَبِی طَالِبٍ (ع) قَالَ، فَاجْتَمَعَ النَّاسُ وَ أَقْبَلَ یُحَدِّثُهُمْ بِالْعَجَائِبِ، قَالَ، وَ خَرَجَ عَمْرُو بْنُ حُرَیْثٍ وَ هُوَ یُرِیدُ مَنْزِلَهُ فَقَالَ مَا هَذِه الْجَمَاعَةُ قَالُوا مِیثَمٌ التَّمَّارُ یُحَدِّثُ النَّاسَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ أَبِی طَالِبٍ، قَالَ فَانْصَرَفَ مُسْرِعاً فَقَالَ أَصْلَحَ اللَّهُ الْأَمِیرَ بَادِرْ فَابْعَثْ إِلَی هَذَا مَنْ یَقْطَعُ لِسَانَهُ فَإِنِّی لَسْتُ آمَنُ أَنْ تَتَغَیَّرَ قُلُوبَ أَهْلِ الْکُوفَةِ فَیَخْرُجُوا عَلَیْکَ، قَالَ فَالْتَفَتَ إِلَی حَرَسِیٍّ فَوْقَ رَأْسِه فَقَالَ اذْهَبْ فَاقْطَعْ لِسَانَهُ، قَالَ، فَأَتَاهُ الْحَرَسِیُّ فَقَالَ لَهُ یَا مِیثَمُ! قَالَ مَا تَشَاءُ قَالَ أَخْرِجْ لِسَانَکَ قَدْ أَمَرَنِی الْأَمِیرُ بِقَطْعِه، قَالَ مِیثَمٌ أَلَا زَعَمَ ابْنُ الْأَمَةِ الْفَاجِرَةِ أَنَّهُ یُکَذِّبُنِی وَ یُکَذِّبُ مَوْلَایَ هَاکَ لِسَانِی، قَالَ، فَقَطَعَ لِسَانَهُ وَ تَشَحَّطَ سَاعَةً فِی دَمِه ثُمَّ مَاتَ، وَ أَمَرَ بِه فَصُلِبَ، قَالَ صَالِحٌ فَمَضَیْتُ بَعْدَ ذَلِکَ بِأَیَّامٍ فَإِذَا هُوَ قَدْ صُلِبَ عَلَی الرُّبْعِ الَّذِی کُنْتُ دَقَقْتُ فِیهِ الْمِسْمَارَ.

تو میثم بلند آواز سے پکارے، اے لوگو جو امام علی بن ابی طالب کی حدیث سننا چاہے ادھر آئے، لوگ جمع ہوگئے اور انھوں نے انہیں عجائب الامور کی خبریں دینا شروع کر دیں، ادھر سے عمرو بن حریث گھر جانے کس لیے نکلا، کہنے لگا یہ کیا جماعت ہے، لوگ کہنے لگے، میثم تمار لوگوں کو امام علی ابن ابی طالب کی احادیث سنا رہے ہیں تو وہ جلدی سے لوٹ کر ابن زیاد کے پاس گیا اور کہا، اے امیر خدا تیرا بھلا کرے، جلدی کرو کسی کو بھیج کر ان کی زبان کٹوا دو مجھے خطرہ ہے کہ اہل کوفہ کے بدل جائیں، اور تجھ پر خروج کریں تو وہ اپنے پاس ایک نگہبان کی طرف متوجہ

---

[۱۹۴] رجال الکشی، ص: ۸۷

ہوااور کہا جاکر اس کی زبان کاٹ دے، وہ میثم کے پاس آیا اور کہا تو کیا چاہتا ہے ؟ اپنی زبان نکالو مجھے امیر نے بھیجا ہے کہ اسے کاٹ دوں، میثم نے کہا اس بدکار کنیز کے بیٹے نے گمان کیا ہے کہ وہ مجھے اور میرے مولا کو جھٹلائے گا، آ یہ میری زبان حاضر ہے، اس نے زبان کاٹ دی اور ایک گھڑی وہ خون میں لوٹتے رہے اور ان کی روح پرواز کر گئی اور انہیں سولی پہ لٹکا دیا گیا، صالح نے کہا میں کچھ دن بعد وہاں سے گزرا میں دیکھا وہ وہی چوتھائی تھی جس میں، میں نے کیل لگائی تھی۔

عبد اللہ بن شَدَّاد بن ھاد[195]

۱۴۱ وَجَدْتُ فِي كِتَابِ مُحَمَّدِ بْنِ شَاذَانَ بْنِ نُعَيْمٍ بِخَطِّهِ، رَوَى عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَعْيَنَ، أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يُحَدِّثُ عَنْ آبَائِهِ (عَلَيْهِمُ السَّلَامُ)[196]أَنَّ رَجُلًا كَانَ مِنْ شِيعَةِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) مَرِيضاً شَدِيدَ الْحُمَّى، فَعَادَهُ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ (ع) فَلَمَّا دَخَلَ بَابَ الدَّارِ طَارَتِ الْحُمَّى عَنِ الرَّجُلِ، فَقَالَ لَهُ قَدْ رَضِيتُ بِمَا أُوتِيتُمْ بِهِ حَقّاً حَقّاً وَ الْحُمَّى تَهْرُبُ مِنْكُمْ، فَقَالَ: وَ اللَّهِ

---

[195]۔ تہذیب الکمال: ۸۱/۱۵ن ۳۳۳۰. الطبقات الکبری: ۶۱/۵، تاریخ الاسلام، حوادث سنہ ۸۱ ص ۱۱۳. تقریب التہذیب: ۴۲۲/۱ن ۳۴۷۴، رجال صحیح البخاری: ۴۱۱/۱. سیر اِعلام النبلاء: ۴۸۹/۳. سیر اِعلام النبلاء: ۱۱۰/۶ن ۳۰. تاریخ مدینہ دمشق: ۱۵۱/۲۹، صحیح البخاری: ۸۵/۱، ذیل باب الصلاۃ علی النفساء وسنتھا، وص ۸۷، وج ۲۲۸/۳، باب المجن ومن یتترس بترس صاحبہ. صحیح مسلم: ۳۶۷/۱، کتاب الصلاۃ، الحدیث ۵۱۳، وج ۱۸۷۶/۴، کتاب الفضائل ذیل ح ۴۱. سنن اِبی داود: ۹۶/۲، کتاب الزکاۃ، الحدیث ۱۵۶۵، وج ۳۲۹/۴، کتاب الأدب، باب فی رد الوسوسۃ، الحدیث ۵۱۱۲. سنن الترمذی: ۶۵۰/۵، کتاب المناقب، الباب (۲۷). سنن ابن ماجۃ: ۸۵۶/۲، کتاب الحدود، الحدیث ۲۵۶۰. سنن النسائی: ۵۷/۲، کتاب المساجد. رجال الشیخ الطوسی: ۱/۷ن ۶۵۵.

[196]۔ رجال الکشی، ص: ۸۸۔

مَا خَلَقَ اللّٰهُ شَيْئاً إِلَّا وَ قَدْ أَمَرَهُ بِالطَّاعَةِ لَنَا، يَا كِبَاسَةُ قَالَ فَإِذَا نَحْنُ نَسْمَعُ الصَّوْتَ وَ لَا نَرَى الشَّخْصَ يَقُولُ لَبَّيْكَ، قَالَ أَ لَيْسَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ أَمَرَكَ أَلَّا تَقْرَبِي إِلَّا عَدُوّاً أَوْ مُذْنِباً لِكَيْ تَكُونَ كَفَّارَةً لِذُنُوبِهِ، فَمَا بَالُ هَذَا وَ كَانَ الرَّجُلُ الْمَرِيضُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ اللَّيْثِيُّ.

حمران بن اعین نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ آپ نے اپنے آباءؑ سے نقل فرمایا امام امیر المومنینؑ کے ایک شیعہ کو سخت بخار تھا امام سجادؑ نے اس کی عیادت کی جب آپ اس کے گھر کے دروازے سے وارد ہوئے اس کا بخار جاتا رہا، اس شخص نے عرض کی میں اس چیز پہ راضی ہوں جو تمہیں حق کے ساتھ عطا ہوئی ہے اور بخار بھی آپ سے فرار اختیار کرتا ہے، فرمایا خدا کی قسم، اللہ تعالی نے کسی چیز کو خلق نہیں کیا مگر اس کو ہماری اطاعت کا حکم دیا ہے، پھر فرمایا اے کباسہ! (یہ بخار کو خطاب تھا اسے اس وجہ سے یہ نام دیا کہ وہ مومنین کے گناہوں کو جھاڑا ہے) راوی کہتا ہے کہ ہم نے ایک آواز سنی مگر کسی کو نہیں دیکھا، اس نے کہا؛ لبیک، فرمایا؛ کیا امام امیر المومنینؑ نے تجھے حکم نہیں دیا تھا کہ تو صرف دشمن یا ایسے گناہ گار کو لاحق ہو گا جس کے گناہوں کا کفارہ ہو تو اس کے پاس کیوں ہے؟ وہ مریض شخص عبداللہ بن شداد بن ھاد لیثی تھا۔

حارث اِعور[۱۹۷]

۱۴۲ حَمْدَوَیْهِ وَ إِبْرَاهِیمُ، قَالَ حَدَّثَنَا أَیُّوبُ بْنُ نُوحٍ، عَنْ صَفْوَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَیْدٍ، عَنْ فُضَیْلٍ الرَّسَّانِ، عَنْ أَبِی عُمَرَ الْبَزَّازِ، قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِیَّ، وَ هُوَ یَقُولُ وَ کَانَ إِذَا غَدَا إِلَی الْقَضَاءِ جَلَسَ فِی مَکَانِی فَإِذَا رَجَعَ جَلَسَ فِی مَکَانِی، فَقَالَ لِی ذَاتَ یَوْمٍ یَا أَبَا عُمَرَ إِنَّ لَکَ عِنْدِی حَدِیثاً أُحَدِّثُکَ بِهِ! قَالَ

۱۹۷۔ رجال شیخ، ص ۳۸ اِصحاب اِمیر المؤمنین، نمبر ۴فرمایا" حارث ہمدانی حالقی" و ص ٦٧ اِصحاب امام حسن، نمبر ۳، فرمایا؛ حارث اعور، رجال برقی، ص ۴ اِولیاء اِمیر المؤمنینؑ، فرمایا؛ حارث بن عبد اللہ اعور، ہمدانی، تہذیب التہذیب ابن حجر، ج ۲ص ۱۲٦ نمبر ۲۴۸ عنوان دیا؛ حارث بن عبد اللہ اعور ہمدانی خارفی، اِبو زہیر کوفی خارفی "مالک بن عبد اللہ بن کثیر ملقب خارف کی طرف نسبت ہے جو قبیلہ ہمدان کا باپ تھا، حالقی کسی مصدر میں ذکر نہیں ہے، رجال علامہ، قسم الاول، ص ۵۴ نمبر ۸ اور فرمایا کشی نے ان کے ترجمہ میں ایک روایت نقل کی جس سے میرے نزدیک ان کی عدالت ثابت نہیں ہوتی بلکہ ایک حد تک ترجیح حاصل ہوتی ہے (ولا تثبت بہا عندی عدالتہ، بل ترجیح ما) رجال ابن داود، ص ٦٧ نمبر ۳۵۷، فرمایا؛ حارث اعور صحابی امام علی علیہ السلام، کشی: نے ممدوح قرار دیا اور ص ٦۹ نمبر ۳۷۳ میں فرمایا؛ حارث ہمدانی حالقی صحابی امام علی علیہ السلام، اسے رجال شیخ میں مہمل چھوڑا ہے، رجال کشی، ص ۸۹ ح ۱۴۲، تنقیح المقال، ج ۱ص ۱٦۔ سیر اِعلام النبلاء: ۴/ ۱۵۲الن ۵۴. تہذیب الکمال: ۵/ ۲۴۹الن ۱۰۲۵. تاریخ الاسلام: ۹۰، حوادث سنہ (۷۰). میزان الاعتدال: ۱/ ۴۳۳. تاریخ اِسماء الثقات: ۱۰۸الن ۲٦۹. تقریب التہذیب: ۱/ ۱۴۱الن ۴۰. المعارف ابن قتیبہ: ٦۲۴. سنن اِبی داود: ۱/ ۲۳۹، کتاب الصلاۃ، باب النہی عن التلقین، الحدیث ۹۰۸. سنن الترمذی: ۵/ ۱۷۲الن ۲۹۰٦، کتاب فضائل القرآن. سنن ابن ماجۃ: ۱/ ۱۳۹، کتاب الطہارۃ، باب (۴۰)، الحدیث ۳۹٦. سنن النسائی: ۸/ ۱۴۷، کتاب الزینۃ.

قُلْتُ لَهُ یَا أَبَا عَمْرٍو مَا زَالَ لِی ضَالَّةٌ عِنْدَکَ، قَالَ، فَقَالَ: لِی لَا أُمَّ لَکَ فَأَیُّ ضَالَّةٍ تَقَعُ لَکَ عِنْدِی، قَالَ، فَأَبَی أَنْ یُحَدِّثَنِی یَوْمَئِذٍ، قَالَ: ثُمَّ سَأَلْتُهُ بَعْدُ فَقُلْتُ یَا أَبَا عَمْرٍو حَدِّثْنِی بِالْحَدِیثِ الَّذِی قُلْتَ لِی قَالَ سَمِعْتُ الْحَارِثَ الْأَعْوَرَ وَ هُوَ یَقُولُ أَتَیْتُ أَمِیرَ الْمُؤْمِنِینَ عَلِیّاً (ع) ذَاتَ لَیْلَةٍ فَقَالَ یَا أَعْوَرُ مَا جَاءَکَ قَالَ فَقُلْتُ یَا أَمِیرَ الْمُؤْمِنِینَ جَاءَ بِی وَ اللَّهِ حُبُّکَ، قَالَ، فَقَالَ أَمَا إِنِّی سَأُحَدِّثُکَ لِتَشْکُرَهَا، أَمَا إِنَّهُ لَا یَمُوتُ عَبْدٌ یُحِبُّنِی فَتَخْرُجُ نَفْسُهُ حَتَّی یَرَانِی حَیْثُ یُحِبُّ وَ لَا یَمُوتُ عَبْدٌ یُبْغِضُنِی فَتَخْرُجُ نَفْسُهُ حَتَّی یَرَانِی حَیْثُ یَکْرَهُ. قَالَ، ثُمَّ قَالَ لِیَ الشَّعْبِیُّ بَعْدُ: أَمَا إِنَّ حُبَّهُ لَا یَنْفَعُکَ وَ بُغْضَهُ لَا یَضُرُّکَ.

ابو عمر بزاز نے کہا کہ میں نے شعبی سے سنا جب وہ صبح قضاوت کے لیے آتے تو میرے پاس بیٹھتے اور جب شام کو گھر لوٹ کر جاتے تو میرے پاس بیٹھتے، ایک دن اس نے مجھ سے کہا اے ابو عمر، تیرے لیے میرے پاس ایک حدیث ہے جو میں تجھے بیان کروں گا، میں نے کہا؛ اے ابو عمرو (شعبی کی کنیت سے خطاب) میری گمشدہ چیز تیرے پاس ہے؟ اس نے کہا، ارے ماں کے، تیری کونسی گمشدہ چیز میرے پاس ہے؟ اور اس دن وہ حدیث سنائے بغیر چلے گئے پھر بعد میں، میں نے ان سے پوچھا اے ابو عمرو، وہ حدیث سنایئے جس کا تم نے بتایا تھا، اس نے کہا میں نے حارث اعور سے سنا، ان کا بیان ہے کہ میں ایک رات امام علی امیر المومنینؑ کے پاس آیا، تو آپ نے آنے کا سبب پوچھا میں نے عرض کی، اے امیر المومنینؑ، خدا کی قسم آپ کی محبت لائی ہے، فرمایا میں تجھے ایک حدیث بیان کرتا ہوں تا کہ تو اس کا شکر کرے، جان لے مجھ سے محبت رکھنے والا شخص اس وقت تک نہیں مرتا جب تک مجھے ویسے دیکھ نہ لے جیسے

اسے پسند تھا اور مجھ سے بغض رکھنے والا اس وقت تک نہیں مرتا جب تک مجھے دیکھ نہ لے جو اسے ناپسند تھا۔

۱۴۳ جَعْفَرُ بْنُ مَعْرُوف، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَیْنِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِیرٍ، عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِیَادٍ، عَنْ مَیْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ عَلِیٍّ (ع) قَالَ قَالَ لِیَ الْحَارِثُ تَدْخُلُ مَنْزِلِی یَا أَمِیرَ الْمُؤْمِنِینَ فَقَالَ (ع) عَلَی شَرْطِ أَنْ لَا تَدَّخِرَ لِی شَیْئاً مِمَّا فِی بَیْتِکَ وَ لَا تَکَلَّفَ لِی شَیْئاً مِمَّا وَرَاءَ بَابِکَ، قَالَ نَعَمْ، فَدَخَلَ یَتَحَرَّقُ وَ یُحِبُّ أَنْ یَشْتَرِیَ لَهُ وَ هُوَ یَظُنُّ أَنَّهُ لَا یَجُوزُ لَهُ، حَتَّی قَالَ لَهُ أَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ (ع) یَا حَارِثُ، قَالَ هَذِهِ دَرَاهِمُ مَعِی وَ لَسْتُ أَقْدِرُ عَلَی أَنْ أَشْتَرِیَ لَکَ مَا أُرِیدُ، قَالَ أَ وَ لَیْسَ قُلْتُ لَکَ لَا تَکَلَّفْ مَا وَرَاءَ بَابِکَ فَهَذِهِ مِمَّا فِی بَیْتِکَ۔

میمون بن مہران نے امام علیؑ سے روایت کی کہ حارث نے مجھ سے کہا کہ اے میر المومنینؑ، میرے گھر تشریف لایئے، امام نے فرمایا اس شرط پر کہ کوئی ایسی چیز تیار نہ کرو جو تیرے گھر میں نہ ہو اور کسی ایسی چیز کا تکلف نہ کرو جو باہر سے لانی ہو، اس نے عرض کی ٹھیک ہے، تو حارث واپس آگیا جبکہ اس کی بڑی خواہش تھی کہ بازار سے کچھ خرید کر لاتا مگر اس کا خیال تھا کہ یہ اس کے لیے جائز نہیں، حتی امام تشریف لائے اور اسے آواز دی، اے حارث، اس نے عرض کی مولا، یہ میرے پاس درہم ہیں لیکن میں آپ کے لیے کچھ خرید نہیں سکا آپ نے فرمایا میں نے تجھے پہلے ہی کہا تھا کہ کسی ایسی چیز کا تکلف نہ کرنا جو تیرے گھر میں نہ ہو۔

تم الجزءالأول و يتلوه حديث نُعَيْمِ بْنِ دَجَاجَةَ الْأَسَدِيِّ، رجال کشی کا پہلا جزء تمام ہوااور دوسرے جزء کی ابتداء نعیم بن دجاجہ اسدی کی حدیث سے ہوگی)،وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعالَمِينَ أولا و آخرا و صلى الله على محمد و آله-

[تتمہ بحث]

جیسا کہ پہلے بھی بیان ہوچکاہے کہ اس کتاب میں نبی اکرم ﷺ اور امام علیؑ کے اصحاب کا ذکر کیا گیا لیکن ان تمام کو بیان نہیں کیااس لیے ضرورت ہے کہ اس کی تکمیل کے لیے دیگر اصحاب باوفا کا ذکر کیا جائے سر دست کمیل بن زیاد کے تعارف کا اضافہ کیا جاتا ہے:

کمیل ابن زیاد ابن نہیک نخعی کوفی [۱۹۸] یمنی قبیلہ نخع کے فرد [۱۹۹] اور رسول خدا ﷺ کے تابعی [۲۰۰] اور حضرت امام علیؑ کے راز دار صحابی اور امام حسنؑ [۲۰۱] و حسینؑ کے حبداروں میں سے

---

[۱۹۸]۔ تہذیب الکمال مزی، تحقیق ڈاکٹر بشار عواد معروف، ۲۴ص۲۱۸ ن ۴۹۹۶، طبقات ابن سعد: ۶ / ۱۷۹،الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ۳ص۳۰۰،ن۷۵۰۳، تاریخ خلیفۃ،۲۲۲،، طبقات خلیفہ:۲۴۹،ن۱۰۵۸ تاریخ کبیر، بخاری: ۷ ص۲۴۳،ن۱۰۳۶، ثقات العجلی، ورق ۴۶، المعرفۃ والتاریخ یعقوب: ۲ / ۴۸۱، الجرح والتعدیل: ۷ ص۱۷۴،ن۹۹۵، المجروحین ابن حبان: ۲ / ۲۲۱، ثقات ابن حبان : ۵ / ۲۴۱، الکامل فی التاریخ: ۳ / ۱۳۸، ۱۴۴، ۱۸۳، ۲۰۵، ۳۷۶، ۳۷۹، ضعفاء ابن جوزی، ورق ۱۳۲، دیوان الضعفاء،ن ۳۴۸۹،المغنی: ۲ ن۵۱۰۹، نہایۃ السول، ورق ۳۱۰، تہذیب التہذیب، ۸ / ۴۴۷ - ۴۴۸ تقریب التہذیب ۲ ص۱۳۶، خلاصۃ الخزرجی: ۲ ن۵۹۹۷، شذرات الذہب، ابن عماد حنبلی: ۱ / ۹۱، الانساب ۵ص۳۷۴، اللباب فی تہذیب الانساب ۳ص۳۱۴، میزان الاعتدال ذھبی ۳ص۴۱۵،ن۶۹۷۸،

تھے[202]،آپ شجاع و بہادر، شب زندہ دار اور بلند پایہ عالم و دانش مند تھے ،عثمان کے زمانے میں حق گوئی کے جرم میں زید بن صوحان، صعصعہ بن صوحان، مالک اشتر وغیرہ کے ساتھ کوفہ سے حمص شہر کی طرف جلاوطن ہوئے اور امام علیؑ کی اس بات پر بیعت کی کہ آخری دم

حلیتہ الاولیاء ابونعیم اصفہانی ،اص۷۹، البدایہ و النہایہ ۹ص۵۰، الاعلام زرکلی ۵ص۲۳۴، شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ۷اص۱۴۹، المحن ابوالعرب محمد بن احمد تمیمی م ۳۳۳ھ، ص۲۱۲، تاریخ دمشق،ابن عساکر، ج۵۰ ، ص۲۵۰۔

[199]۔قبیلہ نخع وہ یمن لوگ تھے جنہوں نے کوفہ کی طرف ہجرت کی اور نبی اکرمﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا: خدایا ان میں برکت دے، حماسہ آفرینان، ہادی دست باز، ج۱، ص۱۰۵۔

[200]۔ کمیل کی تاریخ ولادت کی تصریح نہیں کی گئی لیکن قرآن سے اس کے بارے میں اندازلگایا جاسکتا ہے :ا۔ مورخین نے کمیل کی شہادت ۸۲/۸۳ھ میں بیان کی اور ۲۔دوسراانہوں نے یہ لکھاہے کہ کمیل ۹۰سال کی عمر میں شہید ہوئے پس ان کا تولد ۶/۷ قبل از ہجرت ہونا چاہیے اسی لیے ابن حجر عسقلانی نے دعوی کیا ہے کہ کمیل نے اٹھارہ سال نبی اکرمﷺ کی زندگی کے درک کیئے ، کمیل نے جوانی کو یمن میں گزارا اور جب وہاں اسلام کی دعوت پہنچی توانہوں نے اسے قبول کیا انہی دنوں میں نبی اکرمﷺ نے امام علیؑ کو یمن میں معارف اسلام کی تبلیغ کے لیے روانہ فرمایا جو حجۃالوداع سے پہلے ہوا تھا اسی سفر میں کمیل امام علیؑ کے دلدادہ ہوگئے اور امام نے بھی اسے جوہر قابل سمجھ کر اپنے خاص شاگردوں میں شامل کرلیا اور اس طرح کمیل آپ کے اصحاب اسرار میں شمار ہوئے ،اسی لیے علامہ طباطبائی نے فرمایا: امیرالمومنینؑ نے بہت سے افراد کی تربیت کی جن میں بہت سے اہل معرفت اور زاہد و پارسا لوگ تھے جن میں اویس قرنی اور کمیل بن زیاد و میثم تمار و رشید ہجری موجود تھے جو عرفاء اسلام میں مصدر اسلام سمجھے جاتے ہیں۔

[201]۔رجال طوسی ص۵۶، ن۶،اختصاص مفید ص۷، تاریخ یعقوبی ۲ص۲۰۵، فتوح ابن اعثم کوفی ۷ص۱۴۱، احسن المقال ترجمہ منتہی الامال، شیخ عباس قمی، اص۲۵۰ ط امامیہ پبلیکیشنز لاہور، اصحاب امام علیؑ ،۲ص۱۰۱۱-۱۰۱۸،اعیان الشیعۃ امین عاملی ،حرف کاف، منہاج البراعۃ شرح نہج البلاغہ ۲۱ص۲۱۹، منہج المقال ص۲۶۹،مستدرکات علم رجال الحدیث علی نمازی ، ۶ص۳۱۴، رجال برقی ص۶، نقد الرجال ص۲۷۷، مجمع الرجال قہپائی ۵ص۷۵، بہجۃ الآمال ۶ص۱۲۸، تنقیح المقال ۲ص۴۲ ن ۹۹۳۸، موسوعۃ طبقات الفقہاء اص۴۹۸-۵۰۲ن۲۴۱،مجالس المومنین قاضی شوشتری، ج۲، معجم طبقات المتکلمین ،اص۲۶۷-۲۶۹، ن۱۰، تاسیس الشیعۃ لعلوم الاسلامیۃ حسن صدرص۳۵۶۔

[202]۔موسوعۃ طبقات الفقہاء، اص۴۹۹۔

تک جان فشانی کریں گے اور آخر کار حبّ علیؑ کے جرم میں حجاج ملعون کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

مزی نے کہا: محمد بن سعد نے طبقات میں اسے اہل کوفہ کے پہلے طبقہ میں ذکر کیا اور کہا: شهد مع علي صفين، وكان شريفا، مطاعا في قومه، فلما قدم الحجاج بن يوسف الكوفة دعا به فقتله، وكان ثقة، قليل الحديث؛ کمیل امام علیؑ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہوئے اور بہت شریف اور اپنی قوم میں ایسے شخص تھے کہ جن کے فرمان کی اطاعت کی جاتی تھی جب حجاج کوفہ آیا تو انہیں بلا کر قتل کر دیا اور وہ ثقہ اور سچے شخص تھے اگرچہ کم احادیث نقل کی ہیں۔

اور اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین سے نقل کیا کہ کمیل ثقہ اور معتمد شخص تھے، اور عجلی نے انہیں کوفی تابعی ثقہ قرار دیا

اور محمد بن عبداللہ بن عمار نے کہا: کمیل بن زیاد رافضی شیعہ تھے اور امام علیؑ کے سچے اور معتمد (ثقہ) اصحاب میں سے تھے اور دوسری جگہ کہا: کمیل بن زیاد رؤساء الشیعۃ میں سے تھے [۲۰۳]۔

[۲۰۳]۔تہذیب کمال کے محقق نام نہاد ڈاکٹر نے اس عبارت میں رافضی کے ثقہ و معتمد ہونے پر یہ حاشیہ ذکر کیا کہ کیسے رافضی شیعہ ثقہ اور معتمد ہوسکتا ہے اور یہ یاد نہیں رکھا کہ رافضیوں کے سچے افراد سے اتنی زیادہ راویات اہل سنت کے بلند پایہ محدثین نے نقل کی ہیں کہ اگر ان کو نکال دیا جائے تو بقول ذہبی نبی اکرم ﷺ کے فرامین کی کثیر تعداد ضائع جائے گی، تفصیل میزال الاعتدال ذہبی ،ابان بن تغلب کے تعارف کے ذیل میں دیکھی جاسکتی ہے اور الرواۃ المتشرکون، ۲ص۲۷۲-۲۷۶ اور المراجعات شرف الدین موسوی لبنانی میں موجود ہے ۔

اور پھر اس ابن عمار نے اپنے دوسرے بیان کے آخر میں کہا: وکان بلاء من البلاء؛ اب اگر اس سے مراد یہ ہو کہ وہ مشکلات و مصیبتوں کے وقت کام آنے والے تھے تو بہتر ورنہ یہ اس شخص کی ایسے جلیل القدر تابعین کی شان میں گستاخی شمار ہوگی ،بھلا کمیل کے بارے میں ایسی تعبیر کس قدر بے

ابن حبان نے انہیں کتاب "الثقات" میں ذکر کیا[۲۰۴]۔

اور ابو الحسن مدائنی نے کہا :اہل کوفہ کے عبادت گزار یہ ہیں: اویس قرنی، عمرو بن عتبہ بن فرقد، یزید بن معاویہ نخعی، ربیع بن خثیم، ہمام بن حارث، معضد شیبانی، جندب بن عبداللہ اور کمیل بن زیاد نخعی۔

کمیل کو عثمان کے زمانے میں اہل کوفہ کے ساتھ پہلے شام اور پھر حمص کی طرف جلاوطن کیا گیا تھا اس کا سبب یہ تھا کہ اہل کوفہ کے سردار سعد بن عاص کے پاس محفل میں آیا کرتے تھے ایک دفعہ اس نے کہا: یہ زرخیز زمینیں قریش کا باغ ہیں تو مالک اشتر نے جواب دیا: کیا تو خیال کرتا ہے کہ جو کچھ خدا نے ہماری تلواروں کے ذریعے ہمیں غنیمت دی ہے وہ تیرے لیے

ادبی ہے جنہوں نے امام المتقینؑ کی نصرت اور مدد کی اور آپؑ کے ساتھ ہوکر باغیوں اور عہد شکن لوگوں سے جنگ کی اور کلمہ حق کہنے کے جرم میں جلاوطن ہوئے اور بالآخر حجاج ملعون کے ہاتھوں شہادت کا جام نوش کیا اور سعادت ابدی سے ہم کنار ہوئے ،قرآن گواہ ہے کہ ایسے شہداء خدا کے ہاں زندہ جاوید اور رزق پاتے ہیں اگرچہ تعصب کرنے والے اس حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے ۔

[۲۰۴]۔ ابن حبان اور اس جیسے متعصب افراد کی عجیب کیفیت ہے جب ایسی جلیل القدر شخصیات اور شہداء ولایت کے کردار اور عبادت و صداقت کو دیکھتے ہیں تو انہیں ثقہ اور معتمد شمار کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور جب ان کی ولایت امام علیؑ سے اخلاص کو دیکھتے ہیں جو گویا جل جاتے ہیں اور ان کی شان میں گستاخی کرنے لگتے ہیں اور اتنا بھی یاد نہیں رکھتے کہ آنے والی نسلیں ان کی اس دوغلی پالیسی کا حساب کریں گی اس ابن حبان نے مجروحین(۲ص۲۲۱) میں کمیل کے بارے میں لکھا : کان کمیل من المفرطین فی علی ممن یروی عنہ المعضلات وفیہ المعجزات، منکر الحدیث جدا تتقی روایتہ ولا یحتج بہ؛ کمیل محبت علیؑ میں بہت مبالغہ کرتا تھا اس نے امام علی ؑسے پیچیدہ روایات اور معجزات نقل کئے یہ حدیث بہت بری تھیں اس کی روایت سے بچنا چاہیے اور اس سے دلیل پیش نہ کی جائے ۔

تبصرہ: سچ کہتے ہیں: دروغ گو را حافظہ نباشد، جھوٹے کا دماغ کام نہیں کرتا ،ارے اگر کمیل کی محبت علیؑ اور اخلاص تمہیں اتنا ہی جلا رہے تھے تو انہیں ثقات افراد کی فہرست میں ذکر کرنے کی زحمت نہ کی ہوتی ، سب کا حساب خدا کے پاس ہے ۔

اور تیری قوم کے لیے ہے اور دیگر اہل کوفہ نے بھی اعتراض کیا تو عبدالرحمٰن اسدی جو سعید کا پولیس افسر تھا اس نے کہا: کیا تم حاکم کی بات کو ردّ کرتے ہو اور سعید نے انہیں جلاوطن کرنے کے لیے عثمان کو خط لکھا[۲۰۵]۔

امام علیؑ نے جنگ جمل سے پہلے کمیل بن زیاد کو عبداللہ بن عمر کے پاس بھیجا تاکہ اسے امام کے ساتھ جنگ میں شریک ہونے کی دعوت دے[۲۰۶]۔

اور کمیل نے جنگ صفین میں امام کے ساتھ شرکت کی اور امام کے معتمد اور خواص میں شمار ہوتے تھے امامؑ نے انہیں ہیت کا حاکم بنایا تھا اور جنگ صفین کے بعد معاویہ نے عراق کو غارت کرنے کے لیے اپنے ظالم اور جابر سرداروں کو بھیجا تو ایک دفعہ کمیل سے بچ گئے اس پر امامؑ نے ان کو متوجہ کیا تو دوسری بار کمیل نے معاویہ کے لشکر کو ایسا جواب دیا کہ بہت سے افراد قتل و ہلاک ہوئے اور امامؑ نے انہیں شاباش دی[۲۰۷]۔

کمیل نے نہ فقط امام علیؑ کے دور میں میدان جنگ میں شرکت کی بلکہ حجاج ثقفی ملعون کے خلاف عبادت گزاروں اور علماء کے ساتھ لشکر کشی کی جن میں شعبی، سعید بن جبیر ع عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ شامل تھے اور جنگ سے پہلے منبر کوفہ پر گئے اور لوگوں کو ظالموں اور طاغوتوں کے خلاف جنگ کے لیے دعوت دی[۲۰۸]۔

---

[۲۰۵]۔ تاریخ کامل ابن اثیر ج۳ص۱۳۸-۱۴۴،۱۳۹، تاریخ اسلام ذہبی ج۳ص۴۳۰۔

[۲۰۶]۔ تاریخ کامل ج۳ص۲۰۵۔

[۲۰۷]۔ سابقہ حوالہ ج۳ص۳۷۹۔

[۲۰۸]۔ انساب الاشراف ج۴ص۳۳۹۔

اگرچہ اس وقت کمیل بہت بوڑھے ہو چکے تھے لیکن انہوں نے ظالموں کے خلاف تلوار اٹھائی اور عبدالرحمٰن بن محمد کے ساتھ حجاج کے لشکر کے خلاف " دیر جماجم " کے معرکہ میں شریک ہوئے تھے[۲۰۹]۔

کمیل اور اہل بیتؑ

کمیل امام علیؑ سے بہت محبت کرتے تھے حتیٰ بعض نے انہیں مفرط فی علیؑ کے عنوان سے یاد کیا اور ابن اثیر نے لکھا: کان خصیصا بامیر المومنین علی ؑ ، کمیل امام علیؑ کے خواص میں سے تھے، اور ابن شہر آشوب نے انہیں ان افراد میں شمار کیا جن کو امام علیؑ نے شہادت کی خبر دی تھی[۲۱۰]۔

یہی وجہ تھی کہ امامؑ نے انہیں دعاء خضر کی تعلیم دی جو بعد میں دعائے کمیل کے نام سے مشہور ہوئی ہے[۲۱۱]۔ اور اسی طرح انہیں خصوصی وصیت بھی فرمائی اور کمیل کو امام علیؑ کے ہاں ان دس ثقہ و معتمد افراد میں شمار کیا گیا جو سابقین و مقربین میں سے تھے[۲۱۲]۔

امام حسنؑ و امام حسینؑ کے زمانے میں کمیل

۴۰ھ میں امام علی ابن ابی طالبؑ کی شہادت کے بعد کوفہ میں امام حسن مجتبیٰؑ کی بیعت کی گئی ،ان میں کمیل بھی موجود تھے کیونکہ انہیں امام علیؑ کی تمام صفات کمال نظر آتی تھی علم و حلم اور شجاعت و عصمت کا پیکر سمجھ کر انہوں نے امام حسنؑ کی بیعت کی اور آپ کے سپاہیوں میں

---

[۲۰۹]۔تاریخ کامل ج۴ص۲۷۴۔

[۲۱۰]۔مناقب آل ابی طالبؑ، ابن شہر آشوب ج۲ص۳۰۶، جیسا کہ شہادت کی خبر میں دیگر منابع سے بھی یہ بات منقول ہے ۔

[۲۱۱]۔اقبال الاعمال، ابن طاووس ص۷۰۶۔

[۲۱۲]۔ وسائل الشیعۃ، حر عاملی محمد بن حسن، ج۳۰ص۲۳۴،ط محققہ آل البیتؑ، اختصاص ص۶، بشارۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص۲۴-۳۱۔

شامل ہوگئے علامہ محمد باقر مجلسی نے ابن شہر آشوب سے نقل کیا کہ کمیل بن زیاد امام حسن مجتبیؑ کے اصحاب میں سے تھے [۲۱۳]۔

اور اس کے بعد امام حسینؑ کے زمانے میں کمیل اور قنبر جیسے وفادار مشہور حبداران اہل بیتؑ کو قید کر دیا گیا تھا تاکہ وہ امام حسینؑ کی تحریک میں شریک نہ ہو سکیں اور عاشوراء کے بعد انہیں آزاد کیا گیا [۲۱۴]۔

اس کے بعد کمیل امام سجاد کے زمانے میں آپ کے فرامین کے تابع اور آپ کے شیعوں میں شمار ہوتے تھے ،امام علی کی تربیت کی بدولت وہ کسی قیمت اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دامن چھوڑنے والے نہیں تھے اور ہمیشہ مشکل کشائی کے لیے اس گھرانے کا وسیلہ دیا کرتے تھے اسی لیے حجاج بن یوسف نے ان کو شہید کرایا،ابن اشعث کی شکست کے بعد حجاج کوفہ میں آیا اور اہل کوفہ سے دوبارہ بیعت لی اور ان سے کہا: جو بیعت کے ضمن میں اعتراف کرے کہ میں کافر ہو گیا تھا آزاد کر دیا جائے گا ورنہ قتل ہو گا اسی لیے بہت سے کوفیوں کو قتل کیا گیا تھا۔

کمیل کے متعلق ماہرین رجال کا نقطہ نظر

شیعہ علماء رجال نے ان کی بہت مدح کی ہے اور ان کے لیے بلند مراتب کے قائل ہیں [۲۱۵] اور اہل سنت کے محقق و منصف مزاج علماء نے بھی ان کی توثیق کی ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

انہو نے امام علی کے علاوہ ، ابن مسعود، عثمان، عمر، ابو مسعود اور ابوہریرہ سے روایت کی اور ان سے ایک جماعت نے روایت کی ان میں یہ افراد ہیں: اعمش، عباس بن ذریح، ابو اسحاق

---

[۲۱۳]۔ بحار الانوار ۴۴ص۱۱۱، مناقب آل ابی طالبؑ،۴ص۴۱۔

[۲۱۴]۔ از قبیلہ خوبان ص ۷۶، المفید فی ذکری السبط الشہید ص۱۱۵، کمیل محرم راز امیر المومنینؑ، حسین خانی ، ص۱۴۵، قصہ کربلا ص۳۵۸۔

[۲۱۵]۔ معجم رجال الحدیث سید خوئی ، ۱۵ص۱۳۲، جامع الرواۃ محقق اردبیلی ۲ص۳۱، رجال ابن داود حلی ص۱۵۶، خلاصۃ الاقوال ص۳۰۹۔

سبیعی، عبداللہ ابن یزید صہبانی، عبدالرحمٰن بن جندب فزاری، اور نسائی نے دن رات کے اعمال میں ان سے حدیث نقل کی اور اسی طرح شیخ مفید نے امالی اور مصباح متہجد میں اور شیخ صدوق نے خصال میں اور بیہقی نے سنن کبری میں روایت کی[۲۱۶]۔

سید حسن صدر نے انہیں شیعہ کے مشہور متکلمین میں شمار کیا اور فرمایا: وہ مفید علم کے خزانہ دار اور ثمر آور پھل کی مانند تھے۔

جب مطر بن ناجیہ ریاحی ابن اشعث کے زمانے میں کوفہ پر غالب آیا تو کمیل منبر پر تشریف لے گئے وہ ایک بلند پایہ خطیب تھے انہوں نے بنوامیہ اور ان کے ظالم و جابر مددگاروں کے برے کردار کا ذکر کیا اور لوگوں کو ان کے خلاف قیام کی دعوت دی حتی ان کے خطبے نے لوگوں کے نفوس پر بہت اثر کیا[۲۱۷]۔

ابن حجر نے ان امور کو اجتہادی قرار دیا ہے جن کی وجہ سے کمیل اور دیگر جلاوطن ہونے والوں نے ان پر اعتراض کیا تھا اور کہا ہے کہ ایسے امور کی وجہ سے خلیفہ پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا[۲۱۸]، حالانکہ دراصل یہ نصوص اور شریعت کے مخالف اجتہادات تھے[۲۱۹]۔

۲۱۶۔ عمل الیوم واللیلۃ، نسائی، ص۱۲۴ح۳۶۰، کتاب خصال شیخ صدوق ص۱۸۶، امالی طوسی ۱ص۱۹، مصباح المتہجد شیخ طوسی ص۸۴۴، سنن کبری بیہقی ۶ص۹۷ن۱۰۱۹۰۔

۲۱۷۔ کتاب المحن ابو العرب ملاحظہ ہو۔

۲۱۸۔ صواعق محرقہ ص۱۱۳۔

۲۱۹۔ منی میں نماز کو پورا پڑھنا، ابوذر غفاری جیسے بلند پایہ جلیل القدر نیکوکار صحابی کو جلاوطن کرنا، ابن مسعود کی عطاء کو روکنا، عمار یاسر کو مارنا، حکم مطرود کو مدینہ واپس بلانا حالانکہ نبی اکرمﷺ نے اسے مدینہ سے نکالا تھا، مروان کو افریقہ کا پورا خمس بخش دینا وغیرہ امور، اور جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جن کو جلاوطن کیا گیا ان کے بارے میں یہ صفات ذکر ہیں: وہ مصر کے قاری، زعیم، عبادت گزار، فقہاء، اور تقوی اور زہد کا پیکر تھے اور فقہ اور اخلاق میں بہترین نمونہ تھے، الغدیر امینی ۹ص۳۷۔

کمیل اس لحاظ سے تاریخ میں میں عبرت ہے کہ اس نے امام علیؑ کی ولایت کے دفاع میں اپنی جان کی بازی لگادی اور بالآخر اس راہ ولایت میں شہادت کا درجہ حاصل کیا جبکہ اس کا بھائی حارث بن زیاد نخعی وہ شخص ہے جس نے طفلان مسلم بن عقیل کو اس لالچ میں قتل کر دیا کہ اسے دربار ابن زیاد سے کچھ انعام ملے گا لیکن اسے انعام کی بجائے اپنے کئے کے بدلے میں قتل کر دیا گیا اور وہ ہمیشہ کے لیے ہلاکت کی وادی میں گر گیا[۲۲۰]۔

کمیل امام علیؑ کی ولایت کے دفاع میں بہت کوشاں رہتے تھے، جیسا کہ لکھا ہے کہ کمیل اور عمرو بن زرارہ فرزند قیس نخعی ان اولین افراد میں سے تھے جنہوں نے حضرت عثمان کے خلاف شریعت افعال پر نکتہ چینی کی اور لوگوں کو انہیں خلافت سے معزول کرنے پر ابھارا اور کہا: اے لوگو! جب عثمان حق و باطل کو باہم اچھی طرح جانتا ہے تو پھر جان بوجھ کر حق کی مخالفت کرتا ہے اور پست فطرت اور نالائق افراد کو نیکوکاروں پر مسلط کرتا ہے اور انہیں حکومت دیتا ہے[۲۲۱]۔

علم و دانش کی فضیلت

کمیل ابن زیاد نخعی کہتے ہیں کہ : امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ نے میرا ہاتھ پکڑا اور قبرستان کی طرف لے چلے جب آبادی سے باہر نکلے تو ایک لمبی آہ کی، پھر فرمایا : اے کمیل ! یہ دل اسرار و حکم کے ظروف ہیں، ان میں سب سے بہتر وہ ہے جو زیادہ نگہداشت کرنے والا ہو، لہٰذا تو جو میں تمہیں بتاؤں اسے یاد رکھنا۔

دیکھو! تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں:

ایک عالم ربانی۔

---

[۲۲۰]۔ ترجمہ نہج البلاغہ دشتی ،

[۲۲۱]۔ نقش عایشہ در تاریخ اسلام، علامہ سید مرتضی عسکری، ج۱، ص۱۷۳

دوسرا متعلّم کہ جو نجات کی راہ پر برقرار رہے۔

تیسرا عوام الناس کا وہ پست گروہ ہے کہ جو ہر پکارنے والے کے پیچھے ہولیتا ہے اور ہر ہوا کے رخ پر مڑ جاتا ہے ؛نہ انہوں نے نور علم سے کسب ضیا کیا، نہ کسی مضبوط سہارے کی پناہ لی ۔

اے کمیل ! یاد رکھو کہ علم مال سے بہتر ہے (کیونکہ) علم تمہاری نگہداشت کرتا ہے اور مال کی تمہیں حفاظت کرنا پڑتی ہے اور مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے لیکن علم صرف کرنے سے بڑھتا ہے اور مال و دولت کے نتائج واثرات مال کے فنا ہونے سے فنا ہو جاتے ہیں

.

اے کمیل !علم کی شناسائی ایک دین ہے کہ جس کی اقتدا کی جاتی ہے اسی سے انسان اپنی زندگی میں دوسروں سے اپنی اطاعت منواتا ہے اور مرنے کے بعد نیک نامی حاصل کرتا ہے، یاد رکھو کہ علم حاکم ہوتا ہے اور مال محکوم ۔

اے کمیل !مال اکٹھا کرنے والے زندہ ہونے کے باوجود مردہ ہوتے ہیں اور علم حاصل کرنے والے رہتی دنیا تک باقی رہتے ہیں، بے شک ان کے اجسام نظروں سے او جھل ہو جاتے ہیں مگر ان کی صورتیں دلوں میں موجود رہتی ہیں۔

(اس کے بعد حضرتؑ نے اپنے سینہ اقدس کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا) دیکھو! یہاں علم کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے، کاش !اس کے اٹھانے والے مجھے مل جاتے، ہاں ملا، کوئی تو:

یا ایسا جو ذہین تو ہے مگر نا قابل اطمینان ہے اور جو دنیا کے لیے دین کو آلہ کار بنانے والا ہے اور اللہ کی ان نعمتوں کی وجہ سے اس کے بندوں پر اور اس کی حجتوں کی وجہ سے اس کے دوستوں پر تفوق و برتری جتلانے والا ہے۔

یا جو ارباب حق و دانش کا مطیع تو ہے مگر اس کے دل کے گوشوں میں بصیرت کی روشنی نہیں ہے، بس ادھر ذرا سا شبہہ عارض ہوا کہ اس کے دل میں شکوک و شبہات کی چنگاریاں بھڑکنے لگیں تو معلوم ہونا چاہیے کہ نہ یہ اس قابل ہے اور نہ وہ اس قابل ہے۔

یا ایسا شخص ملتا ہے کہ جو لذتوں پر مٹا ہوا ہے اور بآسانی خواہش نفسانی کی راہ پر کھنچ جانے والا ہے۔

یا ایسا شخص جو جمع آوری و ذخیرہ اندوزی پر جان دیئے ہوئے ہے۔

یہ دونوں بھی دین کے کسی امر کی رعایت و پاسداری کرنے والے نہیں ہیں ان دونوں سے انتہائی قریبی شباہت چرنے والے چوپائے رکھتے ہیں۔

اسی طرح تو علم کے خزینہ داروں کے مرنے سے علم ختم ہو جاتا ہے۔

حجت خدا کی ضرورت

ہاں! مگر زمین ایسے فرد خالی نہیں رہتی کہ جو خدا کی حجت کو برقرار رکھتا ہے چاہے وہ ظاہر و مشہور ہو یا خائف و پنہاں تاکہ اللہ کی دلیلیں اور نشان مٹنے نہ پائیں اور وہ ہیں ہی کتنے اور کہاں پر ہیں؟!

خدا کی قسم! وہ تو گنتی میں بہت تھوڑے ہوتے ہیں اور اللہ کے نزدیک قدر و منزلت کے لحاظ سے بہت بلند۔ خداوند عالم ان کے ذریعہ سے اپنی حجتوں اور نشانیوں کی حفاظت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ ان کو اپنے ایسوں کے سپرد کر دیں اور اپنے ایسوں کے دلوں میں انہیں بو دیں۔ علم نے انہیں ایک دم حقیقت و بصیرت کے انکشافات تک پہنچا دیا ہے۔ وہ یقین و اعتماد کی روح سے گھل مل گئے ہیں اور ان چیزوں کو جنہیں آرام پسند لوگوں نے دشوار قرار دے رکھا تھا اپنے لیے سہل و آسان سمجھ لیا ہے اور جن چیزوں سے جاہل بھڑک اٹھتے ہیں ان سے وہ جی لگائے بیٹھے ہیں۔ وہ ایسے جسموں کے ساتھ دنیا میں رہتے سہتے

ہیں کہ جن کی روحیں ملائ اعلیٰ سے وابستہ ہیں یہی لوگ توزمین میں اللہ کے نائب اور اس کے دین کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔

ہائے ان کی دید کے لیے میرے شوق کی فراوانی ! !

(پھر حضرت نے کمیل سے فرمایا) :اے کمیل ! (مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا)اب جس وقت چاہو واپس جاؤ[۲۲۲]۔

حاجت روائی کرنے کا اثر

امام علیؑ نے کمیل ابن زیاد نخعی سے فرمایا: اے کمیل ! اپنے عزیز واقارب کو ہدایت کرو کہ وہ اچھی خصلتوں کو حاصل کرنے کے لیے دن کے وقت نکلیں اور رات کو سو جانے والے کی حاجت روائی کو چل کھڑے ہوں۔

اُس ذات کی قسم جس کی قوتِ شنوائی تمام آوازوں پر حاوی ہے ! جِس کسی نے بھی کسی کے دل کو خوش کیا تو اللہ اُس کے لیے اُس سرور سے ایک لطفِ خاص خلق فرمائے گا کہ جب بھی اُس پر کوئی مصیبت نازل ہو تو وہ نشیب میں بہنے والے پانی کی طرح تیزی سے بڑھے اور اجنبی اونٹوں کو ہنکانے کی طرح اس مصیبت کو ہنکا کر دور کر دے[۲۲۳]۔

---

[۲۲۲]۔ نہج البلاغہ ، سید رضی، ترجمہ مفتی جعفر حسین، اقوال امام علیؑ، ن ۱۴۷، مترجم نے حاشیہ میں فرمایا: کمیل ابن زیاد نخعی اسرار امامت کے خزینہ دار اور امیر المومنینؑ کے خواص اصحاب میں سے تھے، علم و فضل میں بلند مرتبہ اور زہد و ورع میں امتیاز خاص کے حامل تھے . حضرتؑ کی طرف سے کچھ عرصہ تک ہیت کے عامل رہے ۸۳ھ میں ۹۰برس کی عمر میں حجاج ابن یوسف ثقفی کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور بیرون کوفہ دفن ہوئے۔

[۲۲۳]۔سابقہ حوالہ ن۲۵۷۔

قبر والوں سے امام علیؑ کی گفتگو[۲۲۴]

صفین سے پلٹتے ہوئے کوفہ سے باہر قبرستان پر نظر پڑی تو فرمایا :اے وحشت گھروں ،اجڑے مکانوں اور اندھیری قبروں کے رہنے والو !اے خاک نشینو !اے عالم غربت کے ساکنوں اے تنہائی اور الجھن میں بسر کرنے والو ! تم تیز رو ہو جو ہم سے آگے بڑھ گئے ہو اور ہم تمہارے نقش قدم پر چل کر تم سے ملا چاہتے ہیں .اب صورت یہ ہے کہ گھروں میں دوسرے بس گئے ہیں بیویوں سے اوروں نے نکاح کر لیے ہیں اور تمہار امال واسباب تقسیم ہوچکا ہے یہ تو ہمارے یہاں کی خبر ہے .اب تمہارے یہاں کی کیا خبر ہے۔ پھر حضرت اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا) اگر انہیں بات کرنے کی اجازت دی جائے .تو یہ تمہیں بتائیں گے کہ بہترین زاد راہ تقویٰ ہے ۔

ایک دن امام علیؑ حضرت کمیل کے گھر جانے کے لیے مسجد سے نکلے جب کہ رات کا کچھ حصہ گزر چکا تھا راستہ میں ایک گھر سے تلاوت قرآن کی آواز سنائی دی، کمیل کا بیان ہے کہ میں نے دل میں اس کی تعریف کی اور اس کے بارے میں سوچ میں پڑ گیا امام میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے کمیل ! تجھے اس شخص کی دل کش تلاوت کو سن کر تعجب ہوا حالانکہ یہ جہنمی ہے اور میں آئندہ تمہیں اس کی خبر دوں گا۔

کمیل کا بیان ہے کہ میں یہ سن کر مزید حیران ہوا لیکن میں نے کچھ نہیں کہا یہاں تک کہ خوارج نہروان کا واقعہ پیش آیا جنگ کے دن امام نے میری طرف دیکھا اور تلوار سے خوارج کے ایک لاشہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: یہ وہی شخص ہے جو اس نصف شب میں قرآن کی تلاوت کر رہا تھا، اور تم اس کی آواز سن کر تعجب کر رہے تھے۔

---

[۲۲۴] ۔سابقہ حوالہ ن۱۳۰، اگرچہ نہج البلاغہ میں اس کا نام اس روایت کے ساتھ نہیں ہے لیکن دیگر مصادر (تاریخ دمشق، ابن عساکر، ج۵۰ ، ص۲۵۱) میں یہ روایت کمیل کے نام سے مروی ہے ۔

کمیل کا بیان ہے کہ اس غیبی خبر کے آشکار ہونے سے میں بے حد خوش ہوااور میں نے امام کے ہاتھ اور قدموں کا بوسہ لیااور خدا سے دعائے مغفرت کی[۲۲۵]۔

دعائے کمیل کی تعلیم

امام علیؑ کی مشہور دعا جو شیعیان جہاں شب جمعہ کو بڑے سوز و گداز سے پڑھتے ہیں اس کا ایک نام دعا ((حضرت خضر)) بھی ہے یہ آپؑ نے کمیل بن زیاد نخعی کو تعلیم دی، کمیل کا بیان ہے کہ میں مسجد بصرہ میں دیگر اصحاب کے ساتھ امامؑ کے پاس حاضر تھا کہ ایک نے عرض کی: سورہ دخان کی آیت کہ اس رات میں ہر امر حکیم کا فیصلہ کیا جاتا ہے اس کا کیا معنی ہے؟

فرمایا: اس سے نیمہ شعبان مراد ہے ،اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس رات میں ہر شخص کا نیک و بد جاری ہو جاتا ہے اور اس میں جو شخص جاگ کر عبادت کرے اور دعائے خضر پڑھے تو اس کی دعا مستجاب ہو گی پھر میں اپنے گھر چلا گیااور رات کو اپنے مولا کے پاس آیااور دستک دی فرمایا: اے کمیل! کس کام سے آئے ہو؟

عرض کی: اے امیر المؤمنینؑ! دعائے خضر سیکھنے آیا ہوں۔

فرمایا: بیٹھ جااور اس دعا کو یاد کرلے اور ہر شب جمعہ یا مہینے یا سال میں یا عمر میں ایک بار اسے پڑھنا اس سے خدا تیری مشکلات کو حل کرے گا اور تیری مدد کرے گا اور تیری رزق و روزی کو زیادہ کرے گا اور مغفرت خدا تیرے شامل حال ہو گی اور اے کمیل! تیری ہم سے طویل رفاقت کے بسبب واجب ہوا کہ تیری اس بات کو پورا کیا جائے اور مشہور دعائے کمیل تعلیم فرمائی[۲۲۶]۔

---

[۲۲۵]۔مستدرک سفینۃ البحار علی نمازی ،عنوان کمیل، ۹ص۱۸۶۔

[۲۲۶]۔اقبال الاعمال ابن طاوس ۔

شیخ طوسی نے کمیل بن زیاد نقل کیا کہ انہوں نے امام علی علیہ السلام کو دیکھا کہ سجدے میں یہ طولانی دعا پڑھتے تھے، یہاں «دعای کمیل» کے بارے میں چند نکات ملاحظ ہوں:

الف) توحید در دعای کمیل

علماء کلام نے توحید کے چند مراتب بیان کئے ہیں جیسے توحید ذاتی، توحید صفاتی، توحید افعالی اور دعائے کمیل میں ان سب کا اقرار اور بیان موجود ہے:

ب) دعائے کمیل کے موضوعات

اس دعا میں درج ذیل کلی موضوعات بیان ہوئے ہیں:

- ۱. خدا کی بارگاہ میں درخواست مغفرت ورحمت اور قبولیت عذر۔
- ۲. عظمت پروردگار کا اعتراف۔
- ۳. بندہ کے عجز وکمزوری کا اعتراف۔
- ۴. دنیا اور آخرت کے عذاب کا باہم مقایسہ۔
- ۵. حالات معنوی کی بہبود کے لیے دعا۔

ج) دعائے کمیل کی شروحات

نہ صرف شیعیان جہاں اور مومنین کرام اس دعا کو پڑھتے اور اسے حرز جان بناتے ہیں بلکہ بہت سے علماء اور دانشمندوں نے اس کی شرحیں اور توضیح بھی کی ہے ان میں سے چند نام ملاحظہ ہوں:

۱. انیس اللیل، محمد رضا کلباسی. ۲. درمان روح وروان در شرح دعای کمیل، محمد باقر ملبوبی.

۳. شرح دعای کمیل، عبدالاعلی سبزواری. ۴. شرح دعای کمیل، ابوتراب ہدایی.

۵. نفحات اللیل در شرح دعای کمیل، کلباسی. ۶. شرح دعای کمیل، سید محمد تقی نقوی.
۷. غناء مؤمنین، سید محمود محمدی. ۸. علیؑ و کمیل، احمد زمردیان.
۹. ترجمہ و تفسیر دعای کمیل، محمد علی صالح غفاری.
۱۰. شرح دعای کمیل، مہندس عبدالعلی بازرگان.
۱۱. فی رحاب دعاء کمیل، سید محمد حسین فضل اللہ.
۱۲. ترجمہ دعای مبارکہ کمیل از مثنوی انسان کامل (شعر)، مفتون ہمدانی.
۱۳. راز دلباختگان، سید علی اکبر موسوی (محب الاسلام).
۱۴. اضواء علی دعاء کمیل، عزالدین بحرالعلوم.
۱۵. ترجمہ دعاء کمیل (۲۰۰ بیت)، علامہ محمد باقر مجلسی.
۱۶. ترجمہ دعاء کمیل (شعر)، شہید مصطفیٰ چمران اور ان کے علاوہ دیگر بہت سی شرحیں۔

روایات

اہل سنت نے کمیل کے بارے میں «قلیل الحدیث» ہونے کا بیان دیا کیونکہ ان کی حدیث کی کتابوں میں کمیل سے کم روایات نقل ہوئی ہیں لیکن شیعہ کتب حدیث میں کمیل کی بہت سی روایات نقل ہیں ان میں سے بعض کو ذکر کیا جاتا ہے:

۱۔ امام رضاؑ نے فرمایا: کمیل کے نام امام علیؑ کے فرامین میں سے ایک یہ ہے کہ یا کمیل اخوک دینک فاحتط لدینک بما شئت؛اے کمیل! دین تیری بھائی ہے پس تو اپنے بھائی کے بارے میں جتنا ہو سکے احتیاط کر۔

۲۔امام علیؑ نے کمیل کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

اے کمیل ! ہر دن خدا کے نام سے شروع کرو اور کہو: خدا کے سوا کسی کی کوئی قوت و طاقت نہیں اور خدا پر توکل کرو اور ہمارا ذکر کرو اور ہمارے نام لیا کرو اور ہم پر درود بھیجو اور اس طرح اس کا تکرار کرو اور اس دن کے شر سے بچ جاو۔

اے کمیل ! خدا نے نبی اکرم کی تربیت فرمائی اور آپ نے میری تربیت کی اور میں مومنین کی تربیت کرن والا ہوں اور عزت مندوں کے اخلاق اور آداب کو بیان کرنے والا ہوں۔

اے کمیل ! کوئی علم نہیں مگر میں اس کو بیان کرنے والا ہوں اور کوئی راز نہیں مگر قائم اسے ختم کرنے والے ہیں۔

اے کمیل ! ایکدوسرے کی ذریت اور نسل ہیں خدا سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اے کمیل ! تم صرف ہم سے قبول کرو اور ہم سے ہو جاو۔

اے کمیل ! کوئی حرکت نہیں مگر تو اس میں معرفت کا محتاج ہے۔

اے کمیل ! جب کھانا کھاو تو اس کے نام سے شروع کرو جس کے نام کے ساتھ کوئی بیماری ضرر نہیں پہنچاتی اور اس میں ہر بیماری کی دواء ہے۔

اے کمیل ! کھانا کھلایا کرو اور بخل و کنجوسی نہ کرو کیونکہ تو لوگوں کو نہیں کھلائے گا مگر خدا اس کے بدلے تیرے لیے ثواب لکھے گا، اور لوگوں سے اچھے اخلاق سے ملو اور اپنے ساتھی سے وسیع قلب سے پیش آو اور غلام کو مت جھڑکو۔

غذا کھانے کے آداب بیان کرتے ہوئے کمیل سے فرمایا: جب کھاو تو صبر و آرام سے غذا کھاو تا کہ تیرے ساتھ کھانے والے بھی پیٹ بھر کر غذا کھائیں ،جب دستر خوان پر بیٹھیں تو بلند آواز سے حمد کہیں تا کہ دوسرے بھی حمد خدا کریں اور تم ان کے اجر میں شریک

ہو جاو اور معدہ کو غذا سے پر نہ کرو بلکہ کچھ حصہ پانی کے لیے اور کچھ حصہ ہوا کے لیے چھوڑ دو[۲۲۷]۔

۳۔ کمیل کا بیان ہے کہ میں نے امام علیؑ سے اسلام کے ارکان کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا وہ سات چیزیں ہیں:

۱۔ عقل جو صبر کی بنیاد ہے، ۲۔ آبرو اور سچائی کی حفاظت کرنا، ۳۔ تلاوت قرآن کا حق ادا کرنا۔

۴۔ خدا کے لیے دوستی اور دشمنی کرنا، ۵۔ اہل بیتؑ نبوی کے حق کی معرفت حاصل کرنا۔

۶۔ دینی بھائیوں کے حقوق کو ادا کرنا اور ان کی مدد کرنا، ۷۔ لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا[۲۲۸]۔

۴۔ امام علیؑ نے کمیل کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: کوئی علم نہیں ہے مگر میں نے ان کو فتح کیا ہے اور کوئی راز نہیں ہے مگر قائم آل محمدؑ ان کو ختم کرنے والے ہیں[۲۲۹]۔

۵۔ کمیل کا بیان ہے کہ میں نے امام علیؑ سے استغفار کے بارے میں سوال کیا عرض کی: اے امیر المومنین! ایک شخص گناہ کر بیٹھتا ہے وہ خدا سے اس کی استغفار کرنا چاہتا ہے وہ کیسے استغفار کرے؟

امام نے فرمایا: اے ابن زیاد! توبہ کرے۔

میں نے عرض کی: بس اتنا کافی ہے۔

فرمایا: نہیں، میں نے عرض کی: تو کیا کرے؟

---

[۲۲۷]۔ بحار الانوار ۶۶ص۴۲۴، دراصل یہ ایک طویل وصیت کا حصہ ہے جو تحف العقول حرانی ص۱۱۴-۱۱۸میں نقل ہوئی ہے اور بہت ہی پر معنی اور موثر مطالب پر مشتمل ہے۔

[۲۲۸]۔ سابقہ ۶۸ص۳۸۱، تحف العقول عن آل الرسول ؐ، حرانی، ص۱۳۴۔

[۲۲۹]۔ سابقہ حوالہ، ۷۷۔

فرمایا: جب انسان سے گناہ ہو جائے تو حرکت کے ساتھ استغفر اللہ کہے۔

میں نے عرض کی: حرکت کیا ہے؟ فرمایا: ہونٹوں اور زبان سے کہے اور وہ حقیقت میں ایسا کرنا چاہتا ہو۔

عرض کی: حقیقت کیا ہے؟

فرمایا: دل میں اس کی تصدیق کرے اور یہ نیت کرے کہ آئندہ ایسے گناہ کا مرتکب نہیں ہو گا۔

کمیل نے عرض کی: جب میں نے یہ کر لیا تو میں استغفار کرنے والوں میں ہو گیا؟

فرمایا: نہیں، عرض کی: کیوں؟ فرمایا: کیونکہ تو ابھی تک اصل حقیقت تک نہیں پہنچا، کمیل نے عرض کی: مولا استغفار کی اصل کیا ہے؟ فرمایا: اس گناہ سے توبہ کی طرف لوٹنا جس سے استغفار کی ہے اور یہ عبادت گزاروں کا پہلا درجہ ہے اور گناہ کا ترک کرنا اور استغفار کرنا ایک لفظ ہے جس کے چھ معانی اور مراحل ہیں:

۱۔ گذشتہ پر ندامت اور پشیمانی کرنا۔

۲۔ عزم بالجزم کرنا کہ آئندہ کبھی اس کا مرتکب نہیں ہو گا۔

۳۔ مخلوق کے حقوق کو ادا کرنا۔

۴۔ ہر فرض میں حق خدا کو ادا کرنا۔

۵۔ اس گوشت کو پگھلا دے جو حرام اور ناجائز کمائی سے اگا ہے حتی جلد اپنی ہڈی کی طرف پلٹ آئے پھر ان کے درمیان نیا گوشت اگے۔

۶۔ اپنے جسم و بدن کو اسی طرح عبادات اور اطاعت کا مزہ چکھائے جیسے اسے گناہوں کا مزہ چکھایا تھا[۲۳۰]۔

۲۳۰۔ تحف العقول عن آل الرسولؐ، حرانی، ص ۱۳۴

گورنری کے زمانہ میں امامؑ کا خط

نہج البلاغہ میں ایک خط میں ہے[۲۳۱]: والی ہیت کمیل بن زیاد نخعی کے نام: اس میں ان کے اس طرز عمل پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے جب دشمن کی فوجیں لوٹ مار کرنے کے قصد سے ان کے علاقہ کی طرف سے گزریں تو انہوں نے ان کو نہ روکا، فرمایا: آدمی کا اس کام کو نظر انداز کرنا جو اسے سپرد کیا گیا ہے اور جو کام اس کی بجائے دوسروں کے متعلق ہے اس میں خواہ مخواہ کو گھسنا ایک کھلی ہوئی کمزوری اور تباہ کن فکر ہے تمہارا اہل قرقیسا پر حملہ کرنا اور اپنی سرحدوں کو خالی چھوڑ دینا جبکہ وہاں نہ کوئی حفاظت کرنے والا ہے نہ دشمن کی سپاہ کو روکنے ہے ایک پریشان خیالی کا مظاہرہ ہے اس طرح تم اپنے دشمنوں کے لیے پل بن گئے جو تمہارے دوستوں پر حملہ آور ہونے کا ارادہ رکھتے ہوں اس عالم میں کہ نہ تمہارے بازوؤں میں توانائی ہے نہ تمہارا کچھ رعب ہے نہ تم دشمن کا راستہ روکنے والے ہو اور نہ اس کا زور توڑنے والے ہو نہ اپنے شہر والوں کے کام آنے والے ہو، اور نہ اپنے امیر کی طرف سے کوئی کام انجام دینے والے ہو۔

تبصرہ: دراصل سفیان بن عوف جو معاویہ کا ظالم و ستم کار نمائندہ تھا اس نے شہر "انبار" پر حملہ کیا اور بغیر کسی ممانعت کے شہر ہیت سے گزر کر انبار پہنچا اور لوگوں کے اموال کو غارت کیا جبکہ کمیل شہر ہیت کی حفاظت کی بجائے اس وقت قرقیسا کی طرف لشکر کشی کر چکے تھے اس وقت امام نے یہ خط اسے لکھا تھا اس میں امامؑ نے اسے تنبیہ کی کہ والی کو اپنے وظائف پر پہلے عمل کرنا چاہیے دوسروں کے مسائل کو اولویت نہیں دینی چاہیے کمیل نے اس خط سے

---

[۲۳۱]۔ نہج البلاغہ سید رضی ترجمہ مفتی جعفر ،ص۷۷۹-۷۸۰، خط نمبر ۶۱، مگر یہاں مفتی صاحب نے کوئی حاشیہ اور وضاحت دینے کی زحمت نہیں کی کہ کمیل نے اس کا غلطی کا جبران کیا تھا یا نہیں اور صرف ترجمہ کرکے گزر گئے ہیں اور دیگر مقامات کی طرح یہاں حاشیہ ذکر نہیں کیا ۔

اپنی غلطی کا احساس کر لیا اور اس کو جبران کرنے کی کوشش میں تھے یہاں تک کہ شبیب بن عامر ازدی جو جزیرہ شہر نصیبین میں امام علیؑ کے والی تھے اس نے کمیل کو خط لکھا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ معاویہ نے عبدالرحمٰن بن قباث کو جزیرہ کی طرف غارت گری کے لیے بھیجا ہے مگر معلوم نہیں کہ وہ نصیبین کی طرف آرہا ہے یا فرات و شہر ہیت کی طرف تو کمیل نے یہ اطلاع ملتے ہیں ابن قباث کی روک تھام کا ارادہ کر لیا اور چار سو افراد کے ساتھ اس کی طرف چل پڑے اور اپنی پیادہ فوج کو ہیت شہر میں رہنے دیا اور راہ میں لشکر کشی کے اصولوں کی رعایت کی اور راستے میں اپنے افراد معین کر دیئے جو لشکر کی خبر دشمن کو نہ پہنچنے دیں، یہاں تک کہ انہیں خبر ملی کہ ابن قباث رقّہ سے راس العین کی طرف چلا گیا ہے اور اس نے کفر توثا کی طرف رخ کیا ہے کمیل فوراً وہاں پہنچے اور ابو قباث اور ابن یزید سلمی کی دو ہزار چار سو فوج سے جنگ کی اور چونکہ کمیل نے انہیں غفلت کی حالت میں آن لیا تھا اس لیے ان دونوں لشکروں پر سخت حملہ کیا اور ان کے بہت سے لوگ ہلاک کئے اور دشمن کی فوج کو نیست و نابود کر دیا اور ان کے باقی ماندہ افراد بھاگ کھڑے ہوئے تو کمیل نے حکم دیا کہ فرار کرنے والوں کا پیچھا نہ کیا جائے اور زخمیوں پر حملہ نہ کیا جائے، اس حملہ میں کمیل کے فقط دو ساتھی شہید ہوئے۔

کمیل نے جنگ کے بعد اپنی فتح کی خبر امام علیؑ کو لکھی تو آپ نے اس سے خوشی کا اظہار فرمایا اور اس کا مناسب جواب تحریر فرمایا اور اس طرح کمیل نے امام علیؑ کے حضور اپنی غلطی کا ازالہ کر لیا اور دشمنوں کی خوار کر دیا[۲۳۲]۔

[۲۳۲]۔تاریخ کامل ۲ص۴۲۸، انساب الاشراف ترجمہ امام علیؑ، مسعودی ص۱۷۱،۳،ن۷ ۵۳۔

کمیل کی شہادت [۲۳۳]

جب حجاج ملعون والی بنا تو اس نے کمیل بن زیاد کو طلب کیا تو وہ کہیں چلے گئے اس لعین نے کمیل کی قوم کو ان کے بیت المال کے عطیہ سے محروم کر دیا جب کمیل نے یہ دیکھا تو کہا: میں بوڑھا شخص ہوں اور میری عمر ختم ہو چکی ہے یہ مناسب نہیں کہ میں اپنی قوم کو ان کی عطا سے محروم کروں پس کمیل حجاج کے پاس آئے، جب اس نے کمیل کو دیکھا تو کہنے لگا: میں دوست رکھتا تھا کہ مجھے تجھ پر قابو حاصل ہو۔

کمیل نے فرمایا: مجھ پر دانت نہ پیس اور نہ ہی مجھ دھمکی دے، اپنے گھروندے کو برباد نہ کر، خدا کی قسم! میری عمر میں سوائے غبار کی مقدار کے کچھ باقی نہیں رہا جو کرنا ہے کر لے کہ ہمارا وعدہ دیدار خدا کے پاس ہے اور قتل کے بعد حساب ہے اور مجھے امیر المومنینؑ نے خبر دی تھی کہ تو میرا قاتل ہے۔

حجاج نے کہا: پھر تیرے خلاف حجت قائم ہے۔

کمیل نے فرمایا: یہ تب ہو جب فیصلہ تیرے ہاتھ میں ہو۔

حجاج نے کہا: ہاں تو ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے عثمان بن عفان کو قتل کیا۔

اور حکم دیا کہ اس کی گردن اڑا دی جائے اس طرح کمیل شہید ہوگئے اور ان کی روح اپنے مولا و آقا امام علیؑ کی روح سے جا ملی اور خدا کے ہاں نعمتوں سے سرفراز ہوئی اور انہیں نجف کے قریب مسجد حنانہ کے ساتھ مقام ثویہ میں دفن کر دیا اور اس طرح وہ ہمیشہ کے لیے نیک نام ہوگئے۔

---

[۲۳۳]۔ارشاد شیخ مفید، ا ص۳۲۷، تذکرۃ الاطہار [۴]، ترجمہ ارشاد ص۲۰۸، تاریخ طبری ۶ ص۳۶۵، تہذیب الکمال مزی، ۲۴ ص۲۲۲، تاریخ خلیفہ ص۲۲۲، تاریخ اسلام ذہبی ۶ ص۲۷۷، شذرات الذہب، ا ص۹۱، تنقیح المقال ۳ ص۴۲۔

کمیل کی مزار

شہادت کے بعد کمیل کو ثویہ کی سرزمین مین دفن کیا گیا یہ جگہ جو اطراف کوفہ میں ہے جہاں حاکم حیرہ" نعمان بن منذر "کا زندان ہوا کرتا تھا اب اس جگہ امام علی کے بہت سے اصحاب باوفا اور علماء وفضلاء شیعہ کی قبور ومزارات ہیں اگرچہ ان قبور کے نشانات باقی نہیں ہیں لیکن تاریخ میں ان کے وہاں مدفون ہونے کا ذکر ہے ،امام علی کے بعض اصحاب جو وہاں دفن ہیں ان کا ذکر کیا جاتا ہے :

۱۔ خبّاب بن اَرت، صدر اسلام کے مسلمانوں میں سے تھے مکہ میں مشرکین سے بہت سی مصیبتوں کو برداشت کیا، حتی ان کی پشت کو جلایا گیا ،آپ ان مہاجرین صحابہ میں سے تھے جنہوں میں جنگ بدر کو درک کیا اور اسی طرح امام علیؑ کے زمانے میں جنگ صفین و نہروان میں شرکت کی اور ۳۹ھ میں فوت ہوئے اور امام علیؑ نے اس پر نماز جنازہ پڑی اور فرمایای: «خداوندا! خباب بن ارت پر رحمت فرما جو اپنی رضا و رغبت سے مسلمان ہوئے اور اطاعت کرتے ہوئے ہجرت کی اور قناعت کی زندگی گزاری اور خدا کی قضاء پر راضی تھے اور جہاد کیئے۔

۲۔ جویریۃ بن مُسْہِر عبدی، ان کے ہاتھ پاوں ابن زیاد ملعون کے حکم سے کاٹ دیئے گئے اور کوفہ میں سولی دی گئی۔

۳۔ احنف بن قیس تمیمی، وہ امام علیؑ کے اصحاب میں سے تھے اور جنگ صفین میں شریک ہوئے اور ۶۷ھ میں کوفہ میں فوت ہوئے۔

۴۔ سہل بن حنیف انصاری، امام علیؑ کی طرف سے مدینہ میں حاکم رہے اور ۳۸ھ میں کوفہ میں وفات پائی اور امام علیؑ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

۵۔ عبداللہ بن ابی اوفی، بیعت رضوان میں شریک تھے اور نبی اکرم ﷺ کے آخری صحابی تھے جو کوفہ میں ۸۶ھ میں فوت ہوئے۔

۶۔ عبداللہ بن یقطر، یہ امام حسینؑ کے برادر رضاعی اور آپ کے کوفہ کی طرف بھیجے ہوئے سفیر تھے اور ابن زیاد نے انہیں قیس بن مسہّر صیداوی کی طرح قصر کے اوپر سے نیچے پھینکنے کا حکم دیا اور شہید ہوگئے۔

۷۔ عبید اللہ بن ابی رافع، یہ امام علیؑ کے مخصوص کاتب تھے[۲۳۴]۔

اس وقت وہاں ان جلیل القدر اصحاب میں سے کسی کی قبر معین نہیں ہے صرف کمیل بن زیاد کا مقبرہ وہاں مشہور و معروف ہے یہ مزار عثمانی دور حکومت میں حکومت وقت کی بے توجہی کی وجہ سے ویران و متروک ہوگیا تھا لیکن ترکی میں خلافت عثمانی کے سقوط کے بعد یہ مقبرہ اور مسجد حنانہ کو شیخ باقر عبدالنبی دروبی نے کامل کیا اور اس کے بعد خود اس مزار کے متولی ہوئے اور زائرین کی میزبانی کرتے رہے اور یہ افتخار نسل در نسل اس خاندان میں چلا آرہا ہے[۲۳۵]۔

[۲۳۴]۔ کمیل بن زیاد النخعی، علی بن حسین ہاشمی خطیب، ص۹۶۔
[۲۳۵]۔ سابقہ حوالہ ص۹۳۔

فہرست منابع

۱) الاختصاص، شیخ مفید، محمّد بن محمّد بن نعمان بغدادی (۳۳۶-۴۱۳ق)،ط مؤسّسۃ النشر الاسلامی، قم،ایران.

۲) الارشاد، ... ،ط مؤسّسۃ آل البیت لاحیاء التراث، قم، ۱۴۱۳ق۔

۳) الاستبصار فیما اختلف من الأخبار، شیخ طوسی، محمّد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰ق)،ط ۳، دار الکتب الاسلامیّہ، طہران، ۱۳۹۰ق،.

۴) إعلام الوری ، طبرسی ، فضل بن حسن(حوالی ۴۷۰-۵۴۸ق)، ط دار المعرفۃ، بیروت،۱۳۹۹ق.

۵) بحار الأنوار،علامہ مجلسی، محمّد باقر بن محمّد تقی(۱۰۳۷-۱۱۱۰ق)ط دار إحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۳ق.

۶) تفسیر عیّاشی، محمّد بن مسعود بن عیّاش (م ۳۲۰ق)،ط مکتبہ العلمیّہ الاسلامیّہ، طہران۔

۷)	. تہذیب الأحکام، شیخ طوسی، محمّد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰ق)،ط دار الکتب الإسلامیّہ، طہران، ۱۳۶۴ش۔

۸)	تہذیب التہذیب،إحمد بن علی بن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ق)،ط دار صادر، بیروت.

۹)	. ثواب الأعمال، شیخ صدوق، محمّد بن علی بن حسین بن بابویہ قمّی (م ۳۸۱ق)، ط منشورات الشریف الرضی، قم، ۱۳۶۴ش.

۱۰)	جامع الرواۃ وإزاحۃ الاشتباہات عن الطرق والأسناد، محمّد بن علی إردبیلی (م ۱۱۰۱ق)،ط دار الأضواء، بیروت، ۱۴۰۳ق۔

۱۱)	جامع المقال فیما یتعلّق بأحوال الحدیث والرجال، فخر الدین طریحی (م ۱۰۸۵ق)،ط مکتبہ جعفری تبریزی، طہران.

۱۲)	خلاصۃ الأقوال فی معرفۃ الرجال، جمال الدین حسن بن یوسف بن مطہّر حِلّی (۶۴۸-۷۲۹ق)،ط۱، نشر الفقاہۃ، قم، ۱۴۱۷ق.

۱۳)	الذریعۃ إلی تصانیف الشیعۃ، آقا بزرگ طہرانی (۱۲۹۳- ۱۳۸۹ق)،ط۱، نجف الأشرف وطہران، ۱۳۵۵-۱۳۹۸ق،.

۱۴)	رجال ابن داود، تقیّ الدین حسن بن علی بن داود حلّی (۶۴۷-۷۴۰ق)،ط جامعۃ طہران، ۱۳۴۲ش.

۱۵)	رجال برقی،إحمد بن محمّد بن خالد برقی (م ۲۷۴ق)،ط مؤسّسۃ القیّوم، ۱۴۱۹ق.

۱۶)	رجال شیخ طوسی، محمّد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰ق)،ط۱،المطبعۃ الحیدریۃ، نجف إشرف، عراق،۱۳۸۰ق۔

۱۷)	رجال الکشّی، محمّد بن حسن طوسی، ط۱، جامعۃ مشہد، ۱۳۴۸ش.

۱۸) رجال النجاشی، اِحمد بن علی بن اِحمد نجاشی (۳۷۲- ۴۵۰ق)، ط مؤسّسۃ النشر الاِسلامی، قم، ۱۴۰۷ق.

۱۹) روضات الجنّات فی اِحوال العلماء والسادات، محمّد باقر خوانساری إصفہانی (۱۲۲۶-۱۳۱۳ق)، طإسماعیلیان، قم، ۱۳۹۰ق۔

۲۰) السرائر الحاوی لتحریر الفتاوی، محمّد بن منصور بن اِحمد بن إدریس حلّی (۵۴۳-۵۹۸ق)، ط۱، مؤسّسۃالنشر الاِسلامی، قم، ۱۴۱۰-۱۴۱۱ق.

۲۱) شرح البدایۃ، زین الدین علیّ بن اِحمد عاملی (۹۱۱-۹۶۵ق)، ط۱، منشورات الفیروزآبادی، قم، ۱۳۷۲ش۔

۲۲) عُدّۃالاُصول، شیخ طوسی، محمّد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰ق)، ط۱، مؤسّسۃآل البیت لِاحیاء التراث، قم، ۱۴۰۳ق۔

۲۳) الغَیبَہ، ... (۳۸۵-۴۶۰ق) ط مکتبہ نینوی الحدیثہ، طہران.

۲۴) من لایحضرہ الفقیہ، محمّد بن علی بن حسین بن بابویہ قمیّ صدوق (م ۳۸۱ق)، ط دار الکتب الاِسلامیّہ، طہران، ۱۳۹۰ق.

۲۵) .الفہرست، محمّد بن حسن طوسی، ط۱، نشر الفقاہۃ، قم، ۱۴۱۷ق۔

۲۶) الکافی، محمّد بن یعقوب بن إسحاق کلینی (م ۳۲۹ق)، ط دار صعب ودار التعارف، بیروت، ۱۴۰۱ق۔

۲۷) کشف الغمّۃ، علی بن عیسی بن اِبی الفتح إربلی (م ۶۹۲ اِو ۶۹۳ق)، ط مکتبۃ بنی ہاشم، تبریز، ۱۳۸۱ق۔

۲۸) کمال الدین وتمام النعمۃ، محمّد بن علی بن حسین بن بابویہ قمّی صدوق (م ۳۸۱ق)، ط دار الکتب الاِسلامیّہ، ۱۳۹۵ق۔

۲۹) مجمع الرجال، عنایۃ اللہ قہپائی (قرن ۱۱)، ط۱، مکتبہ إسماعیلیان، قم۔
۳۰) المحاسن، اِحمد بن محمّد بن خالد بَرْقی (م ۲۷۴ق)، ط دار الکتب الاِسلامیّہ، ۱۳۷۱ش.
۳۱) مرآۃ العقول فی شرح إخبار آل الرسول، محمّد باقر بن محمّد تقی مجلسی (م ۱۱۱۱ق)، ط دار الکتب الاِسلامیّۃ، ۱۴۰۴ھ۔
۳۲) معجم رجال الحدیث وتفصیل طبقات الرواۃ، اِبو القاسم بن علی اِکبر موسوی خوئی (۱۳۱۷-۱۴۱۳ق)، ط بیروت ۱۴۰۳ق۔
۳۳) مقباس الہدایۃ، عبد اللّٰہ مامقانی (۱۲۹۰-۱۳۵۱ق)،ط۱، مؤسّسۃ آل البیت لِاحیاء التراث، قم، ۱۴۱۱ق۔
۳۴) مقدمۃ ابن الصلاح فی علوم الحدیث، عثمان بن عبد الرحمٰن شہرزوری (م ۶۴۳ق)،ط۱، دار الکتب العلمیّۃ، بیروت ۱۴۱۶ق۔
۳۵) المناقب، رشید الدین محمّد بن علی بن شہر آشوب، (م ۵۸۸ق)،ط مکتبہ علّامہ، قم.
۳۶) منتقی الجمان فی الاَحادیث الصحاح والحسان، جمال الدین حسن بن زین الدین عاملی (فرزند شہید ثانی)، (۹۵۹-۱۰۱۱ق)،ط۱، مؤسّسۃ النشر الاِسلامی، قم، ۱۴۰۴-۱۴۰۷ق۔
۳۷) ہدایۃ المحدّثین إلی طریقۃ المحمّدین، محمّد اِمین بن محمّد علی کاظمی (قرن ۱۱)،ط مکتبہ آیۃ ... مرعشی نجفی، قم ۱۴۰۵ق.
۳۸) الِاحتجاج، اِحمد بن علی بن اِبی طالب طبرسی (قرن سادس)،ط مکتبۃ النعمان، نجف، ۱۳۸۶ق۔
۳۹) اِحوال الرجال، إبراہیم بن یعقوب جوزجانی (م۲۵۹ھ)،ط مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۴۰۵ھ.
۴۰) الاَدب المفرد، محمد بن إسماعیل بخاری (ت ۲۵۶ھ)،ط نشر عالم الکتب، بیروت ۱۴۰۵.

۴۱) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر (ت ۴۶۳)، ط دار النہضۃ، مصر.

۴۲) اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، ابن اثیر، علی بن ابی الکرم، (ت ۶۳۰)، ط دار إحیاء التراث العربی، بیروت.

۴۳) الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، عسقلانی، احمد بن علی بن حجر (ت ۵۸۲ق)، ط دار إحیاء التراث العربی، بیروت.

۴۴) الامالی - ابو جعفر محمد بن حسن طوسی (ت ۴۶۰ق)، مؤسسۃ البعثۃ، قم ۱۴۱۴ھ۔

۴۵) الامالی - محمد بن علی بن حسین بن بابویہ صدوق قمی (ت ۳۸۱ق)، ط مؤسسۃ الاعلمی، بیروت ۱۴۰۰ق.

۴۶) بحار الانوار، محمد باقر مجلسی (ت ۱۱۱۰ق)، ط مؤسسۃ الوفاء، بیروت ۱۴۰۳ق۔

۴۷) بغیہ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ، جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی (ت ۹۱۱ق)، ط المکتبہ العصریۃ، صیدا، بیروت ۱۳۸۴ق۔

۴۸) تاریخ الاسلام، ابو عبد اللہ شمس الدین محمد، ذہبی (ت ۷۴۸ق)، ط دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۰۷۔

۴۹) تاریخ اسماء الثقات، ابن شاہین، ابو جعفر عمر بن احمد بن عثمان (ت ۳۸۵ق)، ط دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۶.

۵۰) تاریخ البخاری، ابو عبد اللہ إسماعیل بن إبراہیم جعفی بخاری (ت ۲۵۶ق)، ط دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۷۔

۵۱) تاریخ بغداد، ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی (ت ۴۶۳ق)، ط دار الکتب العلمیہ، بیروت.

۵۲) تاریخ الثقات ، اِحمد بن عبد اللہ بن صالح عجلی (ت ۲۶۱ ق)،ط دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۵

۵۳) تاریخ خلیفۃ بن خیاط (ت ۲۴۰ ق)، ط دار طیبہ، الریاض ۱۴۰۵۔

۵۴) تاریخ الدارمی ، اِبو سعید عثمان بن سعید بن خالد تمیمی دارمی (ت ۲۸۰ ق)، دار المأمون للتراث، بیروت ۱۴۰۰۔

۵۵) تاریخ مدینہ دمشق، ابن عساکر، علی بن حسن بن ہبہ اللہ شافعی (ت ۵۷۱ق)، ط دار الفکر، بیروت ۱۴۱۵ق.

۵۶) تحفۃ الأشراف بمعرفۃ الأطراف، اِبوحجاج یوسف مزی (ت ۷۴۲ ق)، ط مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۴۱۳ق.

۵۷) تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، عبد الرحمٰن بن اِبی بکر سیوطی (ت ۹۱۱ ق)،ط دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۱۷ق.

۵۸) تذکرۃ الحفاظ،اِبو عبد اللہ شمس الدین محمد ذہبی (ت ۷۴۸ ق)،ط دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۳۷۴ق.

۵۹) تذہیب تہذیب الکمال ، صفی الدین اِحمد بن عبد اللہ خزرجی،ط مکتبہ القاہرۃ، مصر ۱۳۹۲ق.

۶۰) تقریب التہذیب ، اِحمد بن علی بن حجر عسقلانی (ت ۸۵۲ ق)،ط دار المعرفۃ، بیروت ۱۳۸۰ق.

۶۱) تہذیب الکمال فی اِسماء الرجال ، جمال الدین اِبوالحجاج یوسف مزی (ت ۷۴۲ق)،ط مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۴۱۳.

۶۲) الجرح والتعدیل، ابو محمد عبد الرحمٰن بن ابی حاتم محمد بن إدریس بن منذر تیمی حنظلی رازی (ت ۳۲۷ق)، ط دار إحیاء التراث العربی، بیروت ۱۹۵۲م.

۶۳) جمہرة اللغة، ابو بکر محمد بن حسن بن درید (ت ۳۲۱ق)، ط دار العلم للملایین، بیروت ۱۹۸۷م.

۶۴) حلیة الأولیاء، ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی (ت ۴۳۰ق)، ط دار الفکر، بیروت.

۶۵) خصائص امیر المؤمنینؑ، احمد بن شعیب نسائی (ت ۳۰۳ق)، ط نینوی طہران، وط الکویت، مکتب المعلی ۱۴۰۶ق.

۶۶) ذکر اسماء التابعین و من بعد ہم، علی بن عمر بن احمد دار قطنی (ت ۳۸۵ق)، ط مؤسسة الکتب الثقافیہ، بیروت ۱۴۰۶ھ.

۶۷) رجال صحیح البخاری، ابو نصر احمد بن محمد بن حسین بخاری کلاباذی (ت ۳۹۸ق)، ط دار المعرفة، بیروت ۱۴۰۷ق.

۶۸) رجال صحیح مسلم، احمد بن علی بن منجویہ اصبہانی (ت ۴۲۸ق)، ط دار المعرفة، بیروت ۱۴۰۷ق.

۶۹) الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل، محمد عبد الحیی لکنوی ہندی (ت ۱۳۰۴ق)، ط ۳، مکتبہ المطبوعات الاسلامیة بحلب، ۱۴۰۷ق.

۷۰) سیر اعلام النبلاء، محمد بن احمد بن عثمان ذہبی (ت ۷۴۸ق)، ط مؤسسة الرسالة، بیروت ۱۴۰۶ق.

۷۱) شذرات الذہب، ابو الفلاح ابن عماد حنبلی (ت ۱۰۸۹ق)، ط دار إحیاء التراث العربی، بیروت.

۷۲) الصواعق المحرقة، احمد بن حجر ہیتمی مکی (ت ۹۷۴ق)، ط مکتبہ القاہرة، ۱۳۸۵ق.

۷۳)　طبقات الحفاظ، عبد الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی (ت ۹۱۱ق)،ط دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الاولی ۱۴۰۳ق.

۷۴)　الطبقات الکبری، محمد بن سعد بصری زہری (ت ۲۳۰ق)،ط دار بیروت للطباعۃ والنشر، ۱۴۰۵ق.

۷۵)　العبر فی خبر من غبر، ذہبی (ت ۷۴۸ق)، ط دار الکتب العلمیہ، بیروت.

۷۶)　العلل و معرفۃ الرجال، احمد بن محمد بن حنبل (ت ۲۴۱ق)، ط المکتب الاسلامی، بیروت ۱۴۰۸ق، و مؤسسۃ الکتب الثقافیہ.

۷۷)　الکامل فی التاریخ، ابن اثیر، علی بن محمد بن محمد (ت ۶۰۶ق)، ط دار صادر، بیروت ۱۳۸۵ق.

۷۸)　الکامل فی ضعفاء الرجال، ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی (ت ۳۶۵ق)،ط دار الفکر، ط بیروت، ۱۴۰۹ق.

۷۹)　کتاب الثقات، محمد بن حبان بن احمد ابو حاتم تمیمی بستی (ت ۳۵۴ق)،ط دار الفکر بیروت ۱۴۰۰ق.

۸۰)　کتاب الضعفاء الکبیر، محمد بن عمرو بن موسی بن حماد عقیلی مکی (ت ۳۲۲ق)، ط۱، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۴.

۸۱)　کتاب الکفایۃ فی علم الروایۃ، احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی (ت ۴۶۳ق)، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۰۹ھ.

۸۲)　لسان المیزان - شہاب الدین ابو الفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی (ت ۸۵۲ق)، دار الفکر، بیروت ۱۴۰۷ق.

۸۳) المجروحین، محمد بن حبان بن احمد ابو حاتم تمیمی بستی (ت ۳۵۴ق)، دار المعرفۃ، بیروت ۱۴۱۲ق.

۸۴) مختصر تاریخ دمشق، ابن منظور، محمد بن مکرم (ت ۷۱۱ق)، دار الفکر، دمشق، الطبعۃ الاولی ۱۴۰۵ق.

۸۵) مستدرکات علم رجال الحدیث، شیخ علی نمازی شاہرودی (ت ۱۴۰۵ق) ط مصنف، تہران.

۸۶) المعرفۃ والتاریخ، ابو یوسف یعقوب بن سفیان بسوی (ت ۲۷۷ق)، مطبعۃ الارشاد، بغداد.

۸۷) ۔المعین فی طبقات المحدثین، ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی (ت ۷۴۸ق)، دار الکتب العلمیۃ.

۸۸) المغنی فی ضبط اسماء الرجال، محمد طاہر بن علی ہندی (ت ۹۸۶ق)، دار الکتاب ۱۳۹۹ ق.

۸۹) الملل والنحل، محمد بن عبد الکریم بن احمد شہرستانی (ت ۵۴۸ق)، الشریف الرضی، قم.

۹۰) میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ذہبی (ت ۷۴۸ھ)، دار احیاء الکتب العربیۃ، مصر.

۹۱) الوافی بالوفیات، صلاح الدین صفدی (ت ۷۶۴ھ)، دار النشر فرانز شتایز.

۹۲) وفیات الأعیان، ابو العباس شمس الدین احمد بن ابی بکر بن خلکان (ت ۶۸۱ھ)، دار الثقافۃ، بیروت.

۹۳) وقعۃ صفین، نصر بن مزاحم منقری (ت ۲۱۲ھ)، مکتبہ مرعشی نجفی، قم ۱۴۰۳ھ.